ہیرو
ابنِ طالب
www.qaricafe.com
10
گرین سیریز

گرین سیریز

ناول#7.....10 فروری 2020

ناول کے تمام کردار، مقامات، واقعات فرضی ہیں اور مصنف کی اپنی تخلیق ہیں۔ جن میں کسی بھی قسم کی کلی یا جزوی مطابقت محض اتفاقیہ امر ہو گا جس کا مصنف ذمہ دار نہیں۔

ناول یا اس کے کسی بھی حصے کو کاپی کرنا، نقل کرنا یا چوری کرنا قانونی اور اخلاقی جرم ہے۔ جملہ حقوق بحقِ مصنف محفوظ ہیں۔

ہماری بات

السلام علیکم قارئین!

گرین سیریز کو نئے افق میں جگہ ملی جس میں قارئین کا انمول خلوص شامل ہے۔ تمام قارئین کا ممنون ہوں جنھوں نے میری تحریر کو عزت بخشی اور مختلف انداز میں میرا ساتھ دیا چاہے وہ ایک لائن میں حوصلہ افزائی ہو، پوسٹ پہ لائک کا بٹن پریس کرنا، پوسٹ شئیر کرنا یا تحریر پڑھ کر مسکرا دینا۔

جن احباب نے فیس بک پیج اور گروپ میں میرا ساتھ دیا ان کا تہہ دل سے ممنون اور احسان مند ہوں کیونکہ اکیلے یہ سفر جلدی طه کرنا بہت مشکل ہوتا۔ قارئین کا خلوص ہی ہے جس نے حوصلہ قائم رکھنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ موجودہ ناول، اس کے نام کے بارے میں دو احباب نے اندازہ لگایا تھا اور درست ثابت ہوا۔ ایک اور اندازہ بھی تھا کہ ہیرو سے ساحر کا سامنا نہیں ہو گا اور اسے لارڈ ہی روک سکے گا۔ اس

کے جواب کے لئے ناول پڑھنا پڑے گا۔ اس ناول میں ہیرو کے علاوہ ایک اور نئی شخصیت بھی ہے، امید ہے آپ کو پسند آئے گی۔

ناول تاخیر سے اپ لوڈ ہو رہا اور اس کی وجہ بھی قارئین جانتے ہیں، طبیعت ناساز گار ہونے کی وجہ سے ایسا ہوا اور اب پہلے سے کافی بہتر محسوس کرتا ہوں، کوشش کی ہے ناول کو بہترین انداز میں ختم کروں، آپ کی رائے سے جان سکوں گا کہ کہاں تک اس میں کامیاب ہو سکا۔

کہانی کے حوالے سے اتنا کہنا چاہوں گا کہ کافی بکھری ہوئی ہو گی کیونکہ پیراسائیٹس سے اب تک جو واقعات اور کردار سامنے آئے ہیں ان کو مناسب اور مختصر انداز، ضرورت کے مطابق شامل رکھا گیا تاکہ مرکز کی طرف رخ پھیرا جا سکے۔ کچھ عوامل ایسے بھی ہوں گے جو اگلی کہانی میں بھی سامنے آئیں گے۔ قیمتی رائے سے ضرور آگاہ کیجئے گا۔

والسلام

ابنِ طالب

وہ ساحل سمندر پہ موجود تھا اور آنکھوں میں دکھ بھرے، شام سے پہلے کا منظر دیکھ رہا تھا، ایسا لگ رہا تھا جیسے سورج کے ساتھ ساتھ اس کا بھی کچھ نہ کچھ دفن ہو رہا ہو۔ اس نے حسرت سے سر موڑ کر سورج کو آخری سلام کیا اور پھر سر جھکائے ایک طرف بڑھنے لگا۔

وہ کچھ دیر پہلے ہی وہاں آیا تھا اور لوگوں کے جھنڈ سے نکل کر وہ کافی دور نکل گیا مگر بوریت کی وجہ سے فوری واپس بھی ہو لیا تھا۔ واپسی پہ اچانک شور سن کر اس نے سر اٹھایا اور ایک جگہ ہجوم دیکھ کر وہ تیزی سے آگے بڑھا اور جلد ہی وہ لوگوں کو دھکیلتا ہوا آگے، ان کے درمیان موجود ایک صحتمند وجود کو دیکھا جس کے جسم پہ صرف پینٹ ہی تھی۔

جسم ورزشی اور خاص جاندار تھا مگر اسے بری طرح زدو کوب کیا گیا تھا۔ جابجا زخم تھے جو اب نیلے ہو چکے تھے اور اسی طرح سوجن بھی۔۔ چہرہ بھی سوجا ہوا تھا۔ حیرت کی بات یہ تھی کہ جہاں زخم نہیں تھے وہاں بھی جسم نیلاہٹ کا شکار نظر آرہا تھا۔ وہ یہ منظر دیکھ کر اپنا دکھ بھول گیا اور باقی تماشائیوں کا ساتھ دینے کی بجائے تیزی سے اس وجود کی طرف بڑھا اور اس کی ناک کے سامنے انگلی رکھ کر سانس چیک کرتے ہوئے اس کی نظر چہرے پہ پڑی، کچھ دیر کے لئے وہ ساکت ہوا اور پھر چیخ مار کر ایسے پیچھے گرا جیسے بھوت دیکھ لیا ہو۔۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر ہجوم بھی گھبرا کر پیچھے ہٹا۔۔ وہ ریت پہ گرا، آنکھیں پھاڑے اُس وجود کو دیکھ رہا تھا۔۔ اس کا دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا اور اچانک سوچ سمجھ سے خالی ہو گیا تھا جیسے سلیٹ کو صاف کر دیا گیا ہو۔

"بھائی صاحب۔۔ کیا آپ انہیں جانتے ہیں؟۔۔" اس شخص نے اس کا کندھا ہلا کر نرمی سے پوچھا تو جیسے جادو ٹوٹا اور وہ جھرجھری لے کر ہوش میں آیا۔

"یہ۔۔۔ یہ۔۔ ہمارے مالک ہیں۔۔۔"

اس نے ہکلاتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے اس وجود کی طرف بڑھا اور دوبارہ سانس چیک کی۔۔ اس وجود کی حالت دیکھتے ہوئے اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔۔ اس انسان کی سانس کی رفتار بہت دھیمی تھی۔۔ وہ چونک کر اٹھا اور جنونی انداز میں لوگوں کا گھیرا توڑتے ہوئے نکلتا گیا۔۔ ہجوم اس کی طرف حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا کہ مالک کو چھوڑ کر ملازم بھاگ کیوں رہا ہے؟۔۔۔ اور وہ۔۔ وہ درحقیقت بھاگ نہیں رہا تھا۔۔ وہ ان سے دور ہونا چاہتا تھا۔۔ دور ہوتے ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور موبائل نکال کر نمبر ملایا۔

"لارڈ سپیکنگ۔۔۔۔" دوسری طرف سے سرد آواز سنائی دی۔

"چچ۔۔ چیف۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ ساحر۔۔۔" اس کے منہ سے ٹوٹے پھوٹے الفاظ نکلنے لگے۔

"جبران۔۔۔ ہوش میں آؤ۔۔۔ کیا ہوا؟۔۔" اس نے نرم لہجے میں کہا، لیکن اس کے لہجے میں چابک بھی تھا جس نے جبران کو سنبھلنے میں مدد دی۔

"چیف۔۔۔ ساحر۔۔۔ ساحل سمندر پہ ہے۔۔۔ اس کی حالت بہت خراب ہے۔۔۔ وہ مر جائے گا۔۔۔۔ وہ مر رہا ہے۔۔۔ یا شاید اب تک مر چکا ہو گا۔۔۔" جبران دوبارہ پہلی حالت میں لوٹ رہا تھا۔

ساحر کی حالت نے اس کے دماغ پہ گہرا اثر ڈالا تھا جس وجہ سے وہ ہوش و حواس کھو بیٹھا تھا۔۔

"اپنی لوکیشن بتاؤ۔ جلدی۔۔" دوسری طرف سے تیز لہجے میں کہا گیا۔

"لوکیشن۔۔ ساحل سمندر۔۔ ساحر۔۔ وہ مر چکا ہو گا۔۔ ساحر۔۔" کہتے ہوئے وہ لہرا کر گھٹنوں کے بل ریت پہ گرا۔۔ اور ہجوم میں سے کچھ لوگ جو اسے دیکھ رہے تھے چیختے ہوئے اس کی طرف دوڑے۔

"ہیلو۔۔۔ جبران۔۔۔ ہیلو۔۔۔" دوسری طرف سے لارڈ کی آواز آ رہی تھی لیکن جبران کہاں جواب دینے کی حالت میں تھا۔

لوگ دوڑتے ہوئے اس تک پہنچے اور ایک نے فون کی جلتی سکرین دیکھ کر فون اٹھا کر کان سے لگایا۔

"ہیلو۔۔۔" اس نے کہا۔

"کون بول رہا ہے۔" سرد آواز سن کر وی شخص گھبرا گیا۔

"میرا نام صغیر ہے جناب۔۔ ہم ساحل سمندر پہ ہیں اور۔۔۔"

"برائے مہربانی اپنی لوکیشن بتائیں تاکہ میں ایمبولنس بھیج سکوں۔۔ جلدی۔۔" دوسری طرف سے اس بار نرم آواز میں کہا تو صغیر نے جلدی سے لوکیشن بتانی شروع کی اور ساتھ کچھ نشانیاں بھی تاکہ ان تک پہنچنے میں آسانی ہو۔

"بہت شکریہ۔۔ اگر ممکن ہو تو آپ ان دونوں کے پاس رہیئے گا اور فون اپنے پاس رکھیں۔۔۔ ایمبولنس آجائے تو فون اس نوجوان کی جیب میں رکھ دیجئے گا۔۔۔ شکریہ۔۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور کال بند ہو گئی۔

کال بند ہونے تک جبران ہڑبڑا کر اٹھنے کی کوشش کرنے لگا، شاید وقتی طور پہ اس کا دماغ ہی سو گیا تھا، اس کے پاس کھڑے افراد نے اسے سہارا دیا اور ہجوم کی طرف چل دیئے۔ تین سے چار منٹ تک سائرن کی آواز آنے لگی اور اگلے دو منٹ تک وہاں سٹریچر لے کر سبز وردی میں چار افراد پہنچ چکے تھے جن میں سے دو فرسٹ ایڈ کے بیگ تھامے

ہوئے تھے اور باقی دو نے تیزی سے ساحر کے جسم کو احتیاط سے سٹریچر پہ ڈالا۔

" پلیز۔۔۔ آپ لوگ ذرا دور ہٹ جائیں تاکہ ان تک تازہ ہوا پہنچ سکے۔۔ "ایک نوجوان نے درخواست کی تو ہجوم کچھ قدم پیچھے ہٹا تو سہی لیکن یوں لگ رہا تھا کہ انہیں مریض سے زیادہ ہنگامے میں زیادہ دلچسپی تھی جس وجہ سے وہ زیادہ پیچھے ہونے کی بجائے دوبارہ آگے کھسکنے لگے۔۔۔ وہ بات سمجھنے سے قاصر نظر آرہے تھے۔۔۔ عملہ ابتدائی طبی امداد دینے کے لئے جھک گیا۔

"جلدی چلو۔۔۔ اس کی حالت خطرناک ہے، اسی کوئی زہر دیا گیا ہے۔ جلدی۔۔ "ایک نوجوان نے ساتھیوں سے کہا اور وہ سر ہلاتے

ہوئے جھکے اور سٹریچر اٹھا کر تیزی سے آگے بڑھ گئے۔

ساحر کی تلاش۔۔۔ کافی دنوں کی تلاش۔۔۔ ختم ہوئی بھی تو کیسے۔۔۔

جبران کے ذہن میں خیال آیا کہ سب کو بتا دیا جائے۔۔۔ لیکن نجانے کیوں۔۔ اس کا دماغی توازن ہل گیا تھا۔۔۔ اس کا جی نہیں چاہ رہا تھا کہ

کسی سے بات بھی کرے۔ ۔ وہ جلد سے جلد ساحر کی حالت میں بہتری دیکھنا چاہ رہا تھا۔ ۔ ۔ زہر کی بات سن کر اس کے حواس ویسے ہی گم ہو گئے تھے۔

وہ چپ چاپ، میکانکی انداز میں ان کے پیچھے چل رہا تھا جیسے وہ کوئی روبوٹ ہو۔ ۔ ۔ اس کی آنکھیں ویرانی کا شکار ہو چکی تھیں۔

★

سورج جلد ہی لحاف اوڑھنے والا تھا جس وجہ سے زندگی کی رفتار۔۔ بلکہ زندوں کی رفتار بڑھ گئی تھی اور ہر طرف شور شرابہ اور انداز میں جلدی تھی۔ ایسے وقت میں ایک لمبا تڑنگا، خوبرو نوجوان آنکھوں پہ ہلکے سیاہ رنگ کا چشمہ لگائے نفیس انجن والی سیاہ کار میں آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ اسٹیرنگ اس کے مضبوط ہاتھوں میں آکر سہم گیا تھا اور گاڑی بھی اس کے رعب کی وجہ سے چپ سادھے ہوئے تھی۔ اگر اس نے چشمہ نہ لگایا ہوتا تو اس کی آنکھوں کی عجیب سی چمک ونڈ سکرین تک کو بے سکون کر دیتی، شاید اسی وجہ سے وہ چشمہ لگائے بیٹھا تھا۔ سیاہ رنگ کا تھری پیس سوٹ اس کے جسم پہ ہونے کی وجہ سے زیادہ ہی قیمتی محسوس ہو رہا تھا۔ اس کے چہرے پہ سنجیدگی طاری تھی اور تھا بھی میک اپ۔۔۔ بلکہ ڈبل میک اپ میں۔ یہ اس کی بہت پرانی عادت تھی۔ تھوڑی ہی دیر بعد گاڑی ایک کالونی میں داخل ہوئی جس میں جا بجا فوجی

اہلکاروں کی عقابی نظریں ہر آنے جانے والے کا جائزہ لے رہی تھیں۔ مختلف چیک پوسٹوں پہ اسے بھی روکا گیا لیکن خصوصی اجازت نامہ دکھانے پہ اسے آگے بڑھنے کا اشارہ کر دیا جاتا تھا۔

آخر کار وہ ایک قلعہ نما عمارت کے گیٹ پہ رکا اور اجازت نامہ اپنی طرف بڑھنے والے سیاہ سوٹ میں ملبوس شخص کو تھما اور وہ سر ہلاتے ہوئے واپس مڑ گیا۔ تقریباً دو سے تین منٹ بعد وہ واپس آیا۔

"آپ جا سکتے ہیں سر۔۔۔"

اس نے نہایت ادب سے سلیوٹ کرتے ہوئے، کھلتے ہوئے گیٹ کی طرف اشارہ کیا تو نوجوان اسے اور اس کے سلیوٹ کو نظر انداز کرتے گاڑی آگے بڑھا لے گیا۔ اہلکار شاید اس طرح کے مغرور رویوں کا عادی تھا، اس کے ماتھے پہ شکن تک نہیں آئی اور واپس اپنی ڈیوٹی کے لئے

چل دیا۔

نوجوان نے کار پورچ میں روکی اور گاڑی کا انجن بند کر باہر نکلا، دروازہ بند کرتے ہوئے بر آمدے کی طرف بڑھا۔

"ویلکم سر۔ اس طرف۔۔" ایک باوردی ملازم نے کمر کو خم دیتے ہوئے اسے سلام کیا اور برآمدے میں ہی ایک طرف اشارہ کیا، نوجوان اس کے پیچھے چل دیا۔۔۔ جلد ہی ایک طرف سے گھوم کر وہ عمارت کی بائیں جانب ایک چھوٹے سے دروازے پہ موجود تھا۔

"صاحب آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔۔"

ملازم نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا اور نوجوان اندر داخل ہوا۔ چھوٹی سے راہداری تھی جس کے آخر میں اکلوتا دروازہ نظر آرہا تھا۔ وہ باوقار چال چلتے ہوئے دروازے تک پہنچا اور پھر عادت کے مطابق ہلکی سی دستک دے کر دروازہ کھولتے ہوئے اندر داخل ہوا۔

یہ ایک بڑا سا کمرہ تھا، جس کے مختلف حصے بنے ہوئے تھے، ایک حصہ دفتر کی طرح سجایا گیا تھا، جہاں ایک بڑی سی میز کی دوسری جانب،

ریوالونگ چیئر پہ ایک باوقار شخصیت براجمان تھی۔

"خوش آمدید مسٹر لارڈ۔۔۔" انہوں نے مسکرا کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"شکریہ جنابِ صدر۔۔" نوجوان نے بغیر مسکرائے سرد لہجے میں کہا۔

"آیئے۔۔ ادھر بیٹھتے ہیں۔۔" صدر مملکت نے مصافحہ کرتے ہوئے ایک طرف رکھے گئے صوفوں کی طرف اشارہ کیا تو دونوں اس طرف چل دیئے۔

"آپ کیا پینا پسند کریں گے مسٹر لارڈ؟۔۔۔" انہوں نے انٹر کام کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"شکریہ سر۔۔ میں چاہوں گا کہ جس کام کے لئے آپ نے مجھے یاد فرمایا اس پہ بات کی جائے۔۔" ہاتھ ملاتے ہوئے اس نے سنجیدگی سے کہا۔

"میں جانتا ہوں آپ بہت مصروف رہتے ہیں۔۔ پھر بھی۔۔۔" صدر مملکت نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ سر۔۔۔" اس کی سنجیدگی برقرار رہی۔

"اوکے۔ جیسے آپ چاہیں۔۔۔" وہ مسکرائے اور انٹر کام پہ رکھا ہاتھ واپس کھینچ لیا۔

"بات لمبی چوڑی نہیں ہے۔ چار دن پہلے ، رضوان نامی نوجوان سیاستدان کو اس کے گھر سے ریسکیو نے عین وقت پہ بچالیا، وہ خود کشی کی کوشش میں کسی حد تک کامیاب ہو ہی گیا تھا۔ اسے کڑی نگرانی میں کلپ کر کے ہسپتال میں رکھا گیا تا کہ وہ دوبارہ ایسی حرکت نہ کر سکے۔ جب وہ دماغی طور پہ کچھ بہتر ہوا تو اس سے پوچھ گچھ کی گئی کہ اس نے ایسا کیوں کیا؟۔ پولیس تو کچھ جان نہ سکی لیکن وہاں رہتے ہوئے اس کے موبائل پہ ایک کال آئی، جسے سن کر وہ بہت پریشان نظر آنے لگا۔ کرائم برانچ نے اس کا فون ٹیپ کرنا شروع کیا اور حیرت انگیز انکشاف ہوا۔"

وہ سانس لینے کے لئے رکے۔ لارڈ، چپ چاپ بیٹھا سن رہا تھا، ابھی تک اس کے چہرے پہ کسی قسم کے تاثرات نہ ابھرے تھے۔

"اسے بلیک میل کیا جا رہا تھا، کہیں منفی حرکت کرتے پایا گیا تو اس کی ویڈیو بنالی گئی اور پھر بلیک میلنگ شروع ہو گئی۔ جب یہ بات سامنے آئی تو سب سے پہلے مجھے مطلع کیا گیا کیونکہ وہ ہماری پارٹی کا اہم حصہ ہے۔ جیسے ہی مجھے اطلاع ملی میں نے اسے ملٹری ہسپتال شفٹ کر دیا اور پارٹی

کے ایک اہم عہدیدار کو اس کے پاس بھیجا جس نے بلیک میلنگ سے متعلق ہونے والی اس کی بات دہرائی اور اس سے پوچھا کہ یہ سب کب سے چل رہا ہے۔۔۔وغیرہ وغیرہ۔۔۔"

"اب قصہ یہ ہے کہ بلیک میلنگ کا یہ جال پھیل رہا ہے اور حیرت کی بات ہے کہ اس کا نشانہ صرف ہماری پارٹی کے لوگ ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ اچانک یہ سب کیسے شروع ہو گیا۔ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ سب بہت نیک ہوں مگر یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ سب اکھٹے ہی بد چلن ہو گئے ہوں اور دھڑا دھڑ ویڈیوز بننے لگ گئیں۔" انہوں نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"بلیک میلر کی مانگ کیا ہے؟۔۔"اس نے پوچھا۔

"خودکشی یا جس کی ویڈیو ہے وہ خود سوشل میڈیا پہ وہ ویڈیو چڑھائے۔" انہوں نے کہا تو لارڈ کی پیشانی پہ شکنیں نمودار ہوئیں۔

"وہ جس سے بھی رابطہ کرتا ہے الگ آواز میں اور ایسے نمبر سے کہ ہم ابھی تک ٹریس نہیں کر سکے اور ٹارگٹ کو چار دن کا وقت بھی دیتا ہے۔ ٹریس نہ کرنے پانے کی سب سے اہم یہ وجہ ہے کہ ہم یہ بات

زیادہ لوگوں تک پھیلا نہیں سکتے، اس سے قصہ زبان زدِ عام ہو جائے گا۔۔" انہوں نے کہا۔

"اور اگر ٹارگٹ بلیک میلر کی بات ماننے سے انکار کرے تو کیا جواب ملتا ہے؟۔۔" اس نے پوچھا۔

"اس کی پہلی دھمکی یہی ہوتی کہ وہ ویڈیو "ٹارگٹ" کے خاندان اور جاننے والوں کو بھیجی جائے گی۔ اس کے بعد "ٹارگٹ" کی پارٹی کو۔۔ اس کے بعد مخالف پارٹیوں کو اور تب تک ویسے ہی ویڈیو پبلک ہو چکی ہو گی۔"

"اس کی کوئی بھی خواہش پوری ہو تو نقصان حکومت میں رہنے والی پارٹی کو ہی ہے اور اس کی پہلی خواہش یہی ہے کہ جو بھی قدم اٹھایا جائے وہ ٹارگٹ کی طرف سے ہی اٹھایا جائے تا کہ وہ سامنے آئے بغیر اپنا کام کر سکے، اس لئے وہ فیملی وغیرہ کی دھمکی دے کر ذہنی و جذباتی طور پہ ٹارگٹ کو مفلوج کرنے کی کوشش کرتا ہے۔" لارڈ نے کہا۔

"کل اس کی مجھے بھی ایسی کال موصول ہوئی ہے۔۔" انہوں نے

شرمندہ لہجے میں اور سر جھکاتے ہوئے کہا تو لارڈ چونک کر سیدھا ہوا۔

" میں کل سے اب تک سوچتا رہا کہ کیا کروں۔۔ اپنی ذمہ داریوں کو دیکھتے ہوئے میں اس کی کوئی بھی مانگ ماننے کے حق میں نہیں لیکن اگر اس نے کوئی منفی تصویر یا ویڈیو پھیلا دی تو میرے پاس ایک ہی رستہ بچے گا۔ اس لئے آپ کو تکلیف دی ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ اس میں زیادہ لوگ شامل ہوں اور یہ قصہ جانیں۔۔۔ اگر خاموشی سے آپ کچھ کر سکیں تو بہتر رہے گا اور اگر آپ منع کرنا چاہیں تو بھی مجھے شکوہ نہیں ہو گا۔۔۔ یہ کام آپ کے شایانِ شان نہیں۔۔ میں جانتا ہوں۔۔" انہوں نے دھیمی آواز میں کہا۔

کچھ لمحے خاموشی چھائی رہی جیسے اس کمرے میں کوئی زندہ انسان موجود ہی نہ ہو۔۔۔ شاید سانسوں کے منہ پہ بھی سائلنسر لگا دیا گیا تھا۔

"مجھے ان لوگوں کی فائل چاہیے جنہیں بلیک میل کیا جا رہا ہے اور اگر اس دوران کسی اور شخص کو بھی کال آئے تو اس کے بارے میں بھی فوری اطلاع ہونی چاہیے۔۔ باقی میں دیکھ لوں گا۔۔"

اس کی سرد آواز ابھری اور صدرِ مملکت کے چہرے پہ چمک ابھری۔۔ امید۔۔ نہیں۔۔ یقین اور کامیابی کی چمک۔ وہ اٹھے اور تیزی سے اس حصے کی طرف بڑھے جسے دفتر کے طور پہ استعمال کیا جاتا تھا اور جلد ہی دیوار میں موجود ایک خفیہ سیف سے ایک فائل نکال کر واپس آئے۔

"میں جانتا تھا کہ اگر آپ اس کام کے لئے تیار ہوئے تو فائل کی ضرورت پڑے گی اس لئے تیار رکھی۔" انہوں نے کہا تو لارڈ نے دھیمی سی مسکراہٹ کے ساتھ اثبات می سر ہلایا۔

"آپ پر سکون انداز میں اپنے کام جاری رکھیں۔" اس نے اٹھتے ہوئے کہا اور سلام کر کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"مسٹر لارڈ۔۔۔" عقب سے آواز سن کر وہ مڑا۔

"آپ پوچھیں گے نہیں کہ میری ویڈیو کیسے۔۔۔؟۔۔۔" وہ شاید کچھ بتانا چاہتے تھے۔

"مسٹر پریذیڈنٹ۔۔۔ میں اپنی آنکھیں کھلی رکھتا ہوں۔ اگر آپ کسی

ایسی منفی سرگرمی میں ملوث ہوتے کہ آپ کے خلاف مواد تیار ہو سکتا ہوتا تو دشمن کے کیمرے سے پہلے میرے پسٹل کی گولی آپ سے سلام دعا کرتی۔ گڈ بائے۔۔۔"

اس نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور صدرِ مملکت کے جسم میں سرد لہر دوڑ گئی مگر ساتھ ہی ان کے چہرے پہ خوشی اور اعتماد بھری چمک تھی۔ سپارک۔۔ ان کے لئے بہت، بہت قیمتی، بااعتماد اور قابل انسان تھا۔ ایسا انسان جو اُن کی نظر میں کچھ بھی کر سکتا تھا۔

لارڈ اپنی کار میں بیٹھ کر صدرِ مملکت کی کوٹھی سے نکلا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بجی، اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور موبائل نکال کر نمبر دیکھا۔

"لارڈ سپیکنگ۔۔۔۔"

"چچ۔۔ چیف۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ ساحر۔۔۔" دوسری طرف سے جبران کے منہ سے ٹوٹے پھوٹے الفاظ نکلنے لگے۔

"جبران۔۔ ہوش میں آؤ۔۔۔ کیا ہوا؟۔۔" اس نے نرم لہجے میں کہا۔

اس کے بعد اس نے جبران، پھر ایک انجان شخص سے بات کی اور کال

بند کرتے ہی اس نے ساحلِ سمندر کے قریبی ریسکیو سنٹر میں کال کر کے انسپکٹر پولیس کے طور پہ ایمبولنس بھیجنے کا حکم دیا اور خود بھی اسی طرف چل دیا۔

ایک طرف صدرِ مملکت کی طرف سے ملنے والا کیس تھا جس میں وہ ساری ٹیم کو شامل نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ بہت سے لوگوں کی پرائیویسی تھی، ٹیم پہ اسے یقین تو تھا مگر اس کے باوجود وہ اکیلا اس پہ کام کرنے کی ٹھان چکا تھا، دوسری طرف ٹیم ساحر کو تلاش کر رہی تھی جس کے بارے میں جبران نے اب اطلاع دی تھی ۔ ساحر کے خطرناک حالت میں مل جانے کا مطلب تھا کہ اب پھر کچھ شروع ہونے والا ہے جس کے لئے بھاگ دوڑ کی ضرورت پڑنے والی تھی۔ اس کی فراخ پیشانی شکن آلود ہوتی چلی گئی اور کار کی رفتار بڑھتی چلی گئی۔

اگرچہ وہ اسلحہ سازی والا کیس طول پکڑ رہا تھا لیکن وہ بہت ٹھنڈے مزاج کے ساتھ آہستہ آہستہ اس کیس میں آگے بڑھ رہا تھا، وہ چاہتا تھا کہ اس کیس میں ملوث تمام افراد کا موثر انداز میں خاتمہ ہو تا کہ دوبارہ یہ قصہ شروع نہ ہو۔ نجی طور پہ اسلحہ سازی کے چھوٹے موٹے

یونٹ تو چلتے ہی رہتے تھے جن کے خلاف پولیس کاروائیاں کرتی رہی تھی لیکن یہ قصہ مختلف تھا جسے وہ خود ختم کرنا چاہتا تھا، اور وہ اپنے مقصد میں ہر روز قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا، امید تھی کہ جلد ہی یہ قصہ تمام ہو گا۔

*

وہ لاپرواہی سے قلعہ نما عمارت کا جائزہ لے رہا تھا۔ عمارت کے گرد دور دور تک کھیت اور باغات ہی تھے، انسانی آبادی عمارت سے قدرے دور تھی۔ جیسے جیسے وہ عمارت کے قریب پہنچ رہا تھا اس کی دھڑکن بے چین ہو رہی تھی۔ ایسا اس کے ساتھ کبھی بھی نہیں ہوا تھا لیکن شاید تجسس تھا جس وجہ سے اس کے اعصاب وائبریشن پہ لگے ہوئے تھے۔

مرکزی گیٹ پہ لمبے تڑنگے سکیورٹی گارڈز نے اس کا استقبال کیا اور اندر سے اجازت ملنے پہ دو افراد اسے ساتھ لے کر عمارت کی طرف چل دیئے تھے۔ کار گیٹ کے ساتھ بنے پارکنگ ایریا میں روک کر وہ گارڈز کے ساتھ ہو لیا۔ وہ جس رستے سے گزر رہے تھے، اس کی دونوں طرف لان تھے اور لان میں ہی خوفناک شکل کتے ٹہل رہے تھے، انہوں نے

ایک بار منہ اٹھا کر اس سے سلام دعا کی اور پھر چپ کرائے جانے پہ ناراضگی سے منہ موڑ گئے۔

"مالک ادھر موجود ہیں۔۔"

ایک گارڈ نے لان میں موجود کرسیوں کی طرف اشارہ کیا۔ اس نے سر ہلانے پہ اکتفا کیا اور خاموشی سے لان کے درمیان میں موجود ایک چبوترے کی طرف بڑھا۔ چبوترے پہ ایک شخص اس کی طرف پشت کر کے بیٹھا ہوا تھا، وہ متانت سے چلتا ہوا اس کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"ہیلو۔۔۔" چبوترے کے پاس رک کر اس نے سرد لہجے میں کہا۔

اس شخص نے مڑ کر دیکھا، وہ سفید بالوں اور چھوٹی چھوٹی داڑھی والا صحتمند شخص تھا، اس کی شخصیت کافی بارعب تھی۔

"ہیلو ینگ مین۔۔ آجاؤ بیٹھو۔۔۔"

اس نے بھی سنجیدہ لہجے میں جواب دیا اور چبوترے پہ رکھی خالی کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

وہ نوجوان چبوترے پہ چڑھ کر، خالی کرسی پہ بیٹھ گیا۔ اس کی شخصیت

میں عجیب سا سر درعب تھا۔

"تم اسی ملک کے باشندے ہو، نام کچھ عجیب نہیں اس کلچر کے حساب سے۔۔ ہیرو۔۔if you don't mind۔" اس شخص نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ میرے استاد کے والد ہیں، آپ کچھ بھی کہہ سکتے ہیں، جہاں تک نام کا تعلق ہے، میں اسی نام سے مشہور ہوں۔"

اس کے سرد پن میں کوئی فرق نہ آیا۔

"تم اور ساحر۔۔۔کب ساتھ تھے؟۔۔" اس شخص نے پوچھا، جو کہ ساحر کے والد حشمت گردیزی تھے۔

"ہم آرمی کے کمانڈوز وِنگ میں تھے، میجر (ساحر) مجھ سے سینئر تھے اور کافی مشنز میں ایک ساتھ کام کیا ہے۔۔" اس نے جواب دیا۔

تب تک ملازم چائے لے کر پہنچ گیا اور کچھ دیر کے لئے خاموشی چھا گئی، جب ملازم، چائے میز پہ لگا کر واپس چلا گیا تو حشمت گردیزی نے جھک کر کپ اٹھایا۔

"چائے لو بیٹا۔۔۔" انہوں نے نرم لہجے میں کہا۔

"شکریہ۔۔۔۔" سڑا ہوا جواب آیا اور ہیرو نے چائے کا کپ پکڑ لیا۔

"کیا یہاں آنے سے پہلے ساحر سے بات نہیں ہوئی تمہاری؟۔۔"

"میں نے کوشش کی تھی مگر شاید انہوں نے نمبر بدل لیا ہے۔۔"

"نمبر تو وہی ہے لیکن آجکل وہ ملک سے باہر ہے۔۔۔" انہوں نے جواب دیا۔

"اوہ۔۔ تو میں نے آپ کا اور اپنا وقت ضائع کیا۔۔" اس نے چائے کا کپ فوری واپس رکھتے ہوئے کہا۔

"ارے بیٹا۔۔ چائے کی بے حرمتی نہیں کرتے۔۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔

"آپ کا قلعہ بہت پیارا ہے۔" اس نے تعریف کے نام پہ جیسے لٹھ ماری۔

"اوہ یہ۔۔۔۔۔۔ یہ ورثے میں ملا ہے وگرنہ ہم ایسا مہنگا محل بنوانے کی بجائے کوئی بھلائی کا کام کرتے۔۔" انہوں نے عمارت کی طرف دیکھا۔

"تو اب بیچ کر بھلائی کا کام کر لیں۔۔"

اسے شاید لگا تھا کہ نواب صاحب بس زبانی دعوی کر رہے ہیں۔

"میں نے تو کئی بار کہا ہے مگر تمہارا استاد کوئی منصوبہ بنائے بیٹھا ہے جس میں اس مینشن کو استعمال کرنا ہے، خود تو وہ مٹی کے گھر میں رہتا ہے" انہوں نے کہا۔

"اوہ۔۔یاد آیا۔۔۔میجر ہمیشہ کہتے تھے کہ مجھے مٹی کے گھر میں رہنا اور سونا بہت اچھا لگتا ہے۔۔کیا میں ان کا کمرہ دیکھ سکتا ہوں؟۔۔" ہیرو کی آنکھوں میں چمک اور چہرے پہ بچوں جیسا جوش تھا۔

"سوری بیٹا۔۔۔۔میں اس کی اجازت کے بغیر اس کی چیزوں کو نہیں چھیڑتا۔" انہوں نے نفی میں سر ہلایا۔

"چلیں۔۔خیر ہے۔۔پھر کبھی سہی۔۔" اس نے مایوسی سے سر جھکایا۔

"اچھا چلو۔۔دکھا دیتا ہوں۔۔کیا یاد کرو گے۔۔" وہ مسکرائے۔

"اور میجر کی اجازت؟۔۔۔وہ میری وجہ سے آپ سے خفا ہوں گے۔۔" اس نے چونک کر کہا۔

"ارے میجر کی ایسی۔۔ویسی۔۔ تیسی۔۔ جیسی بھی۔۔بیٹا ہے تو دوست بھی تو ہے اور میں اس کا سب سے بڑا دوست ہوں ۔۔میری مرضی۔ چلو تم۔" انہوں نے اٹھتے ہوئے کہا۔

وہ ہیرو کو ساحر کا شاگرد سمجھ کر اس سے نرمی اور بے تکلفی سے پیش آرہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ساحر کے مٹی کے گھر میں موجود تھے اور ہیرو بڑی دلچسپی سے اس دیسی مگر چھوٹے سے گھر کو دیکھ رہا تھا، پھر وہ اس کمرے میں گھسا جہاں ہر دیوار کتابوں کی تھی اور کمرے کے وسط میں چٹائی بچھی ہوئی تھی۔ وہ کتابوں کو انہماک سے دیکھنے لگا اور یہ دیکھ کر حشمت گردیزی مسکرائے۔

اچانک ان کے فون کی گھنٹی بجی تو وہ مسکراتے ہوئے موبائل نکالتے، کمرے سے نکل گئے اور ہیرو جیسے نیند سے جاگا اور وہ ایک دیوار کے ساتھ موجود لکڑی کے درازوں پہ جھپٹ پڑا۔ اس کا چہرہ اچانک سرد ہو گیا تھا اور آنکھوں میں شکرے جیسے چمک، جو شکار پہ جھپٹنے کی تیاری کر رہا ہو۔

"یہ تم کیا کر رہے ہو ہیرو؟۔۔"

اچانک حشمت گردیزی کی حیرت زدہ آواز سن کر وہ تیزی سے پلٹا اور ہیرو کا چہرہ دیکھ کر انہیں جھٹکا لگا۔

نجانے اس کا چہرہ انہیں خوفناک کیوں لگا مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتے یا کہتے، ہیرو نے زقند بھری اور انہیں بازو سے کھینچتے ہوئے کمرے میں لے آیا اور اس کا ہاتھ فوری گھوما۔

حشمت گردیزی کی کنپٹی پہ دھماکہ ہوا اور وہ پہلی ضرب میں ہی ڈھیر ہوتے چلے گئے۔ اس نے، انہیں چٹائی پہ لٹایا اور خود تیزی سے درازوں کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر تلاشی لینے کے بعد وہ سیدھا ہوا تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سے ڈائری تھی۔ اس نے ڈائری کھولی اور چند صفحے تیزی سے دیکھتا چلا گیا اور اس کے چہرے پہ سرد پن پڑھتا چلا گیا۔ اس نے ایک نظر حشمت گردیزی پہ ڈالی اور ہونٹ سکوڑتے ہوئے باہر کو بڑھ گیا۔۔۔۔

*

دارالحکومت کے تمام غنڈے زیرِ عتاب تھے قطع نظر اس کے کہ کوئی کتنا بڑا غنڈہ ہے یا کتنے اثر ورسوخ کا مالک ہے۔ کچھ دنوں سے ایک نیا گروپ سامنے آگیا تھا جو جب.جی چاہے اور جسے.جی چاہے سر عام پیٹ دیتا تھا۔ اس سے پہلے اگر کسی کا رعب تھا تو وہ تھا مسٹر بی۔۔۔ مگر اس کے کام کرنے کا انداز کچھ اور تھا، وہ بے جا کسی کو تنگ نہ کرتا تھا اور نہ خواہ مخواہ رعب جھاڑتا تھا، اس کا رعب تو خود بخود سامنے والے پہ چھا جاتا تھا لیکن وہ بھی جیل میں تھا جس وجہ سے یہ گروپ کسی کے ہاتھ نہ آرہا تھا، اب تو سب غنڈوں کی دعائیں مسٹر بی کے رہائی کے لئے پورے 'درد' سے نکل رہی تھیں۔

کے ۔ٹو نامی یہ گروپ واقعی کے ٹو جیسی بلندی کا حامل تھا جس تک کسی کی رسائی نہ ہو پا رہی تھی اور نہ ہی اس گروپ کا کوئی اہم شخص سامنے آیا تھا، پتہ ہی نہیں چل رہا تھا کہ کون کے ٹو میں شامل ہے اور

کون نہیں۔۔۔ جہاں بھی کوئی مسئلہ بنتا، اچانک ہی کوئی نہ کوئی کے ٹو کا ممبر ہونے کا اعلان کرتے ہوئے اگلے پہ چڑھ دوڑتا۔۔۔ یہ لوگ تشدد پسند واقع ہوئے تھے اور زیادہ سے زیادہ جسمانی تشدد کرنا پسند کرتے تھے، جان سے مارنا شاید انہیں گوارہ نہیں تھا لیکن ان کے اس انداز سے غنڈوں میں ان کا خوف بڑھنے لگا تھا اور جلد ہی وہ مارکیٹ میں بہت اہمیت اختیار کر گئے تھے، درِپردہ انہوں نے پیشہ ور قاتل بھی رکھے ہوئے تھے جو انسان کو یوں غائب کر دیتے تھے جیسے وہ پیدا ہی نہ ہوا ہو، اس وجہ سے نفرت نکالنے والے بہت خوش ہو رہے تھے اور بڑھ چڑھ کر بولی لگاتے ہوئے اپنے دشمنوں کو ٹھکانے لگوانے کے کام پہ لگ گئے تھے۔ جس سے کے۔ٹو گروپ اور بھی خطرناک اور امیر سے امیر ہونے لگا۔

ان کا کوئی باقاعدہ ٹھکانہ نہ تھا، فون پہ ہی سارے معاملات طہ پاتے تھے

اور وہ اپنے طریقے سے رقم وصول کر لیتے تھے، پھر ان کی طرف سی مختص کئے گئے دنوں کے بعد شکار صفحہ ہستی سے مٹ جاتا۔ نہ تو لاش ملتی اور نہ ہی کوئی سراغ۔ پولیس نے بھی اس نے خطرناک گروپ کو

پکڑنے کے لئے کئی بار جال بچھایا مگر۔۔۔ گروپ والے الٹا پولیس کا جال ہی لے اڑتے جس سے پولیس بھی اکتا چکی تھی۔۔۔ شاید ان کے جال ختم ہو رہے تھے۔

موبائل کی گھنٹی سن کر اس نے چونک کر موبائل جیب سے نکالا اور سکرین دیکھے بغیر کال ریسیو کی۔

"کے ٹو سپیکنگ۔۔۔" وہ غرایا۔

"باس۔۔۔ ایک کام ہے۔۔۔ ہے ذرا خطرناک۔۔" دوسری طرف سے مودبانہ آواز سنائی دی۔

"کام بتاؤ۔۔۔" اس نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"حشمت گردیزی کو قتل کرنا ہے۔۔" دوسری طرف سے کہا گیا

"اوہ۔۔۔" وہ چونک کر سیدھا ہوا۔

"باس۔۔۔ اگر آپ کہیں تو میں منع۔۔۔۔"

"قیمت کتنی ہے؟۔۔۔" اس نے پوچھا۔

"پچاس لاکھ۔۔۔"

"رہنے دو۔۔۔ اگر ایک کروڑ ہو تو کام بنے۔۔۔ منع کر دو۔۔" اس نے کہا اور منہ بناتے ہوئے کال بند کر دی۔

"شیر کے منہ میں سر دینا ہے اور پچاس لاکھ۔۔ ہونہہ۔۔" اس نے ہنکارہ بھرا۔

"حشمت گردیزی کو کیوں مارنا چاہتے ہیں۔۔ وہ تو۔۔ ہاں۔۔ وہ تو زیادہ ہی نرم دل اور خدا ترس ہیں۔۔ اس کا یہی انجام ہونا چاہیے۔۔" اس نے سر ہلایا۔

اسی وقت دوبارہ فون کی گھنٹی بجی اور اس نے منہ بناتے ہوئے کال اٹنڈ کی۔

"یس۔۔۔۔ کے ٹو سپیکنگ۔۔۔"

"باس۔۔ ایک کروڑ دینے کو تیار ہے پارٹی۔۔۔"

یہ سن کر کے ٹو اچھل پڑا۔ اس کی آنکھوں میں حیرت بھری چمک ابھر آئی۔

"گڈ۔۔۔ کیش لے لو۔۔ ایک ہفتے میں کام ہو جائے گا۔۔" اس نے کہا۔

"یس باس۔۔۔" دوسری طرف سے جواب آیا اور کے ٹو نے کال بند کر دی۔

وہ تھوڑی دیر سوچ میں ڈوبا رہا اور پھر اس نے تیزی سے نمبر ملایا۔

"ریزر سپیکنگ۔۔۔۔" لہجہ اور زبان مقامی مگر سرد تھا۔

"ایک کام ہے، پورا گروپ لگانا پڑا گا تب ہو گا" اس نے درشت لہجے میں کہا۔

"اوہ۔۔۔ کسی منسٹر۔۔۔"

"میٹنگ کے لئے آجاؤ۔۔ جلد۔۔" اس نے بات کاٹتے ہوئے کہا کیونکہ فون پہ بات کرنا مناسب نہیں تھا۔

"اوکے۔۔۔ ابھی آیا۔۔"

"اوکے۔۔۔" اس نے کہا اور کال بند ہو گئی۔

پندرہ بیس منٹ وہ کمرے میں ٹہلتا اور حشمت گردیزی کے خلاف جال بننے کا سوچتا رہا۔۔۔ نواب مینشن۔۔۔ حشمت گردیزی۔۔۔ ان کا بیٹا ساحر علی گردیزی۔۔۔ اس کا جنون۔۔۔ اور طوفانی رد عمل۔۔۔ اس نے محافظ۔۔ اثر و رسوخ۔۔۔ اس قلعہ نما عمارت کی انتہائی محفوظ سکیورٹی۔۔ سب کے سب اس کی راہ میں رکاوٹ تھے لیکن وہ کام لے چکا تھا۔۔۔ اور وہ اسے پورا کر کے ہی دم لینا چاہتا تھا جس وجہ سے اس نے اپنے سب سے قابل اور سرد مزاج شخص، ریزر کو بلایا تھا۔۔۔ ریزر ایک خونی درندہ تھا جو گھات لگا کر شکار کھیلتا تھا۔۔ جو اس فکر سے آزاد تھا کہ سامنے چیونٹی ہے یا ہاتھی۔۔۔ اس کا کام تھا۔۔۔ کام تمام کرنا۔۔۔

دروازے پہ دستک سن کر کے ٹو چونک گیا اور کرسی پہ بیٹھتے ہوئے اس نے میز کے کونے پہ لگا ایک بٹن پریس کیا تو دروازہ میکانکی انداز میں کھلتا چلا گیا اور دروازے سے ساڑھے چار سے پانچ فٹ کا صحتمند آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کا لباس عام سا تھا، کلین شیو چہرے پہ سختی اور آنکھوں میں سرد پن۔۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کرسی کے پاس پہنچا۔

"بیٹھو ریزر۔۔۔" کے ٹو نے کہا تو ریزر نامی وہ شخص کرسی پہ جم گیا۔

"حشمت گردیزی کو جانتے ہو۔۔" کے ٹو نے آگے جھکتے ہوئے پراسرار آواز میں پوچھا تو ریزر اچھل پڑا۔

"اسے کون نہیں جانتا۔ کیا اس نے کام دیا ہے؟۔" ریزر نے پوچھا۔

"ارے نہیں۔۔ وہ کیوں کام دے گا۔ اس کی اپنی فوج کم ہے۔۔" کے ٹو نے مسکرا کر کہا۔

"اوہ۔۔۔ تو حشمت گردیزی کے خلاف کام ہے۔۔" ریزر نے آنکھیں سکوڑتے ہوئے کہا۔

"یہ بات۔۔۔ حشمت گردیزی کو ختم کرنا ہے۔۔ ایک ہفتے میں۔۔ پچاس لاکھ کے عوض۔۔۔" کے ٹو نے کہا۔

"رہنے دو کے ٹو۔۔۔ تم حشمت گردیزی کو اچھی طرح جانتے ہو اور میں تمھیں۔۔۔ پچاس لاکھ میں یہ سودا تم کر ہی نہیں سکتے۔۔" ریزر نے منہ بنایا۔

"ہاہاہاہاہا۔۔ واقعی۔۔ تمھیں بس چیک کر رہا تھا۔۔۔ ایک کروڑ روپے کے عوض سودا کیا ہے۔۔۔" کے ٹو مسکرایا۔

"یہ ہوئی نا بات۔ مگر حشمت گردیزی۔" وہ خوش ہوتے ہوتے رہ گیا۔

"حشمت گردیزی بھی انسان ہی ہے اور مجھے اس سے کوئی مسئلہ نہیں۔ مسئلہ اس کے بیٹے کا ہے۔ ساحر گردیزی۔۔ وہ زیادہ خطرناک ہے۔" کے ٹو نے کہا۔

"مطلب اگر ساحر گردیزی کا مسئلہ نہ ہو درمیان میں تو حشمت گردیزی پہ آسانی سے ہاتھ ڈال سکتے ہو؟۔۔" ریزر نے سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔۔ لیکن وہ ہر کام میں درمیان میں ٹپک سکتا ہے تو اپنے باپ کے لئے درمیان میں کیسے نہیں آئے گا؟۔۔" کے ٹو نے کہا۔

"تو تم پلان بناؤ۔ حشمت گردیزی کا کام تمام کرتے ہیں۔۔ ساحر گردیزی بہت دنوں سے غائب ہے۔۔ اس کے بارے میں سنا جا رہا ہے کہ بیرونِ ملک ہے اور حشمت گردیزی ان دنوں اکیلا ہے۔۔"

ریزر نے جیسے سرگوشی کی اور کے ٹو کے چہرے پہ حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات ابھرنے لگے۔۔۔۔۔ "واقعی؟۔۔" اس نے پوچھا۔

"ہاں۔۔ میں شہر کی جانی مانی ہستیوں کے بارے میں کچھ نہ کچھ معلومات رکھنا اپنے کام کا حصہ سمجھتا ہوں۔۔ یہ پکی خبر ہے۔۔" ریزر نے کہا۔

"بہت خوب۔۔ اب آئے گا مزہ۔۔ مفت کے ایک کروڑ ہاتھ لگیں گے۔۔ ایک بار اس کا باپ قتل ہوا تو اس کی حالت ویسے ہی خراب ہو جائے گی، ایسے میں اسے بھی اگلے جہاں کی سیر کروا دیں گے۔۔۔ یا یہاں سے ہی نکل جائیں گے کچھ عرصے کے لئے۔۔۔ تو پلان بناتے ہیں پھر۔۔" اس نے چہک کر کہا اور دونوں میز پہ جھکتے چلے گئے اور حشمت گردیزی کے قتل کا منصوبہ بنانے میں جُت گئے۔

* * *

جمال، خرم اور زوبی تینوں کے چہروں پہ سنجیدگی طاری تھی، وہ تینوں کرنل عابد کے حکم پہ آئی بی ہیڈ کوارٹر پہنچے تھے۔ وہ میٹنگ کے لئے مخصوص کئے گئے کمرے میں موجود تھے اور جب سے وہاں پہنچے تھے، خاموشی ہی تھی۔ ظاہر ہے وہ مشن کے دوران اپنا ایک قریبی دوست، ساتھی کھو چکے تھے جس کا اثر اب تک قائم تھا۔

اس سیکشن کو قائم ہوئے دو سال ہونے کو تھے، ان دو سالوں میں ان پانچوں کے درمیان اپنائیت سے بھرپور ایسا رشتہ قائم ہو گیا جس میں خون کا رشتہ نہ ہونا اہمیت نہ رکھتا تھا۔ اگرچہ وہ جانتے تھے کہ اس کام میں دیر سویر سب کے ساتھ یہی ہونے کا چانس ہے باوجود اس کے کہ قدرتی موت بھی نصیب کی بات ہوتی لیکن پھر بھی اسفند سے یوں

بچھڑنا ان کے لئے گہرے صدمے کا باعث تھا اور سب سے زیادہ فریحہ اس حادثے سے متاثر ہوئی تھی۔ ظاہری طور پہ ان دونوں کے درمیان کوئی تعلق نہ تھا لیکن سبھی جانتے تھے کہ وہ دل ہی دل میں ایک دوسرے کو بہت پسند کرتے تھے اور شاید اسی وجہ سے فریحہ ابھی تک گہرے صدمے کا شکار تھی۔

دروازہ کھلنے کی آواز سن کر وہ چونک کر کھڑے ہوئے، کرنل عابد اندر داخل ہوا اور سب نے سلام کیا۔ سلام کا جواب دیتے ہوئے کرنل اپنی کرسی پہ بیٹھا اور انہیں بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"میں جانتا ہوں کہ آپ لوگ ابھی اسفند کی شہادت کو لے کر صدمے میں ہیں مگر جو بات میں کرنا چاہتا ہوں وہ بہت ہی اہم ہے۔ ان دِنوں تم تینوں میں سے کسی کی فریحہ سے بات ہوئی؟۔۔" اس نے پوچھا تو سب چونک گئے۔

"یس چیف۔۔ میری کل شام بھی بات ہوئی ہے۔۔" زوبی نے کہا۔

"تو اس نے تمہیں کچھ بتایا نہیں؟۔۔" کرنل نے پوچھا۔

"نہیں چیف۔۔ عام سی باتیں ہوئیں، کوئی خاص بات تو نہیں بتائی اس نے۔۔" زوبی نے حیرت سے پلکیں جھپکائیں۔

"بات کیا ہے چیف؟۔۔۔" جمال نے الجھے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"اس نے استعفیٰ دے دیا ہے۔۔" کرنل نے گھمبیر لہجے میں کہا تو سب یوں اچھلے جیسے پاؤں پہ ہتھوڑا مار دیا گیا ہو۔

"کیا؟۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔۔؟۔۔" زوبی کے منہ سے نکلا تو کرنل نے اس کی طرف دیکھا۔

"سس۔۔ سوری چیف۔۔ حیرت کی وجہ سے منہ سے نکل گئی بات۔۔" زوبی کو فوری غلطی کا احساس ہوا کہ وہ آئی بی کے چیف کے سامنے ہے نہ کہ فیملی یا دوستوں میں کہ اس انداز میں حیرت کا اظہار کرے۔

"اس نے کہا ہے کہ اب وہ دھیان سے کام کرنے کے قابل نہیں رہی۔ اس کا استعفیٰ قبول کیا جائے۔" کرنل نے میز پہ جھکتے ہوئے کہا۔

"آپ نے کیا جواب دیا؟۔۔۔" جمال نے پوچھا۔

"تم جانتے ہو کہ استعفیٰ کا مطلب کیا ہے؟۔ وہ کوئی عام ملازم نہیں۔

ایک اہم سیکشن کی ممبر ہے اور بہت کچھ جانتی ہے۔" کرنل نے سرد لہجے میں کہا۔

"آ۔۔ آپ اسے مار دیں گے؟۔۔" خرم نے بے یقینی سے پوچھا۔

"نہیں۔۔ وہ خود جینا نہیں چاہتی، خودکشی کی بجائے اس نے یہ راہ چنی ہے۔" کرنل کے لہجے میں لاپرواہی تھی۔

"لیکن ثانیہ بھی تو ادارہ چھوڑ کر گئی ہے۔" جمال نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اپنے کام سے کام رکھو۔۔۔" کرنل عابد غرایا تو وہ سہم گئے۔

"ہم اس سے بات کرتے ہیں چیف۔۔" جمال نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دھیمے لہجے میں کہا۔

"میں بہت سمجھا چکا ہوں۔۔ وہ جیسے پاگل ہو گئی ہے۔۔" کرنل نے کہا۔

"چیف۔۔ اسے اسفند کی شہادت کا گہرا صدمہ پہنچا ہے جس وجہ سے وہ پریشان ہے۔۔ وہ سنبھل جائے گی کچھ دنوں تک۔۔" زوبی نے کہا۔

"بالکل چیف۔۔ مجھے امید ہے وہ سمجھ جائے گی اور تھوڑے دنوں تک سنبھل بھی جائے گی۔۔" جمال نے کہا۔

"تمہارے پاس چار دن ہیں۔۔ اس کے بعد وہی ہو گا جو قانون ہے اور آئندہ ثانیہ کا نام بھی تم لوگوں پہ زبان پہ نہیں آنا چاہیے۔۔" کرنل نے سرد لہجے میں کہا اور اٹھ کر باہر کو بڑھ گیا۔

زوبی اور خرم نے جمال کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"چلو۔۔ فریحہ سے بات کریں۔۔" جمال اٹھا تو باقی دونوں بھی سر ہلاتے ہوئے اٹھے۔

تھوڑی دیر بعد وہ پارکنگ میں موجود تھے، ابھی وہ اپنی اپنی کاروں کی طرف بڑھے ہی تھے کہ جمال کے فون کی گھنٹی بجی تو تینوں رک گئے۔ انجان نمبر دیکھ کر جمال چونک گیا۔

"یس۔۔۔۔" اس نے محتاط آواز میں کہا۔

"آپ جمال صاحب بات کر رہے ہیں؟۔" ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"جی۔۔۔ آپ کون؟۔۔"

"یہاں ایک مریضہ لائی گئی ہیں جو کہ بہت زخمی حالت میں ہیں۔ وہ بس ایک ہی جملہ دہرا رہی تھیں، اسفند کی قبر۔۔چوری۔۔جمال۔۔ اور جب ہم نے بار بار پوچھا کہ اسفند کون ہے یا جمال تو انہوں نے بڑی مشکل سے اپنا موبائل نکال کر آپ کا نمبر دکھایا اور اس سے پہلے کہ ہم آپ سے ان کی بات کرواتے وہ بے ہوش ہو گئیں اب وہ آئی سی یو میں ہیں۔" وہ شاید نرس تھی۔

"اوہ۔۔کون سا ہسپتال؟۔۔" جمال نے پریشان ہوتے ہوئے پوچھا، یقیناً نرس، فریحہ کی ہی بات کر رہی تھی۔

"النور ہسپتال۔۔۔" جواب ملا۔۔۔

"آپ کو کہاں ملیں یہ محترمہ؟۔۔" جمال نے پوچھا۔

"مرکزی قبرستان کے گیٹ سے ایمبولنس اٹھا کر لائی ہے، ایمبولنس کو کسی راہگیر نے کال کی تھی۔۔" نرس نے جواب دیا۔

"میں پہنچ رہا ہوں۔ آپ اس کا خیال رکھئے گا پلیز۔۔" جمال نے تیز لہجے میں کہا اور موبائل جیب میں رکھا۔ اس کے چہرے پہ پریشانی صاف

دیکھی جاسکتی تھی۔

"کیا ہوا؟۔۔" زوبی نے پوچھا تو جمال نے تیز تیز لہجے میں ساری بات بتائی تو وہ دونوں بھی پریشان ہو گئے۔

"تم قبرستان جاؤ۔ اسفند کی قبر۔۔ چوری۔۔ عجیب لگ رہا ہے، میں اور زوبی ہسپتال جاتے ہیں۔۔" خرم نے کہا۔

"اوکے۔۔ جلدی پہنچو اور مجھے بھی اس کی حالت کے بارے میں بتانا، محتاط رہنا اگر کوئی مسئلہ ہے تو ہمیں بھی خطرہ ہو سکتا ہے۔۔" جمال ہدایات دیتا ہوا اپنی کار کی طرف دوڑا۔

"تم میرے ساتھ آجاؤ۔ کار بعد میں لے جانا۔۔" خرم نے کہا تو زوبی نے اثبات میں سر ہلایا اور دونوں خرم کی کار کی طرف بڑھے۔ جلد ہی دونوں کاریں ہیڈ کوارٹر سے نکل کر اپنی اپنی منزل کی طرف بڑھنے لگیں۔

"مجھے تو گھبراہٹ ہو رہی ہے جیسے کچھ غلط ہونے والا ہو۔۔" زوبی نے پریشان لہجے میں کہا۔

"منحوس کیس تھا پچھلا۔۔" خرم نے منہ بنایا اور اسی وقت زوبی کا موبائل وائبریٹ ہوا تو اس نے چونک کر موبائل نکالا۔

"یہ۔۔یہ کیا۔۔۔"اس کے بے یقینی سے بھرپور آواز سنائی دی۔

"کیا ہوا؟۔۔"

"فریحہ کا پیغام آیا ہے۔۔وہ خطرے میں ہے، اپنے فلیٹ میں چھپی ہوئی ہے۔۔"زوبی نے کہا تو خرم کو جھٹکا لگا اور ایک بار گاڑی ڈول گئی۔

"کیا مطلب۔۔وہ تو ہسپتال۔۔۔۔"خرم جیسے حیرت سے چیخا۔

"میں اسے کال کرتی ہوں۔۔"زوبی نے نمبر ملایا مگر کسی نے کال ریسیو نہ کی۔

"جمال کو فون کرو۔۔جلدی۔۔۔"

خرم نے بوکھلا گیا تھا۔زوبی نے تیزی سے جمال کا نمبر ملایا۔

"جمال کا نمبر مصروف ہے۔۔میرا خیال ہے فلیٹ سے ہو کر ہسپتال جاتے ہیں، کچھ گڑبڑ ہے۔۔ویسے بھی فلیٹ رستے میں ہی ہے۔۔"زوبی

نے کہا۔

"اور اگر ہمیں ڈاج دینے کے لئے فلیٹ بھیجا جا رہا ہو اور ہسپتال میں فریحہ خطرے میں ہوئی تو۔۔۔" خرم نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"عجیب گورکھ دھندہ ہے۔۔ چند لمحوں میں دماغ کی چولیں ہل گئی ہیں۔ رسک تو ہے لیکن تم فلیٹ کی طرف بڑھو۔ پہلی کال نرس کی تھی، اب فریحہ کا نمبر ہے، زیادہ اہمیت فریحہ کے اپنے نمبر سے آنے والے پیغام کی ہے۔" زوبی نے کہا اور خرم نے ہونٹ بھینچتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا اور ایکسلیٹر پہ پاؤں دبا دیا۔

پانچ سے سات منٹ کی تیز رفتار ڈرائیونگ کے بعد ایک فلک بوس عمارت کے سامنے کار رکی اور وہ دونوں برق رفتاری سے نکلے۔ کار رکنے تک زوبی نے خرم کے اشارے پہ ڈیش بورڈ سے دو پسٹل نکال کر ایک جیب میں ڈالا اور دوسرا خرم کو دیا تھا۔ لفٹ کی مدد سے وہ چوتھے فلور پہ پہنچے اور مطلوبہ فلیٹ کے سامنے رک گئے۔ خرم نے دروازے پہ دستک دی تو دروازہ خود ہی کھل گیا، دروازہ نہ تو لاک کیا گیا تھا اور نہ ہی چٹخنی لگائی گئی تھی۔ انہوں نے تیزی سے پسٹل ہاتھوں میں منتقل کئے اور

جھک کر اندر داخل ہوئے، چھوٹی سی راہداری خالی ہی تھی، زوبی نے عقب میں دروازہ بند کیا اور خرم آگے بڑھا، زوبی اسے کور کر رہی تھی۔ راہداری سے ہال اور ہال سے پہلے کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ چونک کر رک گئے۔ سامنے صوفے پہ فریحہ یوں ڈھلکی ہوئی تھی جیسے ڈراؤنی فلموں میں چڑیل سر جھکائے، بال بکھیرے بیٹھی ہوتی ہے۔

"فریحہ۔۔۔" زوبی چیختی ہوئی اس کی طرف بڑھی، خرم بھی میکانکی انداز میں اس کی جانب بڑھا ہی تھا کہ اس کی کمر پہ لات لگی اور وہ اچھل کر آگے بڑھتی زوبی سے ٹکرایا اور دونوں ایک دوسرے کو لئے صوفے سے ٹکرائے اور دھپ کی آواز کے ساتھ خرم قالین پہ گرا۔

فریحہ کو دیکھتے ہی ان کے تنے ہوئے جسم ڈھیلے پڑے اور ساتھ ہی پسٹل پہ گرفت بھی۔ اب ایک دوسرے سے ٹکراتے ہی ان کے ہاتھ سے پسٹل نکل کر ایک طرف جا گرے۔ خرم گرتے ہی اچھلا اور قریب گرا ہوا پسٹل پکڑ کر تیزی سے مڑا۔

کمرے کے دروازے میں ایک سرد شکل کا مالک نوجوان کھڑا تھا۔ اس کی آنکھوں کی چمک اس کی بے پناہ ذہانت کی عکاسی کر رہی تھی۔ خرم

کے ہاتھ میں پسٹل ہونے کے باوجود وہ لاپرواہ نظر آرہا تھا۔

"کون ہو تم؟۔۔۔"

"تم۔۔۔تم میرے ساتھ چلو۔۔۔"اس نے زوبی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یوں کہا جیسے خرم کا وہاں ہونا اس کے لئے بے معنی ہو۔

"میں تم سے کیا پوچھ رہا ہوں؟۔۔۔"خرم غرایا۔

"تم چلتی ہو یا؟۔۔"وہ ایسے لہجے میں غرایا کہ خرم اور زوبی کانپ اٹھے۔

"میں تین تک گنوں گا۔۔اگر تم نے جواب نہ دیا تو گولی مار دوں گا۔۔"خرم نے کہا تو اس نے سر گھما کر خرم کی طرف دیکھا اور خرم اس کی آنکھوں کی تپش کی وجہ سے گھبرا گیا۔

"یہ۔۔جسے تم اپنی ساتھی سمجھ رہے ہو۔۔ایک پُتلا ہے۔۔اگر اپنی ساتھی زندہ چاہیے تو یہ میرے ساتھ چلے۔۔ورنہ بھاڑ میں جاؤ۔۔"

کہتے ہوئے وہ مڑ کر باہر کی طرف بڑھ گیا اور زوبی تیزی سے صوفے پہ موجود فریحہ کی طرف بڑھی اور یہ دیکھ کر اس کی چیخ نکل گئی کہ وہ واقعی پتلا تھا، ایسی مہارت سے بنایا گیا کہ دور سے بالکل فریحہ جیسا ہی محسوس

ہوا۔ ان کا ذہن بھک سے اڑ گیا۔ وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔

"اب۔۔۔اب۔۔۔کیا کریں۔۔۔وہ نکل جائے گا۔۔اس کا چہرہ بتا رہا ہے وہ جو کہہ رہا تھا کر دے گا۔۔۔اور فریحہ۔۔۔"

زوبی نے حواس باختہ ہوتے ہوئے کہا اور خرم کو تو سمجھ ہی نہیں آ رہی تھی کہ کرے کیا، کہے کیا اور سوچے کیا۔ اسے کشمکش میں دیکھتے ہوئے زوبی تیزی سے باہر کی طرف بڑھی۔

"کیا بے وقوفی کر رہی۔۔۔۔"

خرم چیخا ہی تھا کہ اچانک اس کا منہ بند ہوا۔

"بے وقوفی نہیں۔۔ عقلمندی۔۔اب تم دونوں۔۔مرد۔۔اپنی مردانگی کا ثبوت دو گے۔۔ تین دن ہیں تمہارے پاس۔۔اگر تم مجھے تلاش کر لو تو دونوں لڑکیاں واپس۔ ورنہ تیسرے دن ان کی لاشیں تمہارے دروازوں پہ ہوں گی۔۔یاد رکھنا۔۔"

اس کا ایک ایک لفظ خرم کے وجود کو چیرتا محسوس ہو رہا تھا۔۔وہ بس

دروازے سے ہٹا تھا، باہر نہیں نکلا تھا جیسے جانتا تھا کہ آگے کیا ہونے والا ہے اور اس کی ضرورت دوبارہ پڑے گی۔

"چلو لڑکی۔۔"

اس نے ایسے لہجے میں کہا کہ خرم کے تن بدن میں آگ لگ گئی اور وہ بے بسی سے ہونٹ کاٹتا رہ گیا۔ زوبی سر جھکائے اس شخص کی قریب سے گزر کر باہر نکلی اور یکلخت پلٹتے ہوئے اس کی لات اس شخص کے پہلو پہ پڑی اور وہ لڑکھڑا کر کمرے میں داخل ہوا، زوبی بھی تیزی سے اندر داخل ہوئی اور کمرے کا دروازہ بند کر دیا۔ زوبی اور خرم کے چہروں پہ عجیب سی چمک تھی۔۔ جبکہ وہ شخص۔۔ اس نے اطمینان سے کوٹ کو

ہاتھ سے یوں جھاڑا جیسے زوبی کی لات کی وجہ سے گندہ ہو گیا ہو۔

" اسے بھیجنے کی کیا ضرورت ہے۔۔ ہم تم سے یہیں پوچھ لیتے ہیں کہ فریحہ کہاں ہے۔۔" خرم نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"تم لوگ گھاس بیچ کر انٹیلی جنس میں آئے ہو؟۔۔" وہ غرایا۔

"بکواس مت کرو۔۔ فریحہ کہاں ہے؟۔۔" زوبی جھلا کر آگے بڑھی۔

"وہ ساتھ والے کمرے میں بے ہوش ہے۔۔" اس شخص نے طنزیہ لہجے میں کہا تو دونوں چونک گئے۔

"اوہ۔۔۔۔"

کہتے ہوئے زوبی مڑی، خرم کا جسم ڈھیلا پڑا اور وہ شخص لمحہ بھر کے لئے مسکراتے ہوئے مڑا اور قلابازی مار کر وہ دروازے کے پاس پہنچ چکی زوبی کے پہلو میں کھڑا ہوا اور زوبی کی گردن میں ہاتھ ڈالا، دوسرے ہاتھ سے اس کا بازو پکڑا اور اٹھا کر یوں خرم کی طرف دے مارا جیسے کرکٹ میں کھلاڑی گیند وکٹ کیپر کی طرف پھینک رہا ہو۔ خرم یہ دیکھ کر محض ہڑبڑا ہی سکا اور زوبی سمیت اچھل کر دیوار سے ٹکرایا۔۔ اور برق رفتاری سے کھڑا ہوا۔ اس کے ہاتھ سے نکل کر، اس بار پسٹل دور دراز علاقوں کی سیر کے لئے نکل گیا تھا۔ زوبی اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"اوہ۔۔۔"

خرم یوں بوکھلایا جیسے پرنالے کا پانی اچانک گرنے سے گلی میں سے گزرتا عبادت گزار۔۔ دراصل زوبی کے ساتھ ہی وہ شخص بھی دوڑ کر

ان کے پاس پہنچا تھا اور خرم کے سیدھے ہوتے ہی اس کی لات خرم کے پیٹ میں گھسی اور خرم چیخا اور دوبارہ اچھل کر دیوار سے ٹکرایا۔

زوبی کی لات اس کی پشت پہ پڑی اور وہ بھی دوڑتا ہوا خرم کے پیچھے پیچھے دیوار کی طرف بڑھا۔ اسی وقت خرم کا جسم رول ہو کر مڑا اور اس شخص کے جسم سے ٹکرایا اور دونوں صوفے سے ٹکراتے ہوئے دھپ سے قالین پہ گرے۔ تب تک زوبی کھڑی ہو چکی تھی۔ اس کے منہ سے خون کی لکیر اور آنکھوں میں نفرت صاف نظر آ رہی تھی۔ وہ تیزی سے آگے بڑھی اور ایک گلدان اٹھایا۔

جیسے ہی وہ گلدان پکڑ کر سیدھی ہوئی خرم اڑتا ہوا اس سے ٹکرایا دونوں چیختے ہوئے گرے۔ دونوں کے سر ایک دوسرے سے ٹکرائے تھے جس وجہ سے کٹاک کی آواز۔۔ اور ان کی آنکھوں کے سامنے مریخ و زحل گھوم گئے۔ ابھی وہ سر جھٹک ہی رہے تھے کہ خرم کے سر پہ باقی سیارے ٹوٹ پڑے اور وہ نظاروں کی تاب نہ لاتے ہوئے لہرا کر گرتا چلا گیا۔

★

کبیر کلب کی عمارت کو پسندیدگی سے دیکھ رہا تھا، جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ پرسکون چال چلتا ہوا داخلی دروازے سے ہال میں داخل ہوا۔ آج "پبلک ڈے" تھا ورنہ کلب المغرب کی ممبر شپ نہ ہونے کی وجہ سے اسے کوئی گھسنے بھی نہ دیتا۔ وہ سیدھا استقبالیہ پہ پہنچا جہاں مناسب لباس میں لڑکیاں گاہکوں سے بات چیت کرتے ہوئے کام لگی ہوئی تھیں۔ کلب کی عمارت، ماحول، ویٹرس اور استقبالیہ پہ موجود لڑکیوں کے مکمل لباس نے کبیر کے ذہن پہ کلب المغرب کی انتظامیہ کی ایک اچھی چھاپ چھوڑ گیا تھا۔

"یس سر۔۔۔۔۔۔" لڑکی نے کاروباری انداز میں پوچھا جس میں احترام کی آمیزش تھی۔

"کیا کلب کے سربراہ سے ملاقات ہو سکتی ہے؟۔۔ مجھے یہ کلب بہت اچھا لگا ہے اور کچھ ذاتی کام بھی ہے۔۔" کبیر نے نرم لہجے میں کہا۔

"یس سر۔۔۔ میڈم سے پوچھتی ہوں اگر وقت مل گیا تو۔۔" لڑکی نے مسکراتے ہوئے انٹر کام کا ریسیور اٹھایا۔

"آپ کا نام سر؟۔۔۔" اس نے بٹن دباتے ہوئے پوچھا۔

"راسب خان۔۔" کبیر نے جواب دیا تو لڑکی نے اثبات میں سر ہلایا۔

"میڈم۔۔۔ راسب خان صاحب نے آپ سے ملنے کی خواہش ظاہر کی ہے، وہ کلب کے انتظامات کے حوالے سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ کچھ ذاتی کام بھی ہے۔۔" لڑکی نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"یس میڈم۔۔۔ بھیج دیتی ہوں۔۔" لڑکی نے کہا تو کبیر مسکرایا۔

"سر۔۔ میڈم دس منٹ تک مل سکیں گی آپ سے۔۔ تب تک آپ جو پینا چاہیں۔" لڑکی نے مسکرا کر کہا۔

"شراب میں پیتا نہیں اور اس کے علاوہ کچھ ملے گا نہیں یہاں۔" وہ مسکرایا۔

"آپ شراب نہیں پیتے اور کلب جیسی جگہ پہ۔۔۔" اس نے بات ادھوری چھوڑ دی۔

"کلب کی بہت تعریف سنی تھی اس لئے چلا آیا۔"وہ مسکرایا۔

"سر۔ یہاں سب کچھ ملتا ہے۔ آپ کیا پینا چاہیں گے؟۔" لڑکی بھی مسکرائی۔

"ہاٹ کافی اگر مل سکے تو۔۔۔۔"

"ضرور سر۔۔۔"

کافی آنے اور پینے میں وقت جلدی گزر گیا اور کبیر بِل دینے کے لئے کھڑا ہوا۔

"سر آپ کا بل کلب کی طرف دے دیا گیا ہے۔۔"ویٹر کہتے ہوئے مڑ گیا اور کبیر نے خوشگوار حیرت سے آنکھیں پھیلائیں۔

"راسب صاحب کو میڈم کے آفس چھوڑ آؤ۔۔"لڑکی نے ایک طرف کھڑے شخص سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا، اس شخص کے پہلو میں ہولسٹر سے بھاری پسٹل جھانک رہا تھا اور کان میں Blue Tooth

آلہ۔۔ کبیر اس شخص کے ساتھ لفٹ کے ذریعے مطلوبہ فلور پہ پہنچا اور پھر ایک دروازے کے سامنے رک گئے۔۔

"سر۔۔۔ اگر آپ محسوس نہ کریں تو پسٹل مجھے دے دیں، واپسی پہ آپ کو مل جائے گا۔۔" اس نے کہا تو کبیر نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"تمہیں کیسے پتہ چلا کہ میرے پاس پسٹل ہے؟۔" اس کی حیرت حقیقی تھی۔

"یہاں ایسا سسٹم لگوا دیا گیا ہے جو چیکنگ کا کام دیکھتا ہے۔۔ اور مجھے ابھی ابھی اطلاع دی گئی ہے۔۔" اس نے مودبانہ انداز میں بلیوٹوتھ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو کبیر نے اثبات میں سر ہلایا۔

اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر پسٹل نکالا اور اس شخص کو تھما کر دروازے کو دھکیلتے ہوئے اندر داخل ہوا۔ کمرے کے وسط میں، بڑی سی میز کے پیچھے ریوالونگ چیئر پہ لڑکی بیٹھی کچھ لکھ رہی تھی۔ اس کے بال کندھوں تک تھے اور کھلی مردانہ شرٹ۔ میز کے قریب پہنچتے ہوئے کبیر کی نظر اس کے ہاتھوں پہ پڑی اور اس کی آنکھیں سکڑ

گئیں۔ اس لڑکی کے ہاتھ کبیر جیسے مضبوط نظر آرہے تھے۔۔ ایک لڑکی کے مردانہ ہاتھ۔ لڑکی نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تو کبیر کو پتہ چلا کہ ۔ہاتھ ہی نہیں۔۔ بلکہ مکمل لڑکی ہی۔۔ مردانہ سرد مہری کی مالک ہے۔

"بیٹھئے راسب صاحب۔۔۔" اس کی آواز میں بھی سرد پن جھلکتا تھا۔

"شکریہ میڈم۔۔۔۔"

"رضی۔۔۔ میرا نام رضی ہے۔۔ میں سیکنڈ باس ہوں۔۔ فرمایئے آپ کی کیا خدمت کر سکتی ہوں؟۔۔" اس نے پر سکون انداز میں کہا۔

"میرے پاس مسٹر بی کے لئے ایک کام ہے، اگر ان سے ملاقات ہو سکتی ہو تو۔۔"

"باس جیل میں ہیں۔۔۔" اس نے بات کاٹی۔

"اوہ۔۔۔ کب سے؟۔۔" کبیر چونک گیا۔

"کیا کام ہے جو باس کو بتانا ہے؟۔۔" اس نے سوال داغ دیا۔

"وہ تو مسٹر بی کو ہی بتایا جا سکتا ہے۔۔" کبیر نے کہا۔

"اوکے۔۔ گڈ بائی۔۔"

کہتے ہوئے وہ دوبارہ لکھنے میں مصروف ہو گئی اور کبیر حیرت سے اس سرد مزاج لڑکی کو دیکھنے لگا اور پھر مسکرایا۔

"جس سلسلے میں تمہارا باس جیل گیا ہے، اس سے متعلق کچھ معلومات چاہییں۔۔" کبیر میز پہ جھکا، اس کے لہجے میں اس بار اعتماد جھلک رہا تھا اور راسب خان سے کبیر احمد خان بنتا نظر آ رہا تھا۔

"کیا مطلب؟۔۔" رضی چونک گئی۔

"جازی اور روپ سنگھ سے میرا ابھی کچھ حساب باقی ہے۔۔" وہ سرد لہجے میں بولا۔

"تو میں کیا کروں پھر۔۔۔" رضی نے منہ بنایا۔

"اگر تم اپنی سرد مہری اور لاپرواہی کو ایک طرف رکھو تو معلومات دے کر میرا بھلا کر سکتی ہو، لگے ہاتھوں تمہارے باس کا بدلہ پورا ہو جائے گا۔۔" کبیر نے منہ بنایا۔

"باس۔۔ اپنا شکار خود کرتا ہے۔۔ رہی بات بدلے کی، ہم خود لے سکتے

ہیں۔۔ شکریہ۔۔"

رضی نے منہ بنایا تو کبیر کا جی چاہا کہ اسے اٹھا کر دیوار سے دے مارے، عجیب لڑکی تھی، مردوں سے زیادہ سرد، اکھڑ مزاج اور لاپرواہ۔

"ٹھیک ہے، ساری عمر بدلہ بدلہ ہی کھیلتے رہو تم لوگ۔۔" وہ اکتا کر کھڑا ہوا اور منہ بناتے ہوئے مڑ گیا۔

"سنو۔۔۔۔" ابھی وہ دروازے سے دور ہی تھا کہ آواز آئی اور وہ وہیں رک گیا، مگر مڑا نہیں۔

"بیٹھو۔۔۔" رضی نے اسے کہا تو وہ مسکرایا، مگر مڑتے ہوئے اس کے چہرے پہ لاپرواہی ہی نظر آئی اور دوبارہ جاکر کرسی پہ بیٹھ گیا۔

"تمہیں اس لئے بتانے لگی ہوں کہ یہ سب بتانے سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔ تم اپنا حساب برابر کرو۔۔۔ ہم اپنا خود کرلیں گے۔"

اس نے کہا اور ساتھ وہ تیزی سے مسٹر بی، جازی کلب، روپ سنگھ سے لے کر نقلی روپ سنگھ تک ساری تفصیل بتانے لگی۔۔

"تو اصلی روپ سنگھ۔۔ نقلی روپ سنگھ کے پاس ہے۔۔" جب رضی کی

بات مکمل ہوئی تو کبیر نے سوچ میں ڈوبتے ہوئے کہا۔

"ایسا ہی لگتا ہے۔۔۔" رضی نے کہا۔

"تم نے جتنی بھی تفصیل بتائی ہے، اس سے آگے بڑھنے کا کوئی کلیو نہیں ملتا۔۔ کچھ ایسا بتا سکتی ہو جس سے کام شروع کیا جا سکے۔۔۔ روپ سنگھ کو ڈھونڈنے کا کام۔۔۔" کبیر نے کہا۔

"دو باتیں بتا سکتی ہوں۔۔۔ ایک بار ہم لوگوں نے سی ہاؤس پہ حملہ کیا تو وہاں باس کا سامنا شانی نامی ایک غنڈے سے ہوا تھا، شانی یہاں کے ایک بدنام کلب کا مستقل ممبر تھا، یہ ہمیں کل ہی پتہ چلا ہے۔ وہاں سے اس کے بارے میں معلومات مل سکتی ہیں۔۔ اور دوسری بات۔۔ جب باس نقلی روپ سنگھ سے لڑ رہا تھا اور اسے گولی لگی تو باس نے مجھے وہاں سے نکلنے کا اشارہ کیا، میں ایک ساتھی کے ساتھ وہاں سے نکل آئی۔ وہاں سے نکلتے ہوئے مجھے ایک کارڈ ملا تھا۔ یہ کارڈ بھی اسی کلب کا ہے جس کا تعلق شانی سے تھا۔۔۔" رضی نے دراز سے ایک کارڈ نکال کر کبیر کی طرف بڑھایا۔ "تم اس کی تصویر بنا سکتے ہو۔۔" رضی نے کہا تو کبیر نے سر ہلاتے ہوئے کارڈ اٹھا کر غور سے دیکھا اور پھر اس کی تصویر

اپنے موبائل میں بنا لی۔ "شکریہ میڈم رضی۔۔" وہ اٹھتے ہوئے مسکرایا۔

"ویلکم مسٹر۔۔۔" اس نے سرد مہری سے کہتے ہوئے سر جھکایا۔

"راسب۔۔۔ راسب خان۔۔" کبیر مسکرا کر پلٹا۔

"تم جو بن رہے ہو وہ ہو نہیں۔۔ میں غنڈوں کو پہچان جاتی ہوں۔" رضی کی سرد آواز سن کر وہ مسکرا دیا اور دروازے کی طرف پیش قدمی جاری رکھی۔۔ بلاشبہ وہ ذہین لڑکی تھی۔۔ جس سے کبیر متاثر ہوا تھا، جس سے مل کر اسے مسٹر بی کے اور بھی خطرناک ہونے کا خیال پختہ ہو گیا تھا۔ کمرے سے نکل کر وہ راہداری میں پہنچا تو اس کے ساتھ آنے والے ملازم نے پسٹل اسے تھمایا اور دونوں آگے بڑھ گئے۔

تھوڑی دیر بعد وہ کلب کی عمارت سے باہر نکل رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی اور سکرین پہ ثانیہ کا نمبر دیکھ کر وہ مسکرایا۔ وہ دراصل خود بھی ثانیہ کو ہی فون کرنے جا رہا تھا۔

"کبیر بول رہا ہوں۔۔۔"

"کبیر۔۔۔ساحر مل گیا ہے۔۔۔ مگر اس کی حالت۔۔۔۔" اس کی پریشان سے بھرپور آواز سنائی دی۔

"کیا ہوا اسے؟۔۔۔" کبیر کے قدم وہیں زمین سے چمٹ گئے۔

"اسے زہریلا ٹیکہ لگایا گیا ہے، اس کی حالت بہت نازک ہے۔ جبران کو وہ ساحلِ سمندر پہ۔۔۔"

"کہاں ہے وہ اس وقت؟۔۔" کبیر نے سخت لہجے میں اس کی بات کاٹی۔

"ہسپتال میں۔۔ کس ہسپتال میں۔۔ چیف نے بتانے سے انکار کر دیا ہے، وہ نہیں چاہتا کہ ہم کسی کے نشانے پہ آئیں۔۔" ثانیہ نے دکھ بھرے لہجے میں کہا تو کبیر نے پوری قوت سے جبڑے بھینچ لیے۔

"یہ کیا فضول بات ہوئی۔۔ ہمارے لئے سب سے اہم ساحر ہے، اسے اس حالت میں کیسے چھوڑ سکتے ہیں ہم۔۔ میں چیف سے بات کرتا ہوں۔۔" کبیر بہت ضبط سے کام لے رہا تھا ورنہ وہ چیخ اٹھتا۔

"نہیں۔۔ مت کرو۔۔ یہ صبر ہمیں کرنا پڑے گا، اس میں نہ صرف

ہمارا بلکہ ساحر کا بھی بھلا ہو گا۔۔۔ میں نے اسے لئے بتایا ہے کہ تمہیں علم تو ضرور ہونا چاہیے۔۔" ثانیہ نے کہا۔

"شکریہ۔۔" کبیر نے کہا اور اگلے لمحے اس کا ہاتھ ہوا میں بلند ہوا، وہ موبائل دیوار پہ دے مارنے لگا تھا مگر پھر اس نے جبڑے بھینچتے ہوئے ہاتھ نیچے کر لیا اور وہ آنکھوں میں ابھرنے والا پانی روکتا، بڑبڑاتا ہوا گاڑی کی طرف بڑھا۔ "ہم۔۔ ہم اس کا جواب دیں گے۔ ہم تباہی برپا کر دیں گے۔ ہم جواب دیں گے۔۔" وہ بڑبڑاتا جا رہا تھا۔

* * *

دن ڈھل رہا تھا، آسمان صاف ہونے کے باوجود چند ایک پرندے ہارن بجاتے اڑتے چلے جا رہے تھے، شاید انسانی صحبت کا اثر ہو رہا تھا کیونکہ سڑکیں بھی کانوں روئی دیئے برداشت کا امتحان دے رہی تھیں، شام ہوتے ہی نجانے کیا رومان چڑھتا ہے کہ ہر کوئی۔۔۔ ہارن پہ تشریف آور ہونے کی کوشش کرتا تھا۔

چمکدار گاڑی رکتے دیکھ کر سپاہی نے ہونٹوں پہ زبان پھیری اور ساتھی کی طرف دیکھا، اس کی حالت بھی دیدنی تھی۔ سیاہ کار کا دروازہ کھلا اور اوور کوٹ پہنے ایک سمارٹ نوجوانِ بر آمد ہوا، اس نے سر پہ ہیٹ بھی پہن رکھی تھی اور چہرہ ایسا کہ اسے گھٹی میں سنجیدگی اور سردپن چکھایا گیا ہو۔ وہ باوقار چال کے ساتھ تھانے کے گیٹ کی طرف بڑھا اور سپاہی

لاشعوری طور پہ ایک ایک قدم دور ہٹے جیسے وہ چھوت کی بیماری ہوں اور نوارد معصوم بچہ۔ وہ چپ چاپ، کسی پہ دھیان دیئے بغیر تھانے کے احاطے میں داخل ہوا اور ایک طرف بنی عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ برآمدے میں پہنچ کر اس نے پہلی بار نظریں اٹھا کر دیکھا اور دیوار پہ ٹنگی تختیاں دیکھتے ہوئے ایک کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ دروازے تک پہنچا ہی تھا کہ ایک سپاہی رستے میں حائل ہو گیا۔

"فرمائیے؟۔۔۔" اس نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"آفیسر سے ملنا ہے۔۔"

اس کی سرد آواز سن کر سپاہی کا رنگ بدلا مگر اسے یاد آیا کہ وہ سپاہی ہے۔ چھوٹا ہی سہی مگر مائی باپ تو وہ بھی۔۔۔۔۔

"ان سے وقت لیا ہے؟۔۔۔" سپاہی نے قدرے نرم لہجے میں کہا کیونکہ سامنے والا دبنگ شخصیت کا مالک تھا، سرد رعب کا مالک۔

"لے لوں گا وقت بھی۔۔" اس نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"اوئے۔۔رک۔۔"

سپاہی نے اس کے سینے کی ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا، وہ اسے روکنا چاہ رہا تھا اور نوارد، اس کے پیشانی پہ بل پڑے اور اس کا ہاتھ گھوم گیا۔۔ سپاہی چیختا، اڑتا ہوا آفیسر کے کمرے میں دھپ سے گرا اور چند لمحے تو اسے سمجھ ہی نہ آئی کہ وہ الٹا ہے۔۔۔ یا پھر وہی الٹا ہے۔۔۔ اور وہ تیزی سے اٹھا۔ تب تک نوارد اندر گھس چکا تھا۔

کمرے میں ایک بڑی سے میز کے پیچھے، ناک پہ چشمہ ٹکائے، سیاہ رنگت اور بھاری تنوتوش کا مالک آفیسر بیٹھا تھا۔ اس نے چشمے کے اوپر سے سپاہی کو۔۔ اور پھر نوارد کو دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں خوفناک چمک ابھری مگر تھا بھی تجربہ کار۔۔۔ وہ خاموشی سے نوارد کو گھورے گیا۔

"کون ہو تم؟۔۔" جب نوارد بولا چپ ہی رہا تو اس نے مجبوراً پوچھا۔

"صاحب۔۔ یہ۔۔۔" سپاہی نے بولنا ہی چاہا تھا کہ آفیسر نے روک دیا۔

"مجھے تم سے بات کرنی ہے۔۔"

اس نے ایک طرف ٹنگی پینٹنگ کو دیکھتے ہوئے ایسے لہجے میں کہا کہ آفیسر کے تن بدن میں آگ لگ گئی، اتنی بد تمیزی سے تو شاید اس کے

رشتہ دار اسے نہ بلاتے ہوں گے۔

"تمھیں بولنے کی تمیز نہیں سکھائی کسی نے۔۔" وہ پھنکارہ۔

"کوشش کی تھی۔۔ جس نے کوشش کی میں نے اس کی ٹانگیں چیر ڈالیں۔۔" اس کی غراہٹ سن کر آفیسر اور سپاہی کانپ گئے۔

"ذوالقر۔۔ تم باہر جاؤ۔۔۔" آفیسر نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو سپاہی سلام کرتا ہوا تیزی سے باہر نکل گیا۔

"بیٹھو۔۔۔" آفیسر نے بھی تلخ لہجے میں کہا۔

"میں بیٹھنے نہیں آیا۔ مجھے ایک قیدی سے ملنا ہے۔" اس نے لاپرواہی سے کہا۔

"کس قیدی سے؟۔۔۔" آفیسر چونک گیا۔

اور جب نوارد نے قیدی کا نام بتایا تو آفیسر حقیقتاً اچھل پڑا۔

"اس سے تمہارا کیا تعلق؟۔ اور وہ تو جیل میں ہے، یہاں اس کا کیا کام؟۔۔۔" اس کے منہ سے الفاظ پھسل گئے۔

"یہ تمہارا مسئلہ نہیں۔۔ میں جانتا ہوں کہ وہ یہیں ہے۔ قیمت بتاؤ۔۔ یہ ملاقات تنہائی میں ہونی چاہیئے اور کسی کو علم بھی نہ ہو۔۔" اس نے کہا۔

"پہلے تو تم اپنا لہجہ ٹھیک کرو۔۔ میں تمہارے باپ کا ملازم نہیں اور دوسری بات۔۔ اس سے ملاقات خفیہ نہیں رہ سکتی۔۔ اس پہ بہت سی نظریں جمی ہیں۔۔" آفیسر ہتھے سے اکھڑ گیا۔

"سنو آفیسر۔۔ ملاقات تو میں کر کے جاؤں گا چاہے تمہارے تھانے کو قبرستان بنا کر ملاقات کرنی پڑے۔۔ دوسری بات۔۔ میں ایسا ہی ہوں۔۔ میرا لہجہ یہی ہے۔۔ تمہارے حق میں بہتر یہی ہے کہ قیمت لو اور ایک طرف ہو جاؤ۔ ورنہ میں اپنا کام شروع کروں۔۔"

اس نے دونوں ہاتھ میز پہ رکھ کر جھکتے ہوئے کہا اور آفیسر کے جسم میں سرد لہر دوڑتی چلی گئی۔ وہ تھوڑی دیر سوچ میں پڑ گیا اور پھر نوارد کی طرف دیکھا۔

"کتنا دے سکتے ہو؟۔۔" اس نے پوچھا۔

"میرا وقت ضائع مت کرو۔۔ رقم بولو۔۔" وہ اکتا گیا تھا۔

"پچاس ہزار روپے، پانچ منٹ کی ملاقات۔۔" آفیسر نے محتاط انداز میں کہا کہ گاہک بدک ہی نہ جائے۔

"منظور ہے۔۔ جلدی کرو۔۔"

اس نے کہا تو آفیسر کی باچھیں کھل گئیں اور وہ اچھل کر کھڑا ہوا، تقریباً دوڑتا ہوا باہر نکل گیا۔ وہ کسی بھی حال میں اس سودے میں دیر کر کے اپنا نقصان نہیں کرنا چاہتا تھا۔ پانچ منٹ کے بعد وہ کمرے میں داخل ہوا، نوارد ابھی تک کھڑا پینٹنگ کو دیکھ رہا تھا۔

"جناب۔۔ ملاقات کی تیاری ہو گئی۔۔" آفیسر کا لہجہ بدل چکا تھا۔

"اوکے۔۔ تم پہلے۔۔"

اس نے کہا تو آفیسر قدرے مودبانہ انداز میں آگے چل دیا اور نوارد اس کے پیچھے۔

"اس کی شخصیت کو مد نظر رکھتے ہوئے "اوپر" سے حکم ہے کہ الگ اور محفوظ رکھا جائے۔ جیل بھی اسی وجہ سے نہیں بھیجا گیا کہ فرار نہ ہو جائے، وہاں اس کا رابطہ اپنے لوگوں سے ہو سکتا تھا یا دشمنوں سے

واسطہ پڑ سکتا ہے۔۔ یہاں یہ محفوظ ہے۔۔" وہ بولتا رہا اور نوارد سنتا رہا۔

جلد ہی وہ عمارت کے عقب سے نکل کر ایک کوٹھڑی میں پہنچے اور اس کوٹھڑی کے فرش پہ بچھا کارپٹ ایک طرف کھینچ کر آفیسر نے ایک تختہ اٹھایا۔ نیچے جاتی سیڑھیاں نظر آ رہی تھی، آفیسر کی تقلید میں وہ بھی نیچے اترتا چلا گیا اور جلد وہ ایک سیلن زدہ کمرے میں موجود تھے۔ کمرے کے وسط میں کوئی سر جھکائے کرسی پہ بیٹھا تھا، اس کے سامنے ایک خالی کرسی بھی رکھی گئی تھی۔

"تم باہر رکو۔۔۔"

نوارد نے کہا تو اس بار آفیسر نے بدتمیزی محسوس نہ کی اور فرمانبرداری کا مظاہر کرتے ہوئے باہر نکل گیا۔ نوارد نے مڑ کر دروازے کی کنڈی لگائی اور اس شخص کی طرف مڑا۔

"ہیلو۔۔ مسٹر بی۔۔۔" اس نے سرد آواز میں کہا تو اس وجود میں حرکت پیدا ہوئی اور اس نے سر اٹھا کر سامنے کھڑے نوجوان کو دیکھا۔

"کون ہو تم؟۔۔" مسٹر بی غرایا۔

"سوال یہ ہے کہ تم کون ہو؟۔۔۔" وہ بھی غرایا۔

"دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔" مسٹر بی نے لاپرواہی سے کہا۔

"میں تمہاری مدد کرنا چاہتا ہوں۔۔" نووارد نے کہا۔

"کیسی مدد؟۔۔۔" مسٹر بی چونک گیا۔

"میں تمہیں یہاں سے نکال سکتا ہوں، بدلے میں تمہیں میرا ایک کام کرنا ہو گا۔۔۔" اس نے سرد لہجے میں کہا۔

"بھاڑ میں جاؤ۔۔" مسٹر بی نے منہ بنایا۔

"کیا تم ساحر گردیزی کو جانتے ہو؟۔۔" نووارد نے پراسرار لہجے میں پوچھا تو مسٹر بی چونک کر کھڑا ہوا۔

"کیا ہوا؟۔۔ پینٹ گیلی ہو گئی کیا؟۔۔" نووارد نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"ساحر گردیزی کو سبھی جانتے ہیں اس شہر میں۔۔ تم اس منحوس کا نام کیوں لے رہے ہو؟۔۔ کہنا کیا چاہتے ہو؟۔۔" مسٹر بی نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"مجھے ساحر گردیزی کا پتہ چاہیے۔۔۔" اس نے سادہ انداز میں کہا۔

"اس کا مینشن۔۔۔۔"

"مینشن میں نہیں وہ۔۔" نووارد نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"اس کا وہی ٹھکانہ ہے۔۔۔" مسٹر بی نے کہا۔

"رہنے دو۔۔ تم سے یہ نہیں ہو گا۔۔" کہتے ہوئے نووار مڑا۔

"کیا مطلب تمہارا؟۔۔" مسٹر بی پھنکارا۔

"کیونکہ تم مسٹر بی نہیں ہو۔۔ پاکھنڈی۔۔ نالائق اور بے کار اداکار۔۔" کہتے ہوئے نوارد دروازے کی طرف بڑھ گیا اور مسٹر بی بے چینی سے ہونٹ کاٹنے لگا۔

"مسٹر بی پہلے مجھے عام غنڈہ ہی محسوس ہوا تھا مگر اس کے روپ میں تم قید میں اور وہ آزاد۔۔ کافی تیز اور پہنچا ہوا شخص لگتا ہے، اس کے ساتھ پرانا حساب برابر کرنا ہے میں نے۔۔ کچھ کام ہے اس سے فارغ ہوتے ہی میں اس کی موت بن کر آؤں گا۔۔ بتا دینا اسے۔" وہ رک کر غرایا۔

"کک۔۔ کون ہو تم؟۔۔" مسٹر بی اس بار ہکلایا تو نوارد کے ہونٹوں پہ سرد مسکراہٹ ابھری اور وہ پلٹا۔

"ہیرو۔۔ نام ہے میرا۔" کہتے ہوئے نووارد نے کنڈی کھولی اور تیزی سے باہر نکل گیا۔

*

جمال، زوبی اور خرم کو فریحہ کے لئے ہسپتال بھیج کر خود قبرستان کی طرف چل دیا تھا، وہ بہت تیز ڈرائیونگ کرتے ہوئے وہاں پہنچا تھا اور پھر دوڑتا ہوا اسفند کی قبر کی طرف بڑھتا گیا تھا مگر وہاں سب نارمل تھا۔ قبر کے سرہانے تازہ پھول پڑے تھے جس سے ظاہر تھا کہ وہاں کوئی آیا تھا۔۔۔ اور جمال کے خیال سے وہ فریحہ ہی ہو گی۔

اس نے الجھن بھری نظروں سے اطراف کا جائزہ لیا، اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ فریحہ ہسپتال میں بار بار اسفند۔۔ قبر۔۔ چوری۔۔۔ کیوں کہہ رہی تھی۔ جمال نے نظر گھماتے گھماتے موبائل نکال کر سکرین روشن کی اور چونک گیا۔ سکرین پہ خرم کا نمبر تھا، ایک مس کال کی اطلاع موجود تھی۔ رستے میں کرنل عابد کی کال کے دوران اسے پتہ

چل گیا تھا کہ کوئی اور بھی اسے کال کر رہا ہے لیکن جلدی کی وجہ سے یہ بات اس کے ذہن سے نکل گئی تھی اور اب۔۔۔ اس نے جلدی سے خرم کو کال کی اور دوسری بیل پہ ہی کال اٹنڈ ہو گئی۔

"کیا بات ہے خرم؟۔۔" اس نے پوچھا۔

"ہمارے ساتھ دھوکہ ہوا ہے۔۔۔" دوسری طرف سے خرم کی شکست خوردہ آواز سنائی دی۔

"کیا مطلب؟۔۔۔ کیسا دھوکہ؟۔۔" جمال چونک گیا۔

"فریحہ کو استعمال کیا گیا ہے بس۔۔ ہمیں ٹریپ کرنے کے لئے۔۔" اس نے کہا اور پھر بتایا کہ کیسے زوبی کو فریحہ کا پیغام ملا اور وہ دونوں فریحہ کے فلیٹ پہنچے۔

"وہاں ایک شخص ہمارا انتظار کر رہا تھا۔ وہ فریحہ کو پہلے ہی اغوا کر چکا تھا اور وہ زوبی کو بھی ساتھ لے گیا ہے۔"

"کیا؟۔ تم ہوش میں تو ہو؟ تم دو تھے؟۔" جمال نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہم دونوں نے کوشش کی تھی اسے پکڑنے کی مگر وہ چھلاوہ تھا۔ اس نے مجھے اور زوبی کو دھن کر رکھ دیا اور ہم دونوں کو ایک ساتھ مات دی ہے۔ میں کچھ دیر کے لئے بے ہوش ہو گیا تھا ابھی ہوش میں آیا تو کال کی ہے۔۔" خرم نے صاف گوئی سے کام لیا۔

جمال اپنی جگہ پہ جم گیا، اس کے دماغ کی سلیٹ ایک بار بالکل صاف ہو گئی اور وہ خالی خالی نظروں سے اسفند کی قبر کو دیکھنے لگا۔

"کیا اس شخص سے پہلے ٹکراؤ ہوا ہے کبھی؟۔۔"

جمال نے میکانکی انداز میں پوچھا، حالانکہ اگر سامنا ہوا ہوتا تو جمال بھی ضرور اسے یاد رکھتا۔

"نہیں۔۔ نیا شخص ہے۔۔ نوجوان ہے سمارٹ سا۔ انتہائی ٹھنڈے دماغ اور سرد مزاج، مغرور۔۔ اور جس طرح وہ کام کرتا ہے ایسا لگتا ہے کہ وہ دماغ پڑھ لیتا ہے یا مستقبل دیکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔۔" خرم اس سے مرعوب محسوس ہو رہا تھا۔

"اگر وہ مستقبل دیکھ سکتا ہوتا تو ہم سے نہ ٹکراتا۔ یہ یقیناً اس گروہ سے

تعلق رکھتا ہے جن لوگوں نے اسفند کی جان لی۔ میں اس کی موت کو اتنا بھیانک بنادوں گا کہ یہ لوگ آئندہ ہمارے ملک کی طرف آنکھ اٹھانے سے بھی گھبرائیں گے۔ تم ہیڈ کوارٹر پہنچو۔۔" جمال نے غراتے ہوئے کہا اور کال بند کر اسفند کی قبر کو گھورنے لگا۔

پھر اس کے ہاتھ دعا کے لئے بلند ہوئے جس کے بعد وہ مڑ کر خارجی گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ذہن پہ وہ انجان شخص ہتھوڑے کی طرح برس رہا تھا۔ اس نے دماغ کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش شروع کی اور گاڑی تک پہنچنے تک وہ قدرے نارمل ہو گیا تھا۔ گاڑی سٹارٹ کر کے اس نے اس کا رخ ہیڈ کوارٹر کی طرف موڑ دیا اور بیس منٹ تک وہ سیکشن فائیو کے ہیڈ کواٹر میں تھا۔ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ میٹنگ روم میں پہنچا، خرم وہاں پہلے ہی موجود تھا۔

"السلام علیکم۔۔۔" جمال کے چہرے پہ سنجیدگی بسی تھی۔

"وعلیکم السلام باس۔۔۔" خرم نے جواب دیا۔

"مجھے دوبارہ تفصیل بتاؤ۔۔۔ ہر ایک نکتہ۔۔۔ تفصیل اور جزیات کے

ساتھ۔۔" جمال نے کہا تو خرم نے سر ہلاتے ہوئے دوبارہ شروع سے آخر تک ساری بات بتائی۔

"میرا خیال ہے کہ یہ وہی گروہ ہے جس کے ساتھ احسن چوہدری ملا ہوا تھا۔ اس کے لئے دلچسپ ناول خونی جال ملاحظہ فرمائیں۔ اسفند کی قبر کی نگرانی پہ رہے ہیں وہ لوگ۔۔۔اور وہیں سے وہ فریحہ کے پیچھے لگے، اس پہ ہاتھ ڈال کر ہمارے بارے میں پوچھ لیا اور پھر ہمارے لئے جال بچھایا۔۔" جمال نے سنجیدگی سے حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

"فریحہ ہمارے بارے میں کیسے بتا سکتی ہے؟۔۔" خرم نے جمال کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"اس کی ذہنی حالت ان دنوں پہلے ہی بہت خراب ہے، وہ اسفند کو لے کر ٹوٹ چکی ہے۔ دوسری طرف تم اس انجان شخص کے کام کا جائزہ لو۔۔اس کا منصوبہ دیکھو۔۔اگر تم اس کے منصوبے کا جائزہ لو گے تو جان جاؤ گے کہ یہ شخص۔۔ یہ آفت ہے۔۔ یہ ایک مکڑی ہے جو جال بننے میں انتہائی ماہر ہے۔ ایسا شخص ہے جو سامنے والے کے حواس پہ قبضہ کر لیتا ہے۔ ہم آئی بی کے جانے مانے سیکشن کے ممبرز ہیں، کیسے

اس نے ایک کال کر کے ہمیں یوں بکھیرا کہ اس کی مرضی کے مطابق سب کچھ ہوتا چلا گیا۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ وہ سامنے آیا ہے ورنہ جس طرح خاموشی سے وہ فریحہ تک پہنچا تھا، وہیں سے باری باری ہم تینوں تک پہنچ سکتا تھا اور کیا پتہ کیا ہو جاتا۔ اس کا منصوبہ بے داغ اور کمال تھا لیکن ہمارے سامنے آنے کی غلطی شاید حد سے زیادہ پر اعتماد ہونے کی وجہ سے کر گیا یا اس خیال سے کہ ہم اس سے مرعوب ہو کر دب جائیں گے۔۔ لیکن۔۔ ہم۔۔ ہم اسے پاتال سے بھی نکال لیں گے اور اسفند، فریحہ اور زوبی کے خلاف ہونے والے تمام عوامل کا بدلہ لیں گے۔" جمال کے لہجے میں چٹانوں جیسی مضبوطی تھی۔

"اور ہم شروعات۔۔۔۔" فون کی گھنٹی بجنے سے خرم کی بات ادھوری ہی رہ گئی۔ لینڈ لائن پہ کال آ رہی تھی۔ جمال نے اکتائے ہوئے انداز میں ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھایا۔

"یس۔۔۔۔" اس نے بدلی ہوئی آواز میں کہا۔

"کیا میں جمال سے مخاطب ہوں؟۔" دوسری طرف سے سرد آواز سنائی دی۔

"تم کون ہو؟۔۔" جمال چونک کر سیدھا ہوا اور اسے ایسا محسوس ہوا جیسے یہ آواز وہ پہلے بھی سن چکا ہو۔

"تم وہ رات بھول گئے جب احسن چوہدری کو قتل کرنے والے تھے اور میں نے تمہیں روکا تھا۔۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یاد ہے مجھے۔۔۔ کون ہو تم اور کیا چاہتے ہو؟۔۔ یہ نمبر کہاں سے ملا تمہیں؟۔۔" جمال غرایا۔

"میں نے سنا ہے کہ تم پھر سے زیرِ عتاب ہو، دماغ ٹھنڈا رکھنا۔ مجھے مکمل تفصیل نہیں معلوم کیونکہ تفصیل تمہارے تک ہی محدود ہے لیکن یہ جانتا ہوں کہ آج تمہاری دوڑ لگی ہے اور تم ابھی اس عمارت میں پہنچے ہو۔ ہو سکتا ہے کہ دوبارہ وہی قصہ شروع ہو گیا ہو۔ میں نے سوچا تمہیں سمجھا دوں کہ ہمارے مذہب میں کسی کا گزر جانا ایسے دکھ کی بات نہیں کہ انسان آپے سے باہر ہو جائے، اللہ کی مرضی پہ راضی ہونے سے بہت سے زخم بھر جاتے ہیں۔ دشمن کے خلاف نکلو ضرور لیکن بدلہ اور اس طرح کے خیالات تمہیں کمزور کر دیں گے۔ باقی تمہاری اپنی مرضی۔ یہ تمہاری جنگ ہے اور تمہیں ہی لڑنی ہے۔ بائے۔"

اس شخص کی آواز نرمی سے بتدریج سختی اور سرد پن کی طرف بڑھتی چلی گئی جیسے وہ ڈانٹ رہا ہو اور جمال ہونٹ بھینچے سنتا رہا کہ وہ چپ کرے تو اسے کرارا جواب دے مگر اس کے چپ کرتے ہی کال بند ہو گئی تو جمال کا منہ لٹک گیا۔

"کون تھا؟۔۔" خرم جو چپ چاپ اس کے تاثرات دیکھ رہا تھا، کال بند ہوتے ہی بول پڑا۔

"تھا کوئی۔۔۔" جمال نے مبہم انداز میں کہا۔

"بڑی لمبی بات کرتا رہا، کیا کہتا ہے؟۔" خرم بھی تجسس کے ہاتھوں مجبور تھا۔ جواب میں جمال نے اسی ساری بات بتادی۔

"اتنی سچی باتیں کرنے والا انجان شخص کون ہو سکتا ہے؟۔۔" خرم بڑبڑایا۔

"بعد میں دیکھ لیں گے۔ ایک بار پہلے بھی مفید مشورہ دے چکا ہے۔ پہلے ہم اپنا کام کرتے ہیں، بعد میں اسے دیکھ لیں گے۔ اُس عمارت میں کیمرے لگے ہوں گے، وہ چیک کرنے پڑیں گے۔ شاید اسے ڈھونڈنے

کے لئے کوئی سراغ مل جائے شکل کے علاوہ بھی۔۔ "

جمال نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا تو خرم بھی اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔۔ جمال کا ذہن۔۔ زوبی، فریحہ۔۔ انجان حملہ آور۔۔ اور انجان رہنما کی اس گنجلک میں پھنس گیا تھا اور پھر اس نے مسکرا کر سر جھٹکا۔

"دماغ کو ٹھنڈا رکھو اور اللہ کی مرضی پہ راضی ہو کر اپنے زخم بھرو۔۔ "

وہ بڑبڑایا۔

"کچھ کہا باس؟۔۔ "خرم جو اس کے پیچھے پیچھے سوچوں میں گم چلا آرہا تھا، نے پوچھا۔

"نہیں۔۔ کہنے کا نہیں۔۔ عمل کا وقت آن پڑا ہے اب۔۔ "وہ مسکرایا۔

* * *

ڈھیلی ڈھالی شرٹ پہنے، ایک مضبوط جسم کا مالک جس کی آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے ظاہر کر رہے تھے کہ صحت چند دنوں کی مہمان ہے۔ اس کی چال میں سرور تھا۔۔۔ جو کسی "مغربی یا دیسی دوائی" کی مرہون منت ہی ہو سکتا تھا۔ وہ مستانی چال چلتا ہوا شہر سے کافی ہٹ کر موجود خانہ بدوشوں کی بستی میں آگے بڑھتا جارہا تھا۔ خانہ بدوشوں نے زیادہ تر جھونپڑیاں لگا رکھی تھیں لیکن کہیں کہیں اینٹوں اور گارے سے بنے مکانات بھی موجود تھے۔

شہر سے دور، یہ ایسی جگہ تھی کہ جہاں تھوڑے فاصلے پہ شہری گندگی ٹرکوں میں لاد کر پھینکی جاتی تھی اور اب وہاں ری سائیکلنگ پلانٹ بھی نصب ہو چکا تھا، یہاں کوئی بھی انسان رہنا پسند نہ کرتا مگر خانہ بدوش۔۔۔ مطمئن زندگی گزار رہے تھے۔

ایک مکان کے سامنے رک کر اس نے دستک دی، غنیمت تھی کہ ہلکا سا لہرانے کے باجود وہ دروازے پہ گرا نہیں تھا۔

"کون ہے بے؟۔۔" اندر سے سرسراتی آواز سنائی دی۔

"ارے ہم ہیں۔۔جوالا مکھی۔۔سورج مکھی۔۔" اس نے لہک کر کہا۔

"آ گیا مُوا کوئی شرابی۔۔۔" بڑبڑاتی ہوئی آواز سن کر وہ مستی میں مسکرایا۔

"کون سی مکھی ہے بے تو؟۔" دروازہ کھولتے ہی سخت چمڑی والی عورت غرائی۔

"جوالا۔۔مکھی۔۔۔جوالا۔۔۔" وہ بڑبڑانے لگا۔

"کہاں سے آیا ہے تو؟۔۔۔" وہ غرائی۔

"سورج سے۔۔۔سورج مکھی سے۔۔اڑتا ہوا۔۔۔لیٹ کر اڑتا ہو۔۔"

اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آ جا اندر۔۔۔"

اس نے بازو سے اسے پکڑ کر اندر کھینچ لیا اور دروازے سے جھانک کر گلی میں دونوں طرف دیکھا اور تیزی سے دروازہ بند کر مڑی۔

"ابے رک۔۔ کہاں منہ اٹھا کر گھسا چلا جا رہا ہے۔۔" وہ دوڑتی ہوئی اس کے پاس پہنچی جو کہ اب کمرے میں داخل ہونے کی تیاری کر رہا تھا۔

"جوالا۔۔۔جوالا۔۔۔" وہ بڑبڑانے لگا۔

"بس کر اداکاری اب۔۔تجھے اندر لانے کا مطلب ہے کہ کوڈز درست ہیں۔۔۔" عورت نے منہ بنایا۔

"اوہ اچھا۔۔۔ میرا خیال تھا کہ لگے ہی رہنا ہے۔۔" اس نے مسکرا کر کندھے جھٹکے، شکل سے اب وہ سادہ سا انسان نظر آ رہا تھا جو ذہانت اور چالاکی کو دیکھتے ہی کنی کترا کر گزرنے کا عادی ہو۔

"لاؤ ویڈیو۔۔۔۔" عورت نے ہاتھ بڑھایا۔

"وہ تو میں جوالا کو ہی دوں گا۔۔" اس نے بچوں کی طرح جیب پہ ہاتھ رکھ کر دبا لیا۔

"اچھا اچھا۔۔ میرا شونا۔۔۔ رک ادھر۔۔۔ پاپا کو ہی دینا۔۔" عورت چڑ کر کمرے میں داخل ہوئی۔ وہ تھوڑی دیر رکا رہا اور ایڑیوں پہ گھوم کر چھوٹے سے مکان کا جائزہ لینے لگا۔

"کہاں ہے ویڈیو؟۔۔"

ایک سخت آواز سن کر وہ مڑا، سامنے بنیان اور شلوار میں ملبوس بڑی بڑی مونچھوں والا انسان کھڑا تھا۔ اس کی آنکھوں میں درندوں جیسی چمک تھی، اسے دیکھتے ہی نوارد نے گھبر کر آنکھیں نیچے کیں اور کانپتے ہوئے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک یو ایس بی نکال کر اس شخص کی طرف بڑھائی لیکن ہاتھ کانپنے کی وجہ سے USB نیچے گر گئی اور نوارد گھبرا گیا۔

"کیا سوچ رہا ہے گھامڑ۔ اٹھا کر دے۔" وہ شخص، جس کا نام جوالا تھا غرایا اور نوارد گھبرا کر تیزی سے آگے بڑھا اور جھک کر USB پکڑ کر سپرنگ کی طرح کھلا اور چیختے ہوئے جوالا کو لئے کمرے کے وسط میں گرا

"تت۔۔۔ تم حرامزادے۔۔۔۔"

جوالا چیختے ہوئے کھڑا ہوا اور سانڈ کی طرح دوڑتا ہوا نوارد سے پوری

قوت سے ٹکرایا، اس نے نوارد کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اٹھا کر پیچھے کو پھینکنا تھا مگر یہ محسوس کر کے اس کی سیٹی گم ہوتی گئی کہ۔۔۔نوارد نہ تو پیچھے ہٹا تھا اور نہ زمین سے اس کے پاؤں اوپر اٹھے تھے۔۔۔ بجائے نوارد کے۔۔۔جوالا جو رکوع کے بل جھکا ہوا تھا، نوارد نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالا اور کھینچ کر جوالا کو الٹا لٹکا دیا۔۔۔جوالا اس کے پیٹ میں مکے مارنے کی سوچ ہی رہا تھا کہ نوارد کی لات گھومی اور ہوا میں الٹا لٹکا جوالا چیخ کر پوری قوت سے عقبی دیوار سے ٹکرایا۔

عین اسی وقت نوارد تیزی سے جھکا اور لکڑی کا بھاری ڈنڈا اس کے سر سے ہوتا دوسری طرف بڑھا اور بروقت اس کے جھکنے کی وجہ سے نہ صرف وہ چوٹ سے بچا بلکہ ضرب لگانے والی عورت بھی چیخ مار کر ڈنڈے کے ساتھ جھولتی منہ کے بل زمین پہ گری۔

"لڑکی۔۔۔ایک طرف کھڑی رہو چپ چاپ۔۔"

نوارد کا لہجہ ہی بدل گیا تھا، انتہائی سرد اور احساس کو چیر دینے والی آواز۔ لڑکی کانپ کر رہ گئی۔ جوالا کھڑا ہو چکا تھا، اس کے منہ سے خون بہہ رہا تھا۔

"کون ہو تم ؟۔۔ تم سورج جیسے نظر تو آتے ہو لیکن سورج ہو نہیں۔" جوالا کی غراہٹ میں سے بھی خوف کی آمیزش تھی۔

"سورج غروب کر چکا ہوں میں۔ اب جوالا کے بجھنے کی باری ہے۔" وہ قدم آگے بڑھاتا ہوا بولا۔

"تت۔۔ تم کیا چاہتے ہو۔۔؟۔۔" جوالا گھبر اگیا تھا۔

"تمہارے گھر کے نیچے تہ خانے میں جانا چاہتا ہوں۔۔" اس نے لاپرواہی سے کہا تو جوالا اور وہ لڑکی اچھل پڑے۔

"تت۔۔ تہ خانہ۔ مم۔ میرے گھر میں تو کوئی تہ خانہ نہیں۔"

"میرے پاس وقت نہیں ہوتا ضائع کرنے کے لئے۔۔۔"

نوارد غرا کر تیزی سے جوالا کی طرف بڑھا اور اس سے پہلے کہ جوالا کا منہ کھلتا۔ اس کا سر عقبی دیوار سے پوری قوت سے ٹکرایا اور وہ چیخ مار کر ہوا میں لہرانے والے کپڑے کی طرح لہراتا ہوا دھڑام سے نیچے گرا اور لڑکی کی چیخ نکل گئی۔

نوارد شعلہ بار نظروں سے لڑکی کو دیکھتے ہوئے اس کی طرف گھوم گیا اور پھر اس کی طرف قدم بڑھائے۔

"و۔۔۔ مم۔۔ تہ خانہ ہے۔۔۔ وہ۔۔" وہ ہکلاتے ہوئے زمین پہ پیچھے کی طرف خود کو گھسیٹتے ہوئے بولی۔

"تم دونوں کے علاوہ یہاں کون رہتا ہے؟۔۔" وہ اس کے قریب پہنچ کر پنجوں کے بل بیٹھتے ہوئے غرایا۔

"ہم۔۔۔ دد د۔۔ دونوں ہی۔۔۔"

"بکو مت۔۔۔ کمپیوٹر کون استعمال کرتا ہے یہاں؟۔۔" اس نے پھاڑ کھانے والے انداز میں اس کی بات کاٹی۔

"تت۔۔ تم۔۔ اتنا سب کچھ کیسے۔۔ سورج تو نہیں جانتا۔۔۔"

"جو پوچھ رہا ہوں اس کا جواب دو۔۔۔" وہ غرایا۔

"وہ۔۔۔ وہ۔۔ ایک رپورٹر ہے۔۔۔ مم۔۔ مگر ۔۔۔ وہ رپورٹر لگتا نہیں۔۔۔ جج۔ جوالا کا قریبی ہے وہ۔۔۔ مم۔۔ مجھے اتنا ہی پتہ ہے۔"

اس نے بمشکل ہی بات پوری کی۔ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو چکے تھے۔

"کیا وہی رپورٹر تہ خانے میں رہتا ہے؟۔۔" اس نے پوچھا تو لڑکی نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اس کا نام؟۔۔۔ اور اس کے ساتھ کبھی کوئی آیا ہو؟۔۔"

"جج۔۔ جاوید نام ہے اس کا۔۔ کبھی کبھی اس کے ساتھ ایک بڑے بالوں والا ایک انگریز آتا ہے۔۔" وہ ہچکیاں لیتے ہوئے بولی۔

وہ اٹھا اور کمرے میں نظر دوڑائی اور چارپائیوں پہ بچھی چادریں کھینچ کر وہ جوالا کی طرف بڑھ گیا۔

"کک۔۔ کیا کرنے لگے ہو؟۔۔" لڑکی گھبرا کر چیخنے لگی۔

"شور مت کرو۔۔۔ ورنہ قتل کر دوں گا اسے۔۔ ابھی تو صرف باندھنے لگا ہوں۔۔۔" اس کی غراہٹ سن کر وہ سہم گئی۔

"چلو تہ خانہ دکھاؤ مجھے۔۔۔"

جوالا کو باندھ کر ہاتھ جھاڑتے ہوئے اس نے لڑکی سے کہا جو ہوش و حواس سے بیگانی نظر آ رہی تھی۔۔

"اٹھو۔۔۔" اس نے جیسے چابک مارا ہو، لڑکی گھبرا کر اٹھی اور میکانکی انداز میں کمرے کی دوسری دیوار میں موجود دروازے کی طرف بڑھی اور نووارد اس کے پیچھے پیچھے تھا۔

*

ایک جیپ، صاف ستھری سڑک پہ تیزی سے پھسلتی جارہی تھی۔ اس کے آگے پیچھے کمانڈوز کی گاڑیاں تھیں۔ سیاہ شیشوں والی اس جیپ کی عقبی سیٹ پہ پہاڑی چھترے جیسے بالوں والا نوجوان سیٹھ، سلطان، دو کمانڈوز کے درمیان بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور چہرے پہ سکون طاری تھا۔ کمانڈوز مجسموں کی طرح بیٹھے ہوئے تھے۔

پندرہ سے بیس منٹ کے سفر کے بعد گاڑیاں ایک عمارت کے جہازی سائز کے لوہے کے گیٹ میں سے گزرتے ہوئے احاطے میں داخل ہوئیں اور پارکنگ کی طرف بڑھ گئیں۔ پارکنگ میں گاڑی رکتے ہی ایک کمانڈو نے پھرتی سے سیاہ رنگ کا نقاب جیب سے نکال کر سلطان کے چہرے پہ پہنایا اور تیزی سے گاڑی سے اترا۔

تمام کمانڈوز فوری نیچے اتر آئے تھے۔ سلطان کی ہتھکڑی سے لٹکی زنجیر ایک کمانڈو نے پکڑی اور عمارت کی طرف چل دیئے۔ ویسے تو انسدادِ دہشتگردی کی خصوصی عدالت میں اتنا رش نہ ہوتا تھا مگر آجکل دہشت گرد بھی جڑی بوٹیوں کی نقل میں جوق در جوق پیدا ہونے لگے تھے جس سے اچھی خاصی رونق لگی رہتی تھی۔ اس وقت بھی قابل ذکر تعداد میں لوگ وہاں موجود تھے۔

وہ سلطان کو لے کر سیڑھیاں چڑھتے دوسری منزل پہ پہنچے اور راہداری میں چلتے ہوئے چوتھے کمرے کے سامنے رک گئے۔ ابھی عدالت خالی ہی تھی اور پہلی پیشی بھی سلطان کی ہی تھی۔ ظاہر ہے جج نے تو اپنے وقت پہ ہی آنا تھا۔

تھوڑی دیر بعد جب سلطان کا نام پکارا گیا تو سلطان نے اندر قدم رکھا،

اس کے اندر قدم رکھتے ہی اچانک اس کی ہاتھ میں بندھی زنجیر اندر سے کسی نے کھینچی اور کمانڈو جو نارمل انداز میں زنجیر پکڑے ہوئے تھا، اس کے ہاتھ سے زنجیر نکل گئی اور دروازہ بند ہوا، کچھ دیر تو کمانڈوز سکتے میں آگئے اور پھر لگے دروازہ بجانے اور ایک کمانڈو نے سب کو اشارہ کیا

اور پیچھے ہٹ کر دروازے کو ٹکر ماری۔ ادھر دروازے سے ٹکر کی آواز اور ادھر کمرے میں زوردار دھماکے کی آواز سنائی دی۔

"جلدی۔ جج صاحب والے خصوصی دروازوں پہ پہنچو۔۔ جلدی۔۔" یہ حکم سنتے ہی کچھ کمانڈوز دوڑتے ہوئے ایک طرف کو بڑھے اور ابھی وہ دروازے کے پاس پہنچے ہی تھے کہ اندر سے ادھیڑ عمر جج حواس باختہ، لڑکھڑاتا باہر نکلا۔۔

"وہ۔۔ وہ۔۔ فرش میں شگاف۔۔ وہ ملزم اور دو لوگ نیچے گر گئے۔۔" اس نے ہکلاتے ہوئے کہا اور کمانڈوز نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"وہ لوگ فرش پھاڑ کر نیچے والے فلور پہ چلے گئے۔" دوسرے کمانڈو نے کہا۔

"دھماکے کی آواز بھی آئی تھی۔۔" پہلے نے تصدیق کی اور دونوں تیزی سے واپس مڑے۔

"ملزم اور اس کے ساتھی فرش پھاڑ کر نچلی منزل پہ چلے گئے ہیں،

جلدی۔"

انھوں نے راہداری میں پہنچتے ہی شور مچایا تو تمام کمانڈوز سیڑھیوں کی طرف دوڑتے چلے گئے۔۔ چند لمحوں میں وہ پہلی منزل پہ تھے، ابھی وہ اس کمرے میں نہیں پہنچے تھے جہاں اوپری کمرے سے نیچے آنے والے گرے ہوں گے ایک اور دھماکہ ہوا، اس بار دھماکہ عمارت کی عقبی طرف ہوا تھا۔

"وہ لوگ نکل رہے ہیں۔۔وہ عقبی دیوار اڑا کر نکل رہے ہیں۔۔" ایک کمانڈو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا تو سب نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"ضرغام۔۔ تم دو لوگوں کو لے کر گاڑی میں دائیں طرف سے جاؤ۔

الطاف۔۔ تم دو لوگوں کے ساتھ دوسری طرف سے۔ نکلنے نہ پائیں کسی طرف سے بھی چاہے جان ہی کیوں نہ چلی جائے اور باقی میرے پیچھے۔۔"

ان میں سے جو سینئیر تھا اس نے احکامات دیئے اور سب یس سر کہتے

ہوئے دوڑتے ہوئے اپنے ٹاسک کو پورا کرنے کے لئے دوڑ پڑے۔

عقبی دیوار میں واقعی شگاف تھا، اور شگاف کا سائز اتنا ہی تھا کہ ایک آدمی جھک کر بڑے آرام سے نکل سکتا تھا۔ تینوں کمانڈوز تیزی سے شگاف سے پچھلی گلی میں نکلے اور خالی گلی ان کا منہ چڑا رہی تھی۔ انہوں نے پریشانی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

اب ان کی امید ضرغام اور الطاف سے تھی جو دونوں اطراف سے آنے والے تھے، وہ دعا کر رہے تھے کہ سلطان ان کے ہاتھ ضرور لگ جائے ورنہ نوکری تو کیا۔۔ عزت بھی داؤ پہ لگنے والی تھی۔۔ کچھ ہی دیر بعد دعا نہ قبول ہونے کی نشانی مل گئی۔۔ دونوں طرف سے ان کے لوگ ہی آرہے تھے اور جب وہ پاس آئے تو انہوں نے یہی بتایا کہ جب وہ گلی کے سامنے پہنچے تب سے کوئی گاڑی یا شخص اس گلی سے نہیں گزرا۔۔ تو کیا سلطان کو زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا؟۔۔ سینئیر کی نظر کالونی کی طرف اٹھ گئی۔ وہ ایک گاڑی کی طرف بڑھا اور وائرلیس پہ رپورٹ دیتے ہوئے پولیس کی نفری منگوائی، وہ اب پوری کالونی کی تلاشی لینے کا

ارادہ رکھتا تھا، ظاہر ہے ملزم اتنی جلدی فرار تو نہ ہو سکتا تھا، کسی نہ کسی رہائش گاہ میں ہی چھپا ہوا تھا۔

دونوں کمانڈوز کے وہاں سے جاتے ہی جج مڑا اور اپنے لئے مخصوص دروازے سے کمرے میں داخل ہوا۔ سلطان ایک طرف سہما کھڑا تھا، کمرے کے وسط میں واقعی شگاف تھا جس میں سے ایک آدمی نچلے کمرے میں گر۔۔۔یا اتر سکتا تھا۔

"ہاتھ آگے کرو۔۔۔"جج کے منہ سے سرد آواز نکلی اور سلطان نے کسی معمول کی طرح ہاتھ آگے کر دیئے۔ جج نے جیب سے ایک پتلی سی تار نکالی اور چند لمحوں میں سلطان ہتھکڑی سے آزاد تھا۔

"اس بیگ سے ایک سوٹ نکال کر جلدی پہنو۔۔"

اس نے کہا تو سلطان تیزی سے ایک طرف پڑے بیگ کی طرف بڑھ گیا۔ عین اسی وقت دھماکے کی آواز سنائی دی اور سلطان کے ہاتھ کانپ گئے۔ لیکن وہ اپنے کام میں لگا رہا اور جلد ہی وہ جج کے لباس میں "پہلے

جج" کے سامنے کھڑا تھا۔ پہلے جج نے کپڑے اتارنے شروع کیئے اور نیچے سے وہ کمانڈوز کی وردی میں ملبوس مضبوط جسم کا نوجوان نکلا تھا جس نے چہرے پہ موجود ماسک کر نوچ کر ایک طرف پھینک دیا۔ وہ سرد آنکھوں، شخصیت اور لہجے کا مالک نوجوان تھا۔

"چلو۔۔ پارکنگ کی طرف۔۔ تم ایک جج ہو، اس لئے کوشش کرنا کہ بوکھلاہٹ نہ طاری ہو تم پر۔۔ کمانڈوز اب دور جا چکے ہوں گے، لہذا ریلیکس رہنا۔۔ ورنہ میں ہی گولی مار کر نکل جاؤں گا۔۔"

اس کی آواز سلطان کو بھی پریشان کر رہی تھی، اس نے سر ہلانے پہ اکتفا کیا اور جج کے مخصوص خارجی دروازے سے دونوں باہر نکلے اور سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئے۔

دو سے تین منٹ تک وہ پارکنگ میں موجود ایک سیاہ، چمکدار کار میں بیٹھے عمارت سے نکل رہے تھے اور عمارت کے عقب میں کمانڈوز نفری کا انتظار کر رہے تھے کیونکہ انہیں بہت کام کرنا تھا۔۔ بہت زیادہ کام۔۔

"آ۔۔ آپ۔۔ آپ کون ہیں؟۔۔" سلطان اس کی طرف دیکھنے سے

کترا رہا تھا، اس کا سرد رعب سلطان کے حواس پہ طاری تھا۔

"ہیرو۔۔۔" وہ غرایا تو سلطان نے چپ رہنا ہی مناسب سمجھا۔

سلطان کی نظر میں وہ واقعی ہیرو تھا جس نے کمانڈوز کو انتہائی ذہانت سے چکمہ دے کر اتنے لوگوں میں سے سلطان کو یوں نکالا تھا جیسے مکھن سے بال۔ اور کمانڈوز کو یوں الجھا دیا تھا کہ وہ وہاں سے غائب ہی ہو گئے تھے، سلطان یہ نہیں جانتا تھا کہ وہ لوگ تو اب کالونی ادھیڑنے کے موڈ میں کھڑے تھے۔ ہیرو نے ڈیش بورڈ سے ایک موبائل نکال کر آن کیا اور نمبر ملا کر فون کا سپیکر آن کر دیا۔

"اکرم سپیکنگ۔۔۔" ایک درشت آواز سنائی دی۔

"اکرم صاحب۔۔ اب کالونی والوں کو پریشان مت کرنا۔۔ میں سلطان کو لے کر نکل چکا ہوں۔۔"

ہیرو نے سرد لہجے میں کہا تو سلطان نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا جیسے کہہ رہا ہوں کہ خاموشی سے نکلنے میں تمہارا کیا جاتا تھا؟۔۔ مگر اس کی شخصیت نے سلطان کی گھگی بند کر رکھی تھی۔

"کون بول رہا ہے؟۔۔۔ کیا بکواس ہے؟۔۔" اکرم دھاڑا۔

"تمہارے آدمیوں کو ایک جج ملا تھا۔ اس نے انہیں بتایا تھا کہ ملزم اور دو آدمی فرش پھاڑ کر نچلی منزل پہ چلے گئے ہیں۔۔ وہ جج میں ہی تھا۔۔ تمہارے جانے کے بعد میں سلطان کو لے اڑا۔۔ کیمرے چیک کر لو۔۔ اور بھاڑ میں جاؤ۔۔"

وہ غرایا اور شیشہ نیچے کر موبائل گاڑی سے باہر پھینک کر سامنے سڑک پہ نظر جما دی۔۔ سلطان کا جسم سمٹ کر سیٹ کے ایک کونے میں اکٹھا ہونے لگ گیا تھا۔ اس نے ان لوگوں کو بچانے کے لئے کال کی تھی جن کی مدد سے دھماکے کئے گئے تھے تاکہ کمانڈوز پھر سے الجھ جائیں اور ان لوگوں کو کالونی نکلنے کا موقع مل سکے۔

* * *

سیاہ رنگ کی لینڈ کروزرز آندھی کی طرح سڑکوں سے گزرتی چلی جارہی تھیں۔ تینوں کے شیشے ہلکے سیاہ رنگ کے تھے اور ڈرائیور ہر طرح کے خوف سے آزاد محسوس ہورہے تھے۔۔۔ اگرچہ ان کی رفتار طوفانی تھی لیکن ڈرائیونگ میں مہارت بھی گاہے بگاہے ظاہر ہوہی جاتی تھی۔ جلد ہی گاڑیاں ایک بڑی سی عمارت کے احاطے میں داخل ہورہی تھیں۔

پارکنگ میں گاڑیاں رکتے ہی اگلی، پچھلی گاڑی سے محافظ برق رفتاری سے اترے اور درمیانی گاڑی کو گھیرے میں لے لیا۔ ایک گارڈ نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور حشمت گردیزی باہر نکلے۔

"جلدی چلو زلفی۔۔ جلدی کرو۔۔" انہوں نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

گارڈز پھیل کر ان کے ساتھ چلنے لگے اور چوکنے انداز میں ان کی نظریں ہر شخص کا جائزہ لینے لگیں۔ عمارت کے دروازے پہ پہنچ کر دو محافظ وہیں رک گئے اور باقی محافظوں میں سے راہداری میں مختلف مقامات پہ گارڈز رکتے گئے، ایک کمرے کے سامنے پہنچ کر زلفی اور نواب حشمت گردیزی رکے۔

زلفی نے تیزی سے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا اور حشمت گردیزی بے ترتیب دھڑکنوں سے کمرے میں داخل ہوئے۔ متوسط سائز کے کمرے کے وسط میں ایک بیڈ تھا جس پہ بے حس جسم موجود تھا۔ اس کی طرف بڑھتے ہوئے حشمت گردیزی کی آنکھوں سے پانی کی ایک پتلی مگر انمول لکیر بہتی ہوئی ٹھوڑی تک رستہ بنا گئی۔

حشمت گردیزی کی گاڑیاں پارکنگ میں رکتے ہی ایک جیپ بھی ان کے پیچھے پارکنگ میں پہنچی اور پھر ایک سیاہ کار۔ جب تک حشمت

گردیزی اپنے گارڈز کے ساتھ پارکنگ میں رہے، ان گاڑیوں میں سے کوئی بھی باہر نہ نکلا، اور ان کے عمارت کی طرف بڑھتے قدم دیکھ کر دونوں گاڑیوں کے دروازے کھلے اور رنگ برنگے افراد نکلے۔ مماثلت ایک ہی تھی، سخت چہرے اور درندگی سے بھرپور آنکھیں۔

"جہاں موقع ملے ہم وہیں حملہ کریں گے، ہسپتال کے اندر اگر موقع ملے تو زیادہ بہتر ہے لیکن ہسپتال میں کھل کر حملہ کرنا ٹھیک نہیں، دیکھ کر احتیاط سے۔ الگ الگ ہو جاؤ اور جس کو موقع ملے وہ وار کر دے۔" ایک لمبے تڑنگے شخص نے کہا۔

"اور اگر ہسپتال میں موقع نہ ملے تو باس؟۔۔۔"

"پھر تم لوگ بھی واپس آ جانا۔۔ ہم ان کا پیچھا کریں گے اور نواب مینشن میں گھسنے سے پہلے ہی خاتمہ کر دیں گے کیونکہ ایک بار یہ لوگ مینشن میں گھس گئے تو حشمت گردیزی پہ ہاتھ ڈالنا ناممکن ہو جائے گا۔۔" باس نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔۔۔" سب نے یک زبان کہا۔

"گڈ۔۔ اب پھیل جاؤ۔۔ ساقی۔۔ تم مجھ سے رابطے میں رہنا۔۔" اس نے ایک پتلے شخص سے کہا اور گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھنے لگا جب کہ باقی چھ افراد تیزی سے الگ ہوتے ہوئے عمارت کی طرف بڑھ گئے۔

باس نے دھیمی آواز پہ گانا چلایا اور موبائل سامنے رکھ کر جھومنے لگا۔ حشمت گردیزی ایک بلا تھی جس کے خلاف جانے کا کوئی بھی سوچ نہ سکتا تھا مگر وہ پیشہ ور قصائی تھی جو وحشی سے وحشی جانور آسانی سے ذبح کر دیتا تھا۔

اس کی نظر میں صرف حشمت گردیزی اور ساحر گردیزی کا ہی مسئلہ تھا بس۔ اگر یہ دونوں ختم ہو جائیں تو گارڈز کی کوئی اوقات نہ رہ جائے گی بلکہ وہ خود چھپتے پھریں گے کیونکہ انہوں نے اُن دونوں باپ بیٹے کے ساتھ مل کر بہت گُل کھلائے تھے جس بہت سے لوگ، خصوصا برائی پسند لوگ بہت تنگ تھے اور جیسے ہی گردیزی ستون گرتے، محافظوں کو اپنی جان کے لالے پڑ جاتے اس لئے وہ پراعتماد تھا کہ حشمت گردیزی کا خاتمہ ہو ہی جائے گا کیونکہ وہ ساحر گردیزی کی موجود حالت

کی وجہ سے ویسے ہی ذہنی طور پہ ٹوٹا اور بکھرا ہوا تھا۔

وہ کافی دنوں سے حشمت گردیزی کی نگرانی کر رہے تھے اور دعا کر رہے تھے کہ کسی طرح وہ مینشن سے نکل آئے اور انہیں موقع بھی ملے کہ وہ اس پہ حملہ کر سکیں۔ قدرت نے انہیں موقع دے دیا تھا۔ ساحر گردیزی کے بارے میں مقامی اخبارات میں خوب چھپا تھا جس سے انہوں نے ہسپتال پہ بھی پہرہ بٹھایا تھا تاکہ اس حادثہ کا فائدہ اٹھاتے ہوئے جیسے ہی حشمت گردیزی کمزور پڑے، وہ ہاتھ صاف کر لیں اور اس کے بعد ہسپتال میں موت کی طرف بڑھتے ساحر گردیزی کو مارنا اور بھی آسان ہو جاتا۔

* * *

ہسپتال کے برآمدے میں ایک صحتمند اور ورزشی جسم کا نوجوان کھڑا تھا، جس کی داڑھی کے بال ایک دوسرے سے بغلگیر تھے اور سر کے بال تو گتھم گتھا نظر آرہے تھے۔ اس کی آنکھوں میں جیسے آگ کی چنگاریاں آوارگی میں مصروف تھیں۔ وہ جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے ہسپتال کے داخلی گیٹ پہ نظریں جمائے ہوئے تھا۔ اس کی حالت دیکھ کر محسوس ہورہا تھا کہ ڈاکٹر نے اسے پانی سے دور رہنے کی خاص ہدایت کی ہوئی ہے جس پہ وہ دل و جان سے عمل کر رہا تھا، خود کو اور اپنے کپڑوں کو پانی سے دور رکھنے کے کامیاب چِلے میں سے گزر رہا تھا۔

اس کی نظروں کا مرکز تین لینڈ کروزرز تھیں جنہیں وہ خوب پہچانتا تھا، ان گاڑیوں کے پیچھے مزید دو گاڑیاں پارکنگ کی طرف بڑھتی نظر آئیں۔ تب اس نے ان گاڑیوں کو اہمیت نہ دی مگر جب ان گاڑیوں میں سے کوئی بھی باہر نہ نکلا تو اس کی آنکھیں سکڑنے لگیں، اسی وقت پہلے آنے والی گاڑیوں سے نکلے محافظوں کے گھیرے میں ایک بارعب مگر ادھیڑ عمر شخص ہسپتال کی عمارت کی طرف بڑھا تو وہ نوجوان تیزی سے ایک کونے میں چلا گیا تاکہ ان لوگوں کی نظر اس پہ نہ پڑے۔

اس کی نظریں دوبارہ پارکنگ کی طرف متوجہ تھیں جہاں دوسری گاڑیوں میں سے نکلنے والے افراد یوں کھڑے تھے جیسے ٹاس کے لئے دو کپتان اور ساتھ باقی لوگ۔۔ جو شاید سکہ لوٹنے کی تیاری میں لگ رہے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد وہ سب الگ الگ عمارت کی طرف آنے لگے اور ایک ایمپائر قسم کا شخص گاڑی میں گھس کر بیٹھ رہا۔ اس نوجوان کا چہرہ سرخ ہونے لگا، شاید وہ کچھ اندازہ لگا چکا تھا۔

وہ تیزی سے پارکنگ کی طرف بڑھا، ہاتھ ابھی بھی جینز کی جیبوں میں تھے اور جب وہ لوگ اس کے پاس سے گزر گئے تو اس نے جیب سے موبائل نکال کر ایک نمبر ملایا اور دوسری طرف کال اٹنڈ ہونے پہ کچھ ہدایات و معلومات دینے لگا اور پارکنگ تک پہنچتے ہی اس نے موبائل جیب میں ڈالا اور اس گاڑی کی طرف بڑھا جس میں ایمپائر نما شخص گھسا ہوا تھا۔ اس نے انگلی موڑ کر شیشے پہ دستک دی۔

"کیا مسئلہ ہے؟۔۔"

وہ شیشہ نیچے کرتے ہوئے غرایا ہی تھا کہ اس نوجوان کا مکہ پوری قوت سے اس شخص کی ناک پہ لگا اور وہ چیخ کر دوسری طرف جھکا، نوجوان نے ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھولا۔ دروازہ کھلتے ہی اس شخص کی لات تیزی سے باہر کو لپکی جیسے بدتمیز انسان کی زبان ہو۔۔۔ نوجوان اچھل کر ایک طرف ہوا اور اس کی ٹانگ پکڑ کر اپنی کہنی پوری قوت سے اس کی ران پہ دے ماری اور وہ شخص فلک شگاف چیخ مار کر یوں تڑپا جیسے اسے ذبح کر دیا گیا ہو۔۔۔ نوجوان نے اس کی ٹانگ اوپر اٹھاتے ہوئے گاڑی کی

چھت سے دے ماری اور اس کی لات، گاڑی میں موجود شخص کی تشریف پہ لگی اور وہ اچھل کر رہ گیا۔

"تمہای ہمت کیسے ہوئی گردیزی صاحب پہ حملہ کرنے کی سوچنے کی بھی۔؟" اس کی آواز درندگی سے بھرپور تھی، باس کا جسم کانپ گیا۔

"بکو بھی ورنہ بہت میری گولی ضائع ہو جائے گی ایک۔۔" اس نے انگلی اکڑا اکرا اس شخص کی ران پہ رکھی، اس شخص کا چہرہ ایسے رخ پہ تھا کہ دیکھ نہ سکا کہ پسٹل تو ہے ہیں نہیں تو گولی کیسی؟۔۔۔

"وہ۔۔۔ مم۔۔ ریزر۔۔۔ باس ریزر۔۔۔" اس نے کہا اور نوجوان نے اس کی ٹانگ چھوڑی۔

اچانک ٹانگ آزاد ہونے کی وجہ سے وہ جھٹکا کھا کر گاڑی سے پھسل کر باہر گرنے والا ہی تھا کہ نوجوان نے اس کی گردن میں ہاتھ ڈال کر اس کا سر پوری قوت سے کھلے دروازے کے کونے سے دے مارا اور وہ چیخ کر لہراتا، سر پکڑ تا زمین بوس ہو گیا۔

اس کی چیخیں سن کر دور کچھ لوگ کھڑے چہ مگوئیاں کر رہے تھے لیکن

آگے بڑھنے کی ہمت کسی میں نہ تھی۔ ادھر شاید اس کے کسی ماتحت نے بھی دیکھ لیا تھا جو چیخ چیخ کر باقیوں کو بلا رہا تھا۔ نوجوان نے سر گھما کر اطمینان سے اس شخص کی طرف دیکھا اور اسے کھینچ کر اس کی ٹانگیں ایک پہیے کے ساتھ رکھتے ہوئے اسی کی گاڑی میں گھسا، اگنیشن میں چابی گھمائی اور انجن سٹارٹ کر کے تیزی سے گاڑی کو ریورس کرنے لگا۔ ماحول فلک شگاف چیخ سے گونج اٹھا۔ غنڈوں کے باس کی ٹانگیں کام آ گئیں تھیں پہیے کے نیچے۔۔ یہ دیکھ کر غنڈے یوں دوڑے جیسے شادی پہ کھانا کھل گیا ہو۔۔

"اوہ۔۔۔ اس گاڑی میں تو ڈارلنگ بھی ہے۔۔۔" گاڑی بیک کرتے ہوئے اس کی غیر ارادی نظر پچھلی سیٹ پہ پڑی مشین گن پہ پڑی تو اس نے بریک پہ پاؤں رکھتے ہوئے کہا۔

پیچھے کی طرف جھک کر اس نے مشین گن اٹھائی اور اس کی میگزین چیک کی، بھری ہوئی میگزین دیکھ کر یوں اس کی باچھیں کھلیں جیسے شدید کنوارے کا رشتہ ہو گیا ہو۔۔

"یا خدا۔۔۔ آخر چنگیزی کی لاج رکھ ہی لی گئی۔۔" اس نے مشین گن

چومتے ہوئے کہا۔۔۔

تب تک غنڈے عمارت سے نکل کر احاطے میں آچکے تھے اور عام لوگ وہاں سے ویسے ہی ہٹ کر کھڑے تھے۔ اس نے شیشہ نیچے کیا، مشین گن کی نال کھڑکی پہ رکھ کر، اس کا دہانہ نیچے کرتے ہوئے ٹریگر دبا دیا۔ اگلے لمحے ہسپتال کا احاطہ گولیوں کی تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھا اور ساتھ غنڈوں کی فلک شگاف چیخیں اور چنگیزی کے ہذیانی قہقہے۔۔

عجیب سما تھا۔ ایک پاگل۔۔ کھونٹے سے کھل گیا تھا۔ وہ پاگل۔۔۔ جسے بہت عرصے سے اندھیرے میں رکھ کر باندھا گیا تھا۔۔ جسے جان بوجھ کر نہیں کھولا جاتا تھا۔۔ آج۔۔۔ وہ کھل گیا تھا۔۔ اور کھلا بھی تھا تو حشمت گردیزی کو بچانے کی خاطر۔۔ کھلا بھی تھا تو ہسپتال میں۔۔ اور کھلا بھی تھا تو کھلتے ہی چھ سات لوگوں کی بَلی چڑھاتے ہوئے۔۔ مشین گن کے اچانک رک جانے پہ وہ چونک کر ہوش میں آیا اور اگلے لمحے گاڑی غرا کر باہر کو لپکی۔

چنگیزی۔۔۔۔ کھل گیا تھا۔۔۔۔ اور اسے روکنے والا خود بے بس حالت میں تھا۔

* * *

کبیر، ثانیہ اور جبران۔۔تینوں سر جھکائے خاموش بیٹھے تھے۔ لارڈ نے سب کو ساحر سے ملنے سے منع کر دیا تھا۔ جبران جانتا تھا کہ ساحر کس ہسپتال میں ہے لیکن چیف کے منع کرنے پہ اس نے اس بات کا ذکر ہی نہیں کیا تھا۔ عباس کو چیف نے کسی کام پہ لگا دیا تھا جس وجہ سے وہ ان کے ساتھ موجود نہ تھا۔

چیف نے انہیں بتا دیا تھا کہ کچھ دن مصروفیت کے باعث ہو سکتا ہے وہ بروقت ان سے رابطے میں نہ آ سکے اور جب تک وہ باقاعدہ سیٹ پہ واپس نہیں آتا تب تک کبیر کو انچارج بنا دیا گیا تھا، اس سے زیادہ ہدایات نہیں دی گئی تھیں۔

"کچھ نہیں کرنا پھر؟۔" جبران نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"کرنا ہے۔۔ میں تو کروں گا۔۔کچھ کیا۔۔بہت کچھ۔۔ تم لوگ دیکھ لو۔۔ میں نہیں جانتا کہ چیف کاردعمل کیا ہو گا۔۔اس لئے تم لوگوں کو اپنی وجہ سے مصیبت میں نہیں ڈالنا چاہتا۔۔"کبیر نے کہا۔

"کریں گے تو ضرور لیکن اس طرح نہیں کہ بس منہ اٹھایا اور قتل عام کر کے واپس۔۔ پلاننگ سے اور سمجھداری سے۔۔" ثانیہ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہمارا پلانر تو بستر پہ پڑا ہے۔۔۔" جبران نے دکھی لہجے میں کہا۔

"تو کیا ہوا؟۔۔ ہم تینوں تو مل کر کچھ پلان کر سکتے ہیں۔۔"ثانیہ نے کہا۔

"ہم تین تو کیا دس بھی ہو جائیں تو اس جیسا پلان نہیں بنا سکتے۔۔" جبران نے منہ بنایا۔

"یہ ضروری تو نہیں کہ اس جیسا ہی پلان بنائیں۔ اور یہ مت بھولو کہ گرین سروس میں ہم بھی شامل ہیں، ایسا بھی نہیں کہ بالکل ہی زیرو ہوں ہم۔"ثانیہ نے منہ بنایا۔

"میں مسٹر بی کی اسسٹنٹ رضی سے ملا تھا۔میک اپ میں ہی گیا تھا۔

اس سے مسٹر بی سے ٹکرانے والے لوگوں کے متعلق بات چیت کی۔ اس نے بتایا کہ جب مسٹر بی کو گولی لگی اور نقلی روپ سنگھ وہاں سے فرار ہوا تو مسٹر بی نے اسے بھی وہاں سے نکلنے کا اشارہ کیا تھا اور جب وہ وہاں سے نکلی تو یوں نہیں کہ خالی ہاتھ نکل جاتی۔ اس نے جاتے جاتے بھی تلاشی لینے کی کوشش کی اور وہاں سے ایک کارڈ ملا۔ میں اس کارڈ کی تصویر بنالایا ہوں۔"

کبیر طویل سانس لیتے ہوئے متوجہ ہو کر بیٹھا جس کا مطلب تھا کہ وہ جوابی حملے کی پلاننگ کے لئے ذہنی طور پہ تیار ہے۔ یہ دیکھ کر باقی دونوں بھی متوجہ ہوئے۔

"ابھی تک ہم سلطان اور نشتر سے شروع ہونے والے اس قصے کو سمجھ نہیں سکے۔ ہر بار ایک نئ مصیبت گلے پڑ جاتی ہے، پہلے مسٹر بی اور اب ساحر کی حالت۔۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کتنی رسائی رکھتی ہے یہ تنظیم جس نے اتنا خونی جال پھیلا کر ہمیں سامنے لانے کی کوشش کی ہے۔ ہم ابھی تک اس تنظیم کے بارے میں کچھ نہیں جانتے اور جب تک ہم دفاع کرتے رہیں گے، ان کے بارے میں جان پانا بھی بہت

مشکل ہو گا۔ ہمیں قدم بڑھا کر حملہ کرنا ہو گا۔ ہمیں ساحر کو اپنی بیسا کھی نہیں بنانا کہ وہ ہو تبھی کچھ کیا جا سکتا ہے۔ اب ہم ان پہ حملہ کریں گے تا کہ وہ لوگ کھل کر سامنے آئیں اور جب وہ سامنے آئیں گے ہم رحم نہیں دکھائیں گے۔" کبیر نے کہا۔

"میں تمہاری بات سے متفق ہوں۔ اس بار ہمیں پہل کرنی چاہیے۔۔" ثانیہ نے کہا۔

"مگر کیسے ؟۔۔" جبران نے پوچھا۔

"میرے پاس جو کارڈ ہے وہ زیرِ زمین ایک شخص کا ہے، اس کا کھوج لگانا پڑے گا اس کے بعد کوئی نہ کوئی رستہ ضرور نکل آئے گا۔" کبیر نے کہا۔

"چیف چاہتا ہے کہ ہماری اصلیت پوشیدہ رہے، یہ بھی ہمارے لئے بہت اہم بات ہے۔ جذباتی ہو کر کہیں قدم نہیں اٹھانا کہ گرین سروس ہی خطرے میں آ جائے۔ ایک خفیہ تنظیم کو خفیہ ہی رہنا چاہیے۔ اس لئے ہمیں بہت سنبھل کر کام کرنا ہو گا۔۔" ثانیہ نے کہا۔

"بالکل ٹھیک ہے۔۔" کبیر نے سر ہلایا۔

"ساحر سے گپ شپ کے دوران ایک شخص کا نام سامنے آیا تھا روپ سنگھ کے حوالے سے۔ شہر کے جنوبی حصے میں ایک لوہے کا تاجر ہے۔ نواز کے نام سے مشہور ہے۔ وہ روپ سنگھ کا قریبی تھا۔ وہاں سے بھی پوچھ گچھ کی جا سکتی ہے۔" جبران نے کہا تو کبیر اور ثانیہ کی آنکھوں میں چمک ابھری۔

"ویری گڈ۔ یہ ہوئی نہ بات۔ براہِ راست کلیو کی تو بات ہی اور ہے۔ اب ایک نواز لوہے والا اور ایک رضی سے ملنے والا کارڈ۔ ہمارے پاس دو لنکس ہیں۔۔ کیا ارادہ ہے پھر؟۔۔" کبیر نے کہا۔

"میرے خیال سے نواز کی طرف کبیر اور میں چلے جاتے ہیں۔ کارڈ والے شخص کی نگرانی پہ جبران کو بھیج دیتے ہیں۔" ثانیہ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔ صرف نگرانی ہی کرنی ہے؟۔۔" جبران نے فوری بات مانتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔۔ ہیرو گیری نہیں کرنی۔۔ ناک کی پٹی اتری ہے، مکمل ٹھیک

نہیں ہوئی۔۔" کبیر مسکرایا تو وہ دونوں بھی مسکرائے۔

"اور ہم لوگ نواز کو چیک کرتے ہیں۔ کوشش یہی کرنی ہے کہ نگرانی کرتے ہوئے ان کا کمزور پوائنٹ ملے اور اس طرح سے کام کریں کہ شور شرابہ کم ہو اور فائدہ زیادہ۔۔" کبیر نے کہا تو دونوں نے اثبات میں سر ہلائے۔

*

جمال اور خرم اس عمارت کے سکیورٹی روم میں تھے جہاں پوری عمارت کے سکیورٹی کیمرے کنکٹ کئے گئے تھے۔ انہوں نے کرائم برانچ کا شناخت نامہ دکھا کر اس کمرے تک رسائی اور تنہائی، دونوں کام کئے تھے۔ اب وہ خرم اور زوبی کی آمد سے پہلے (پرانی ریکارڈنگ میں) اور پھر خرم کے نکلنے سے پہلے کی ویڈیو دیکھنے میں لگے تھے۔ جیسے ہی وہ شخص زوبی کو لے کر نکلا، وہ بجائے لفٹ کی طرف جانے کے ساتھ والے کمرے میں گھس گیا اور خرم کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔

ہوش سنبھالتے ہی باہر نکلنے کے بعد وہ تو کمرے سے نکل کر لفٹ اور پھر گراؤنڈ فلور اور پارکنگ کو ہی کھنگالتا رہا جبکہ وہ وہ زوبی کو لے کر نکلا ہی

نہیں تھا تب، زوبی ہی کیا۔۔۔ وہ دیکھ چکے تھے کہ فریحہ کو بے ہوش حالت میں اٹھا کر وہ اسی کمرے میں لے گیا تھا۔

جمال ہونٹ بھینچے سکرین پہ تبدیل ہونے والے مناظر دیکھ رہا تھا، اس کا دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا، نجانے کس بلا سے پالا پڑا تھا جو ایک قدم تو کیا، شاید ایک گلی۔۔۔ ایک سڑک ہی ان سے آگے سوچتا تھا۔

خرم کے نکلنے (پرانی ریکارڈنگ میں) کے بعد وہ کافی دیر تک خاموش بیٹھے رہے اور پھر خدا خدا کر کے اس کمرے کا دروازہ کھلا جس میں وہ شخص زوبی اور فریحہ کو لے کر داخل ہوا تھا، اس نکلتے دیکھ کر تو دونوں شاک سے کھڑے ہی ہو گئے۔۔۔ وہ اکیلا ہی نکلا تھا۔۔۔ نہ زوبی ساتھ تھی نہ ہی فریحہ۔۔۔ انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر سکرین کی طرف۔۔۔ وہ لفٹ سے گراؤنڈ فلور اور پھر پارکنگ میں نظر آیا جہاں سے ایک سیاہ رنگ کی نئے ماڈل کی کار میں بیٹھ کر وہ نکل گیا۔

"یہ۔۔۔ یہ کیا۔۔۔ وہ ان دونوں کو تو لے کر ہی نہیں گیا۔۔۔" خرم کے چہرے پہ حیرت ہی حیرت بکھری تھی جس کا دوسرا کنارہ ہی نہ تھا۔

"چلو دوسرے فلیٹ میں دیکھتے ہیں۔۔" جمال نے کہا اور تیزی سے باہر نکلے۔

ایک سکیورٹی کے شخص کو لے کر وہ لفٹ سے مطلوبہ فلور پہ پہنچے اور پھر تیزی سے فریحہ کے کمرے سے ملحقہ کمرے تک پہنچے۔ جمال نے دروازے کا ہینڈل گھمایا تو دروازہ مقفل تھا۔

"تمہارے پاس چابی ہے؟۔" جمال نے پوچھا۔

"ہے تو سہی۔۔ لیکن گارڈ روم میں۔۔" گارڈ واپس مڑا۔

"رہنے دو۔۔"

جمال نے کہا اور جیب سے مڑی ہوئی تار نکال کر تالے پہ جھک گیا۔۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھل گیا تھا اور گارڈ۔ عجیب سی نظروں سے جمال کی طرف دیکھ رہا تھا۔

جمال اور خرم بے چینی سے اندر گھسے اور گھوم کر سارا فلیٹ چیک کر لیا۔ خالی فلیٹ ان کا منہ چڑا رہا تھا۔ جمال سوچ میں ڈوب گیا اور پھر خفت سے اس کے چہرے پہ جھلاہٹ طاری ہو گئی۔

"الو کا پٹھا تھا۔۔۔" وہ بڑبڑایا۔

"سمجھ نہیں آرہی۔۔" خرم بھی بڑبڑایا۔

"ارے سامنے کی بات ہے۔ وہ اسی وقت دونوں کو لے کر نہیں نکلا۔ وہ محتاط تھا کہ اگر فوری دونوں کو لے کر نکلا تو پکڑا جا سکتا تھا۔ چکنی مچھلی ہے۔ وہ بعد میں آیا ہو گا اور لے گیا ہو گا دونوں کو۔۔۔ یا پھر اس کے علاوہ کوئی دونوں کو لے کر گیا ہے۔۔" جمال کے لہجے میں جھلاہٹ ٹھاٹھیں مار رہی تھی۔

"اب؟۔۔۔" خرم کا چہرہ سوالیہ نشان بنا ہوا تھا۔

"کیا کوئی یہاں سے بے ہوش افراد کو لے کر گیا ہے؟۔۔" جمال گارڈ کی طرف مڑا۔

"جی صاحب۔ ریسکیو کی گاڑیاں آئی تھیں۔ اس فلیٹ سے دو لڑکیاں لے کر گئے تھے۔ کہہ رہے تھے کہ ایک لڑکی کو بجلی لگی ہے اور دوسری لڑکی نے کال کر کے انہیں بلایا ہے۔ جب وہ لوگ پہنچے تو کال کرنے والی لڑکی بے ہوش ہو چکی تھی۔۔" گارڈ نے فوری تفصیل ہی بتا دی۔

"تو کیا اس فلیٹ میں کوئی لڑکی ہی رہتی تھی؟۔۔" جمال نے پوچھا۔

"جی صاحب۔۔ یہاں دو لڑکیاں رہتی ہیں۔۔ لیکن میں پریشان تھا کہ وہ دونوں تو دفتر گئی ہیں۔۔ اس وقت اپنے کمرے میں کیسے ہو سکتی ہیں۔۔ مگر میں اپنی پریشانی کسی کو بتا نہیں سکا۔۔" گارڈ نے کہا۔

"تم نے چہرے نہیں دیکھے ان لڑکیوں کے جب ریسکیو والے انہیں لے کر جا رہے تھے؟۔۔" خرم نے پوچھا۔

"نہیں صاحب۔۔ ریسکیو والوں نے ان کے پہ چادریں ڈال رکھی تھیں، عورتیں ہونے کی وجہ سے شاید۔۔۔" گارڈ نے کہا۔

"دھت۔۔ پہلے ہی بتا دیتے یہ سب۔۔ اتنی دیر سے کیمرے دیکھ رہے ہیں ہم۔۔" خرم نے کہا۔

"ہم نے کونسا انہیں بتایا تھا کہ کیا چیک کرنے آئے ہیں۔۔" جمال نے کہا تو گارڈز نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ریسکیو کی گاڑیاں ٹریک کرنی پڑیں گی اور پھر ان سے بات کرنی پڑے گی ہو سکتا ہے جعلی نمبر والی گاڑیاں بھیجی گئی ہوں۔ اصل ریسکیو والے

جانتے ہی نہ ہوں۔ " جمال نے موبائل نکالتے ہوئے کہا اور تیزی سے نمبر ملایا۔

"ریسکیو ہیڈ کوارٹر۔۔ "

"انچارج سے بات کروائیں۔۔ میں کرائم برانچ سے انسپکٹر جنید بول رہا ہوں۔۔ "اس نے بارعب لہجے میں کہا۔

"یس سر۔۔ "

"بابر سپکنگ۔ فرمایئے۔۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں جنید صاحب۔۔ " تھوڑی دیر بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"میں اس وقت امان بلڈنگ میں موجود ہوں۔ کچھ گھنٹے پہلے یہاں سے دو خواتین کو بے ہوشی کی حالت میں ریسکیو ٹیم لے گئی ہے۔ اس بارے میں معلومات درکار ہیں۔ "جمال نے نرم لہجے میں کہا۔

"انتظار کریں۔۔ میں چیک کرتا ہوں۔۔ "

جواب ملا اور خاموشی چھا گئی۔ وہ دوسرے فون پہ کسی سے ریکارڈ چیک کرنے کو کہہ رہا تھا۔ تقریباً دو منٹ اس کاروائی میں لگ ہی گئے۔

"جنید صاحب۔۔۔"

"جی بابر صاحب۔۔۔"

"ریسکیو ٹیم واقعی وہاں سے دو لڑکیوں کو لے کر آئی ہے جن میں سے ایک کو الیکٹرک شاک لگا تھا اور دوسری گر کر سر پہ ضرب لگنے کی وجہ سے بے ہوش تھی۔ انہیں سول ہسپتال میں ایڈمٹ کروادیا گیا تھا۔"

"کیا سول ہسپتال کے ایمر جنسی شعبہ کا نمبر ہے آپ کے پاس؟۔۔" جمال نے بے چینی سے پوچھا۔

"جی۔۔۔نوٹ فرمالیں۔۔"

"بہت شکریہ بابر صاحب۔۔۔اللہ حافظ۔۔"

نمبر خرم کے موبائل پہ درج کرنے کے بعد اس نے کہا اور خرم کا موبائل کان سے لگا لیا۔ کافی دیر بعد بھی کال اٹنڈ نہ ہوئی تو اس نے دوبارہ کال ملائی۔

"یس۔۔سول ہسپتال۔۔ایمر جنسی وارڈ۔۔"

"انسپکٹر جنید سپیکنگ۔۔کچھ گھنٹے پہلے ریسکیو ٹیم دو خواتین کو لے کر آپ کے پاس پہنچی تھی۔ ایک لڑکی کو الیکٹرک شاک لگا تھا اور ایک ویسے بے ہوش تھی۔۔ ان کے کیا حالات ہیں؟۔۔ ہمیں ایک کیس میں وہ مطلوب ہیں۔۔" جمال نے سخت لہجے میں کہا۔

"حیرت ہے۔۔ اتنی چالاک لگتی تو نہیں تھیں کہ ہر ادارے کو وہ مطلوب ہوں۔۔" دوسری طرف سے حیرت میں ڈوبی آواز سنائی دی۔

"کیا مطلب ہے آپ کا؟۔۔" جمال نے پوچھا۔

"جب انہیں ایڈمٹ کروایا گیا تھا اسی وقت پولیس انہیں ایمبولنس میں ڈال کر لے گئی تھی۔ انہوں نے فراڈ کیا تھا کسی سے۔۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور جمال کا ہاتھ میکانکی انداز میں نیچے گر گیا۔

دوسری طرف سے ہیلو ہیلو کی آوازیں سن کر خرم نے اس کے ہاتھ سے موبائل لیا اور بات کرتے ہوئے فلیٹ سے نکل گیا۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ واپس آیا تو اس کی حالت بھی جمال سے مختلف نہ تھی، گارڈ بس حیرت سے ان کو دیکھنے تک ہی محدود تھا، بیچارہ اور کر بھی

کیا سکتا تھا۔ انٹیلی جنس کے نامور سیکشن کا لیڈر اور اس کا نائب۔۔ دماغ کو گھومنے سے روکنے کی ناکام کوشش کر رہے تھے تو وہ کس کھیت کی مولی۔۔ بلکہ گارڈ تھا؟۔۔۔۔

"اتنا چالاک اور تیز بھی کوئی انسان ہو سکتا ہے۔۔؟۔۔" خرم کے منہ سے الفاظ پھسل گئے۔

"اگر یہ مجرم نہ ہوتا تو میں اسے ضرور ہیرو مانتا۔۔ مگر۔۔ میں اسے ہرا کر ہی رکوں گا۔۔" جمال نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"مگر کیسے؟۔۔ وہ زوبی اور فریحہ کو یوں لے کر نکلا ہے جیسے مکھن سے بال۔۔ کہیں کوئی کلیو نہیں چھوڑا۔۔" خرم سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔

"ایک کلیو ہے۔۔۔" جمال مسکرایا۔

"وہ کیا؟۔۔۔" خرم چونک گیا۔

"وہ خود جس کار میں گیا ہے۔۔ اس کو اگر ڈھونڈ لیا جائے تو وہ شخص بھی مل سکتا ہے۔۔" جمال نے کہا تو خرم اچھل پڑا۔

"ویری گڈ۔۔۔ یہ کام ہو سکتا ہے۔۔" خرم بھی چہکا۔

"کیمرہ روم چلو۔۔" جمال واپس مڑا، اس کی چال میں اعتماد تھا۔ تھوڑی دیر میں وہ گاڑی کا بار بار تفصیلی جائزہ لیتے ہوئے اس کے نمبر سے لے کر مختلف سراغ جمع کرنے میں کامیاب ہوگئے تھے اور پھر سکیورٹی کے عملے کا شکریہ ادا کرتے ہوئے عمارت سے نکل کر پارکنگ کی طرف چل دیئے۔

"اب رجسٹریشن آفس سے گاڑی کا پتہ کرتے ہیں اور کچھ لوگوں کو گاڑی تلاش کرنے پہ بھی مامور کرتا ہوں تاکہ جلد سے جلد یہ کام مکمل ہو۔ میرے ہاتھ میں اب کھجلی ہو رہی ہے اس عقل مند اعظم کو زوردار سلیوٹ پیش کرنے کے لئے۔ اس نے دماغ کے وہ خانے بھی روشن کر دیئے جو کافی عرصے سے بند پڑے تھے۔۔۔" جمال نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو خرم مسکرایا۔

* * *

متوسط درجے کے فلیٹ میں وہ دونوں سر جوڑے بیٹھے تھے، دونوں کے بشرے سکون سے عاری تھے۔

"سمجھ نہیں آرہی کہ اچانک کیسے آگ لگ گئی وہاں؟۔۔ اتنا قیمتی سامان تھا وہاں۔۔" ایک نے کہا۔

"جوالا نے کیا بتایا؟۔۔" دوسرے نے پوچھا۔

"اس نے آگ لگنے کا ہی بتایا اور پھر فون بند کر دیا۔ ابھی تک وہ کال اٹنڈ نہیں کر رہا۔۔ بیچارہ گھر بچا رہا ہو گا۔۔" پہلے نے جواب دیا۔

"شارٹ سرکٹ ہو گیا ہو گا۔۔" دوسرے نے کہا۔

"نہیں۔۔ وہاں بہت حساس سامان تھا جس وجہ سے شارٹ سرکٹ کے حوالے سے احتیاط برتی گئی تھی۔ یوں سمجھو کہ میری تمام کی تمام

صحافیت وہیں تھیں جو جل کر راکھ ہو گئی۔ اب نئے سرے سے کام کرنا پڑے گا۔۔" اس نے مایوس لہجے میں کہا۔

دروازے پہ دستک سن کر دونوں چونک گئے۔

"اس وقت کون آسکتا ہے؟۔۔" اس نے گھڑی دیکھتے ہوئے کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا۔

"کون ہے؟۔۔" اس نے اونچی آواز میں پوچھا۔

"پولیس۔۔ آپ کی مدد چاہیے سر۔۔" دوسری طرف سے کڑک آواز میں کہا گیا۔

"پولیس کو مدد۔۔۔" کہتے ہوئے اس نے درازہ کھولا اور سینے پہ لات کھا کر چیختا ہوا پشت کے بل دھڑام سے فرش پہ گرا۔

"اوہ شٹ۔۔۔" دوسرے کی آواز سنائی دی۔

"پوری قوم کو اس گھٹیا لفظ سے انسیت ہو گئی ہے۔ ہر وقت وظیفہ کرتی پھر رہی ہے اس لفظ کا۔۔۔" کمرے کے دروازے سے ایک لمبا تڑنگا نوجوان اندر داخل ہوا۔

"کک۔۔ کون ہو تم اور یہ کیا بد تمیزی ہے۔۔ مجھے کیوں لات مار کر گرا دیا۔" پہلا شخص اٹھتے ہوئے بولا۔

"گرے ہوئے تو تم پہلے ہی تھے، میں نے صرف ظاہری طور پہ بتایا۔" نوارد نے کمرے کا دروازہ بند کر چٹخنی چڑھائی۔

"کک۔۔ کیا کر رہے ہو۔۔۔ میں پولیس۔۔"

اس نے منہ کھولا ہی تھا کہ نوارد یکدم اس کے پاس پہنچا اور ایک زناٹے دار تھپڑ اس کے منہ پہ لگا۔۔ وہ گھوم کر اچھلا اور دیوار سے ٹکرایا۔ اس کے منہ سے تارے نکل کر زمین پہ پڑے تھے۔ تارے۔۔ سارے۔۔ زمین پر۔

"تت۔۔ تم۔۔۔" دوسرا ہکلایا۔

"چپ کر کے کھڑے رہو۔۔" وہ پلٹ کر غرایا اور دوسرا شخص لڑکھڑا کر صوفے پہ گرا اور ایسے جیسے ابھی ابھی آسمان سے کھجور تک پہنچا ہو۔

"ہاں تو صحافی صاحب۔۔ کھڑے ہو جائیں۔۔ مجھے آپ سے ضروری کام ہے۔" اس کی لات گھومی اور وہ شخص اس کے پاؤں کے ساتھ ہوا

میں بلند ہوا اور چیخ مار کر دور جا گرے۔

"کھڑے ہو جاؤ۔۔" وہ پھنکارہ۔

"کک۔۔۔ کیا چاہتے ہو تم؟۔۔" سرخ چہرے کے ساتھ وہ بول پڑا۔

اس کی حالت ایسی تھی کہ مار کھا کھا کر تنگ آ گیا ہو مگر استاد جی کہہ رہے ہوں۔۔ "کان پکڑ۔۔ کان پکڑ۔۔"

"جوالا نے رپورٹ نہیں دی۔۔۔" اس نے کہا تو وہ اپنی تکلیف بھول کر چونک گیا۔

"کیا مطلب؟۔۔"

"تمہاری صحافت آگ میں جلی نہیں۔ میرے پاس محفوظ ہے لیکن اس کی قیمت ہے۔۔" اس نے کہا۔

"کون سی صحافت؟۔۔" اس نے کہا تو نووارد اس کی طرف بڑھا۔

"جج۔۔ جان گیا۔۔ جان گیا۔۔ صحافت۔۔ میری۔ میں جانتا ہوں۔۔"

وہ اسے رکنے کا اشارہ کرتے ہوئے یوں پیچھے کو دوڑا جیسے کہہ رہا ہو۔

"ابو۔۔ آخری بار۔۔۔ معاف کر دیں۔۔ ابو۔۔ پلیز۔۔"

"کس کے کہنے پہ یہ سب کر رہے ہو؟۔۔" وہ غرایا۔

"وہ۔۔ مم۔۔ وہ۔۔۔" وہ شخص گھبرا گیا۔

"جاوید۔۔ کس کے کہنے پہ یہ سب کر رہے ہو؟۔۔" نوارد دھاڑا تو وہ شخص یوں کانپا جیسے جاڑے کا بخار ہو گیا ہو۔

"وہ۔۔ مم۔۔ بہت بڑے لوگ ہیں۔۔ وہ۔۔ مم۔۔ مجھے مار دیں گے۔" وہ ہکلانے لگا۔

"اور مجھے نہ بتایا تو میں ابھی مار دوں گا۔"

اس نے کوٹ کی جیب سے ایک خوفناک قسم کا بھاری پسٹل نکال کر جاوید پہ تان لیا۔۔ یہ دیکھتے ہی جاوید کا صوفے پہ بیٹھا دوست بے چینی سے پہلو بدلنے لگا۔ نووارد کوئی اور نہیں۔۔ سپارک تھا۔۔۔ چیف آف گرین سروس۔۔ وہ اکیلا ہی شکار کرنے نکل چکا تھا۔

"وہ۔۔ وہ ڈیلی انفو (Daily Info) ٹی وی چینل کے مینجر اشفاق نے۔۔" جاوید نے پسٹل دیکھ کر خشک ہونٹوں پہ زبان پھیری۔

"تم جھوٹ بول رہے ہو۔۔" اس نے سرد لہجے میں کہا اور انگلی ٹریگر کی طرف بڑھی۔

"مم۔۔میں سچ کہہ رہا ہوں۔۔ میرا یقین کرو۔۔" جاوید نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"اسے فون کر کے کنفرم کرواؤ۔۔"

"مم۔۔میں کیسے۔۔وہ۔۔میری بات۔۔"

"اسے بتاؤ کہ تمہاری صحافت جل گئی۔۔۔باقی میں دیکھ لوں گا۔۔" اس نے پسٹل سے لینڈ لائن فون کی طرف اشارہ کیا۔ جاوید مجرموں کی طرح سر جھکائے فون کی طرف بڑھا اور تیزی سے نمبر ملایا۔

"ڈیلی انفو۔۔۔"

"اشفاق صاحب سے بات کرواؤ۔ جاوید بول رہا ہوں۔ جاوید رانجھا۔۔ سپیشل رپورٹر۔۔" اس نے تیز لہجے میں کہا۔

"انتظار کریں۔۔"

"سپیکر۔۔" نوارد نے دھیمے لہجے میں کہا تو جاوید نے سپیکر کا بٹن دبا دیا۔

"کیا بات ہے جاوید؟۔۔" ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"سر۔۔ میرے سیف ہاؤس میں آگ لگ گئی۔ وہ سارا ریکارڈ جل گیا۔" اس نے کہا۔

"کیا کہا؟۔۔ تمہارا دماغ تو نہیں خراب۔۔ کیسے جل گیا ریکارڈ؟۔۔ اور تم فون پہ یہ بات کیوں کر رہے الو کے پٹھے۔۔ آفس آؤ جلدی۔۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور ٹھک سے فون بند ہو گیا۔

"اب؟۔۔۔" اس نے نوارد کی طرف دیکھا۔

"اب۔۔ بتاتا ہوں۔۔" وہ تیزی سے جاوید کے دوست کی طرف بڑھا اور اس کا پسٹل والا ہاتھ گھوم گیا۔ جاوید کا دوست چیخ مار کر صوفے پہ ایک طرف گرا۔

"یہ کیا کر دیا تم نے ۔۔ اس بیچارے نے کیا کیا تھا؟۔۔" جاوید ہذیانی انداز میں چیخا لیکن نوارد نے جواب نہ دیا۔

"تم اپنا منہ بند رکھو۔۔ اسے صرف بے ہوش کیا ہے، زیادہ چونچ کھولی تو

گولی مار دوں گا۔۔" اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ منافق نہیں، جو کہہ رہا ہے کر دے گا، جاوید پانی میں بھیگی بلی کی طرح سمٹ کر بیٹھ رہا۔

نوارد نے بیڈ شیٹ کی مدد سے اس کے دوست کو اچھی طرح باندھا، اس کے منہ میں کپڑا اٹھونس کر اسے بیڈ کے نیچے ڈال دیا۔

"جوالا کی رہائش گاہ پہ تم ایک انگریز کو لے جاتے رہے ہو، اس کے بارے میں بتاؤ۔۔۔"

اور جواب میں بغیر کسی ہچکچاہٹ کے جاوید کا دھانہ کھل گیا۔

"چلو۔۔۔" بات پوری ہونے پہ اس نے جاوید کو اشارہ کیا۔

"کک۔۔ کہاں؟۔۔"

"ڈیلی انفو کے آفس، میرے پاس وقت کم ہے، جلدی۔" اس نے اشارہ کیا۔

"مم۔۔ مگر۔۔ وہ۔۔"

"اگر زیادہ بحث کرو گے تو میں تمہیں ختم کر کے خود بھی وہاں پہنچ جاؤں

گا، اپنی زندگی اور مستقبل بچانا چاہتے ہو تو جو کہہ رہا ہوں کرو۔۔" اس نے کہا تو جاوید لمحہ بھر سوچنے کے بعد کھڑا ہوا۔

"گڈ۔۔" نوارد نے مسکرا کر کہا۔

*

جدید ماڈل کی سیاہ جیپ، ایک بڑے سے گودام کے دروازے سے اندر داخل ہوئی۔ گودام میں تاحد نگاہ لوہا ہی لوہا نظر آرہا تھا، اگرچہ اس کی شکلیں مختلف تھیں مگر تھا لوہا ہی۔۔ کہیں لوہے کے مختلف سائز کے راڈ تھے، کہیں چادریں جو دھاگے کی نلکی جیسی شکل میں لپیٹ کر بند کی گئی تھیں تو کہیں پائپ پڑے تھے۔ گودام کم از کم تین سے چار کنال پہ مشتمل تھا۔ لوہا کاٹنے کے لئے استعمال ہونے والی مشینوں کا شور تھا کہ کان کھائے جارہا تھا۔

داخلی دروازہ اتنا اونچا تھا کہ ایک جہاز آسانی سے گودام میں گھس سکتا تھا، جیپ تو گیٹ کے منہ میں زیرہ ثابت ہوئی اور جیپ گیٹ سے

دائیں جانب مڑ کر دفاتر کے طور پہ استعمال ہونے والی عمارت کی طرف بڑھ گئی۔ عمارت سے ذرا فاصلے پہ جیپ رکی اور ڈرائیونگ سیٹ سے اوور کوٹ اور ہیٹ پہنے ایک سرد شخصیت کا مالک نوجوان نکلا۔ اس کی شخصیت، لباس، نظر اور شاید سانسیں بھی سرد ہی تھیں۔ جیپ لاک کرتے ہوئے وہ عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ داخلی دروازے سے اندر داخل ہوتے ہی وہ کاؤنٹر پہ پہنچا۔

"نواز سے ملنا ہے۔۔" اس نے سرد لہجے میں کہا تو کاؤنٹر پہ موجود شخص نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے۔۔" وہ اس پہ چڑھ دوڑا۔

"یہ بدتمیزی نہیں لیکن۔۔۔ یہ ضرور بدتمیزی ہو سکتی ہے۔" نوجوان سرد لہجے میں غرایا اور اس کا ہاتھ گھوم گیا۔ تڑاخ کی آواز کے ساتھ وہ شخص الٹے قدموں دوڑتا ہوا پچھلے ستون سے ٹکرایا۔ اس کے گال پہ انگلیوں کے نشانات رہ گئے تھے۔

"تت۔۔تم۔۔۔"

اسی وقت فون کی گھنٹی بجی تو اس نے شعلہ بار آنکھوں سے اسے دیکھا اور ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔

"یس سر۔۔۔"

"کون ہے یہ شخص؟۔۔" دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"نہیں جانتا سر۔ اس نے آتے ہی کہا کہ نواز سے ملنا ہے جس پہ مجھے غصہ آیا اور۔۔۔۔۔۔" ۔۔۔ اس نے دھیمے لہجے میں کہا۔۔

"نواز۔۔۔ نام پوچھو اس کا جلدی۔۔" دوسری طرف سے چونک کر تیز لہجے میں کہا گیا۔

"مم۔۔ مگر سر۔۔"

"الو کے پٹھے۔۔ نام پوچھو جلدی۔۔" وہ چیخا۔

"س۔۔ سر۔۔ آپ کا نام؟۔۔" اس نے نوجوان سے پوچھا۔

"ہیرو۔۔۔" وہ بھوکے درندے کی طرح غرایا۔

"سس۔۔ سر۔۔ ان کا نام ہیرو۔۔۔ ہیرو ہے۔۔" اس بار کاؤنٹر پہ

موجود شخص بھی گھبرا گیا تھا۔

"اوہ۔۔اوہ۔۔اندر بھیجو۔۔جلدی بھیجو۔۔جلدی لے کر آوٗ۔۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور کال بند ہوئی۔

"سس۔۔سوری سر۔۔آئیں سر۔۔"کاوٗنٹر کے پیچھے سے نکلتے ہوئے وہ شخص ایک طرف کو بڑھا۔

ہیرو۔۔وہ خاموشی سے اس کے پیچھے چل دیا۔ اس کی آنکھوں میں اکتاہٹ ابھرتی ہوئی محسوس کی جا سکتی تھی۔ ابھی وہ راہداری میں ہی تھے کہ سامنے سے ایک گنجے سر والا درمیانے قد کا سمارٹ سا شخص تقریباً دوڑتا ہوا آتا نظر آیا تو کاوٗنٹر مین کے چہرے پہ حیرت کے ڈونگرے برسنے لگے۔ شاید وہ دوڑنے والا شخص کسی کو پہلی بار پروٹوکول دے رہا تھا اس لئے۔

"سوری سر۔ آئی ایم سوری۔۔کام کی زیادتی کی وجہ سے میں کاوٗنٹر پہ ہدایات نہیں دے سکا۔ سوری سر۔" پاس پہنچتے ہی وہ شخص شروع ہی گیا۔ اس کے چہرے پہ بوکھلاہٹ اور پریشانی بیک وقت رمبا سمبا رقص

کر رہی تھیں۔

"چھوڑو۔۔اگلی بار گولی سے بات کروں گا۔" ہیرو غرایا تو دونوں کے جسموں میں سرد لہر دوڑ گئی۔ کاؤنٹر مین کے تورو نگٹے انگڑائیاں لینے لگے تھے۔

"آئیں سر۔۔۔پلیز۔۔"

آنے والا شخص، جو یقیناً نواز تھا، بچھا چلا جا رہا تھا، ساتھ ہی اس نے کاؤنٹر مین کو واپس جانے کا اشارہ بھی کر دیا تھا۔ ہیرو اس کے ساتھ چلتا ہوا اس کے دفتر میں پہنچا اور ایک طرف موجود صوفے پہ ٹانگ پہ ٹانگ رکھ کر بیٹھ گیا۔

"سر۔۔آپ کچھ لیں گے؟۔۔" اس نے پوچھا۔

"جان کے علاوہ کچھ لینے کے موڈ میں نہیں میں۔۔۔رپورٹ دو۔"

"سس۔۔سوری سر۔۔میں رپورٹ لاتا ہوں۔" وہ گھبرا گیا۔

"زبانی بتاؤ۔۔" اس کے لہجے میں اکتاہٹ دوبارہ عود آئی تھی۔

"سر۔۔۔ نشتر کے قید خانے کی مکمل تفصیلات اور وہاں موجود ہمارے آدمیوں کے بارے میں کام مکمل ہو چکا ہے اب بس آخری ضرب لگانے کی دیر ہے جب بھی آپ کہیں۔۔ اس کے علاوہ سلطان اور نشتر جیسے چار بااثر افراد سے متعلق معلومات جمع ہو چکی ہیں، ان کے خلاف بلیک میلنگ کا مواد بھی اکٹھا ہو چکا ہے، دولت کی پیشکش پہ ہی وہ ڈھیر ہو گئے تھے پھر بھی ہم نے وہ مواد بیک اپ کے طور پہ محفوظ کر لیا ہے۔ اسلحہ سازی کی نئی فیکٹریاں تعمیر ہو چکی ہیں اور وہاں مطلوبہ سامان بھی پہنچ چکا ہے بس افرادی قوت کے لئے یتیم خانوں سے رابطہ کیا جا رہا ہے ۔۔وہ بھی دور دراز کے چھوٹے علاقوں سے تاکہ یہاں کسی کو بھنک نہ لگے۔" نواز نے کہا۔

"ان انتظامات کی مکمل تحریری رپورٹ موجود ہے؟۔۔" ہیرو نے پوچھا۔

"یس سر۔۔ میرے پاس موجود ہے۔۔" نواز نے کہا۔

"لے آؤ۔۔۔" اس نے کہا تو نواز اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اٹھ کر

عقبی طرف موجود کمرے میں گھس گیا اور تقریباً تین سے چار منٹ کئے بعد وہ ایک چھوٹا سا بریف کیس لئے برآمد ہوا اور وہ بریف کیس بڑے احترام سے ہیرو کے سامنے موجود شیشے کی میز پہ رکھا۔

"تمہارے علاوہ ہمارے کتنے کام کے آدمی ہیں یہاں؟۔" اس نے پوچھا تو نواز کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا، ہیرو نے ایک طرح سے اس کی تعریف کی تھی۔

"سر۔۔ باقی سب انڈر گراؤنڈ رہتے ہیں، سلطان اور نشتر کی وجہ سے مجھے ہی کھل کر کام کرنا پڑ رہا ہے ورنہ میں بھی خفیہ ہی تھا۔۔" اس نے کہا اور چند ایک بااثر افراد کے نام بتا دیئے۔

"تم جانتے ہو کہ ہم یہ سب کیوں کر رہے ہیں؟۔۔" ہیرو نے پوچھا۔

"یس سر۔۔ ہم اپنا ملک واپس حاصل کرنا چاہتے ہیں۔۔" نواز نے کہا۔

"گڈ۔۔ مجھے تمہاری وفاداری پسند آئی مگر شکل نہیں۔۔" ہیرو نے کہا اور نواز چونک گیا۔

"میں سمجھا نہیں۔۔"

اس نے اپنے کھولتے ہوئے خون کی تپش برداشت کرتے ہوئے چہرے پہ احترام ہی سجائے رکھا۔

"تم کھل کر کام کر رہے ہو اور بہت عرصے سے کر رہے ہو۔ اب سب انتظامات مکمل ہو چکے ہیں، اور تم ہر بات جانتے ہو، سارے انتظامات سے واقف ہو۔۔ تم نہیں جانتے لیکن تمہارے بارے میں ایک انتہائی خطرناک مقامی ایجنٹ کو پتہ ہے۔۔ اس کی ڈائری میں تمہارا نام درج تھا، وہ ایجنٹ تو مرنے والا ہے لیکن ہو سکتا ہے اس نے کسی سے ذکر کر دیا ہو اور وہ لوگ جلد یا دیر سے تم تک ضرور پہنچیں گے اور اگر وہ تم تک پہنچ گئے تو جو نئے انتظامات کئے ہیں ان تک پہنچ جائیں گے۔"

ہیرو نے کہا اور نواز نے بولنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ ٹرچ کی آواز کے ساتھ گولی اس کی ناک سے گھس کر سر کے عقب سے نکل گئی اور وہ دھڑام سے زمین پہ گرا۔ ہیرو لاپرواہی سے اٹھا اور بریف کیس پکڑ کر، لاش کو دیکھے بغیر اطمینان سے باہر نکلتا چلا گیا۔

اس نے اپنی طرف بڑھنے والے ایک اور خطرے کو بروقت ختم کر دیا

تھا۔۔ ایسا کلیو جس پہ کام کر کے گرین سروس اس تک پہنچنے والی تھی۔۔ وہ اس کی ناک سے گھس کر سر میں سے نکل گیا تھا۔۔ گرین سروس کے لئے بس دو سوراخ چھوڑ گیا تھا جس میں سے وہ لوگ تازہ ہوا بھی نہ لے سکتے تھے۔

★

"**مجھے** سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ کیا ہو رہا ہے سب۔۔ میں جانتا ہوں کہ وہ ملک کے لئے کام کرتا ہے لیکن ابھی کے اس کے لئے کسی نے کچھ بھی نہیں کیا۔" حشمت گردیزی۔۔ جو کہ ساحر کے والد ہونے کے ساتھ ساتھ ایک طرح سے اسکی والدہ کا رشتہ بھی نبھا رہے تھے، نے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔

"انکل۔۔۔ آپ پریشان نہ ہوں۔۔ وہ اب پہلے سے ٹھیک ہے۔ اس کی حالت بہتر ہو رہی ہے۔۔ اس کا بہت زیادہ خیال رکھا جا رہا ہے، ظاہر یہی کیا جا رہا ہے کہ اس کا آپ کے سوا کوئی نہیں۔۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کس ادارے میں ہے لیکن آپ نے دیکھ لیا ہے کہ آپ کو بھی مارنے کی

کوشش کی گئی ہے، ایسے میں اگر اس کا کوئی ساتھی سامنے آجائے اور مارا جائے تو ملک کا کتنا نقصان ہو گا۔" ان کے سامنے بیٹھے الجھے ہوئے بالوں والے نوجوان نے کہا۔

"چنگیزی بیٹا۔۔ اگر تم وقت پہ نہ آتے تو ہمیں تو شاید علم ہی نہ ہوتا کہ اس طرح کھلے عام کوئی حملہ کرنے کی تیاری میں ہے۔۔ سچ پوچھوں تو میرے سمیت تمام ملازم ویسے ہی سکتے کی حالت میں تھے۔۔"

"آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔۔ مجھے آپ کی حفاظت پہ ہی مامور کیا گیا ہے۔۔" اس نے مسکرا کر نیم پیلے دانت دکھائے۔

"مامور؟۔۔ کس نے؟۔۔" وہ چونک گئے۔

"یہ میں بھی نہیں جانتا۔۔ مجھے بس اتنا کہا گیا تھا کہ آپ کے آس پاس رہوں اور آپ کا خیال رکھوں۔۔ جس نے یہ کہا تھا اسی نے ساحر کے بارے میں اطلاع دی تھی۔۔ میں تو ساحر کے دشمن مارنے کو بے چین ہوں لیکن آپ کے ساتھ رہنا بھی ضروری ہے۔" اس نے سخت لہجے میں کہا۔

"میں جانتا ہوں تم چاروں کو۔۔ تم ایک دوسرے کے لئے ہی بنے ہو۔۔ ایسے دوست کم ہی ہوتے ہیں۔۔ اللہ تم چاروں کو سلامت رکھے۔" انہوں نے پیار سے کہا۔

"آمین۔"

چنگیزی کے منہ سے نکلا اور ساتھ ہی موبائل کے منہ سے گھنٹی نکل گئی۔ اس نے جینز کی جیب سے موبائل نکالا اور سکرین دیکھ کر چونک گیا۔

"ہاں۔۔" اس نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔۔ کہاں ملے گا وہ؟۔۔" اس نے دوسری طرف سے بات سن کر پوچھا۔

"اوکے۔۔ بہت شکریہ۔۔" کہتے ہوئے اس نے کال بند کی۔

"انکل۔۔ مجھے کچھ کام ہے۔۔ آپ مینشن سے مت نکلیے گا۔۔ جب بھی کہیں جانا ہو مجھے ضرور بتا دیجئے گا پلیز۔۔" اس نے اٹھتے ہوئے کہا اور اللہ حافظ کہتے ہوئے تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا باہر نکل گیا۔

"یہ کہیں وبال کھڑا کرنے جا رہا ہے۔۔ ساحر ٹھیک ہی کہتا تھا، یہ پارہ ہے ۔۔ تڑپتا رہتا ہے۔۔" وہ بڑبڑائے اور انٹر کام کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"زلفی کو میرے پیچھے مت بھیجئے گا۔۔ میں کسی خطرناک کام کے لئے نہیں جا رہا۔۔۔" دروازے سے جھانک کر اس نے کہا تو حشمت گردیزی چونک کر مسکرائے اور وہ باہر چلا گیا۔

"اور چالاک بھی۔۔" بڑبڑاتے ہوئے وہ کھڑے ہوئے، وہ واقعی زلفی کو اس کے پیچھے بھیجنے والے تھے۔

چنگیزی ۔۔ اس دوستی کا چوتھا اور بہت اہم ستون تھا۔ در حقیقت چنگیزی اس دوستانہ آرمی کا توپ خانہ تھا۔ بہت ہی تیز مزاج، ضدی اور اپنی دھن میں مگن رہنے والا شدت پسند شخص تھا۔ اس کا بیشتر وقت تجربے کرنے میں گزرتا تھا، اسے خنجر، تلواریں اور اس طرح کا دستی اسلحہ بنانے کا بہت شوق تھا، اس کے علاوہ وہ کالج کی سائنسی لیبارٹری کو اپنے حسنِ تجربات اور سیکھنے کی لگن میں دو بار آگ لگا چکا تھا۔۔۔ جس میں اس کے اپنے بال بھی کام آئے اور بہت عرصہ وہ سر پہ ایئر پورٹ

لئے گھومتا رہا۔

ایک طرف ساحر اور کبیر اور دوسری طرف چنگیزی اور جبران لنگوٹیے تھے، ایسے ہی کسی کیس میں ساحر کی ملاقات چنگیزی سے ہوئی تو ان کے درمیان دوستی ہو گئی اور جلد ہی ساحر کی ملاقات چنگیزی نے جبران سے کروائی۔ اس طرح سے چار دوستوں کا ایک گروپ بن گیا۔ ایک جیسی ذہنیت ، مقاصد اور تربیت کی وجہ سے جلدی ہی چاروں بہت قریبی دوست بن گئے۔ تب سے مختلف کیسز میں رضاکارانہ طور پہ یہ دوست مل کر کام کرتے آ رہے تھے۔، اس کے مزاج کی وجہ سے ساحر نے سب کچھ اس سے پوشیدہ رکھا ہوا تھا لیکن لارڈ۔۔ خود چنگیزی کو میدان عمل میں لے آیا تھا، اسی نے انجان شخص کے طور پہ چنگیزی تک تمام معلومات پہنچائی تھی۔

حشمت گردیزی پہ ہونے والے حملے کو ناکام کرنے کے بعد وہ ان کے پیچھے پیچھے نواب مینشن پہنچ گیا تھا اور اب پھر کسی کام کے لئے شہر جانے والا تھا۔ پورچ میں موجود اپنی نام نہاد کار میں سوار ہو کر وہاں سے

نکلتے ہی اس نے بٹن پریس کر کے سی ڈی پلائیر آن کیا اور اگلے لمحے گاڑی ملی نغموں سے گونج اٹھی، ملی نغمے سننا اسے بہت پسند تھا اور دردناک آواز میں ساتھ ساتھ خود بھی نغمے پڑھنے کی بیماری تھی۔ یہ الگ بات تھی کہ نغموں کے ساتھ ساتھ کار اپنی حالت پہ نوحہ کناں تھی۔

کار شہر سے نکلتی ہوئی ساحل سمندر کی طرف رواں تھی، جیسے جیسے ساحل سمندر سے قرب بڑھ رہا تھا، چنگیزی کی آنکھیں چنگاریاں نکالنے لگی تھیں اور عجیب سی دیوانگی طاری ہو رہی تھی۔ جلد ہی وہ ایک دو منزلہ عمارت کے سامنے موجود تھا جس کے ماتھے پہ الریاض کیفے لکھا تھا۔ چنگی نے کار کیفے کے سامنے موجود کھلی پارکنگ میں روکی اور ساتھ والی سیٹ الٹ دی۔

ہموار سطح کے ظاہر ہونے پہ اس نے مخصوص جگہ پہ مخصوص انداز میں انگوٹھے سے دبایا تو سرر کی آواز کے ساتھ لوہے کی مضبوط چادر ہٹتی چلی گئی۔ اس کے نیچے ایک بڑا سا باکس تھا جس میں دو خانے تھے۔ ایک میں

مختلف سائزوں کے خنجر اور باریک سوئیاں تھیں تو دوسرے میں سائلنسر لگے دو پسٹل اور چند ایک گرنیڈز۔ ایک طرف چمڑے کا بٹوہ نما بیگ پڑا تھا۔

چنگیزی نے ہونٹوں پہ زبان پھیرتے ہوئے خنجر جیبوں میں منتقل کئے اور پسٹل کے علاوہ دو گرنیڈ بھی جیب میں ڈالے۔ چمڑے کا بٹوہ کھول کر اس میں سے ڈھیر سارے کارڈز نکالے اور دیکھتے دیکھتے ایک کارڈ چُن کر بٹوہ بند کیا، پھر باکس بند کر کے سیٹ سیدھی کی اور ہنکارہ بھرتے ہوئے باہر نکلا۔ کار لاک کرتے ہوئے وہ کیفے کی طرف چل دیا۔ کاؤنٹر پہ پہنچ کر اس نے جیب سے وہی کارڈ نکالا جو بٹوے میں سے نکالا تھا۔

"اوہ۔۔ یس سر۔۔ لفٹ کے ذریعے بیسمنٹ میں۔۔ آج کا کوڈ نیلا پنچھی ہے۔" کاؤنٹر گرل نے مودبانہ انداز میں کہا تو چنگیزی سر ہلاتے ہوئے لفٹ کی طرف چل دیا۔ لفٹ کی مدد سے وہ بیسمنٹ میں پہنچا اور راہداری سے گزرتے ہوئے دوسری طرف کھلنے والے اکلوتے دروازے کو کھولا اور شور کا طوفانِ بدتمیزی یوں اس کی طرف لپکا جیسے

غریب پہ مسائل کا بوجھ۔

اپنے پیچھے دروازہ بند کرتے ہوئے وہ ہال میں تھرکتے اجسام کو دیکھتے دوسری طرف بڑھ گیا۔ اس کے بٹوے میں ایسی تمام جگہوں کے ممبر شپ کارڈز رکھے تھے جہاں وہ فارغ وقت میں گھس جاتا تھا تاکہ بوقت ضرورت ان جگہوں کو استعمال کیا جا سکے۔ اس وقت وہ ہال کے ایک کونے میں بنے کیبن کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"کہاں چل دیئے؟۔۔" ایک بھاری جسم کے شخص نے اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اسے روکا۔

"لانگ مین سے ملنا ہے۔۔" خود کو قابو میں رکھتے ہوئے اس نے کہا۔

"باس تم سے کیوں ملے گا بھلا۔۔۔" اس شخص نے منہ بنایا۔

"اس لئے۔۔" وہ پھاڑ کھانے والے لہجے میں بولا اور اس کی ٹانگ گھوم کر اس شخص کی ٹانگوں کی درمیان لگی اور وہ چیخ کر درد سے دوہرا ہوا ہی تھا کہ چنگیزی کی کہنی اس کی ٹھوڑی پہ یوں لگی کہ اس کا چہرہ چھت کی

طرف ہوا اور ساتھ ہی چنگیزی کا دوسرا ہاتھ حرکت میں آیا اور اس کا مکہ سامنے والے کی تنی ہوئی گردن پہ لگا اور وہ لہرا کر پشت کے بل زمین پہ گرا۔۔۔ ہجوم تو اپنی کاروائیوں میں مگن تھا، کسی کو خبر نہ ہوئی کہ کیا ہوا لیکن کیبن کا دروازہ دھماکے سے کھلا اور ٹھائیں کی آواز کے ساتھ خاموشی۔۔۔ اور پھر چیخیں بلند ہوئیں۔ یہ الگ بات تھی کہ کیبن کا دروازہ کھلتے ہی چنگیزی جسم کو رول کرتے دوسری طرف لڑھک گیا تھا اور پھر ٹرچ کی آواز کے ساتھ کیبن کے دروازے میں کھڑے شخص کے ہاتھ سے پسٹل نکلا اور شائیں کی آواز کے ساتھ ایک خنجر اس کی بائیں آنکھ میں گھسا اور وہ چیخ کر اچھلا، پشت کے بل زمین پہ گرا۔۔۔ ہال میں مکمل خاموشی چھا گئی تھی۔

"میوزک چلاؤ۔۔۔" چنگیزی نے ہاتھ میں پسٹل گھماتے ہوئے کہا اور اگلے لمحے ہال زندہ ہوتا چلا گیا۔

چنگیزی تیزی سے کیبن کی طرف بڑھا اور اپنے جسم کو اندر کھینچتے اس شخص کی پنڈلی پہ پاؤں رکھ کر دبایا تو اس کے منہ سے گالیاں اور درد

ایک ساتھ بر آمد ہوا۔

"ڈیوڈنائٹ۔۔ کون ہے؟۔۔"چنگیزی دھاڑا۔

"مم۔۔ میں نہیں جاتا۔ الو کے پٹھے چھوڑ دو مجھے ورنہ کتے کی موت مرو گے۔"کانے شخص نے خون آلود چہرے سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔۔۔"چنگیزی نے کہا اور کوٹ کی جیب سے خنجر نکالا سامنے کی زبان کھلنے سے پہلے ہی اس نے خنجر ران میں گھسا دیا۔

ایک بلند چیخ کی ساتھ چنگیزی کے آباؤ اجداد کو گھسیٹ کر باہر نکالنے لگا اور چنگیزی۔ اس کے ہونٹوں پہ سفاک مسکراہٹ۔ اس کا ہاتھ گھوما اور خنجر ران سے نکل کر اس کے پیٹ میں گھسا۔ اور پھر سے چیخ ابھری۔

"ڈیوڈنائٹ کون ہے۔۔۔"

"مم۔۔۔ مم۔ میں نہیں بتاؤں گا۔۔" اس نے ہونٹ فیصلہ کن انداز میں دانتوں میں جکڑے۔

"اوکے۔۔۔"چنگیزی نے کہا اور خنجر پیٹ سے نکل کر گھوما، اس کا ایک

کان کٹ کر فرش پہ جا گرا۔۔۔ چنگیزی کا ہاتھ بلند ہوا۔۔

"وو۔۔ وہ۔۔ وہ۔۔ سمگلر ہے۔۔ اس کا ایک چھوٹا سا سٹیمر ہے۔۔ فاسٹ ہوٹل۔۔ فف۔۔ فف۔۔۔ "اس کا سر ایک طرف لڑھک گیا۔

"بہت شکریہ۔۔۔ "چنگیزی نے دانت نکالے اور خنجر اس شخص کی شہ رگ کاٹ گیا، ٹھائیں کی آواز کے ساتھ چنگیزی کے کان کی لو سلگ اٹھی۔۔ وہ لڑھک کر دیوار سے لگا۔۔۔ اس کی نظریں سامنے ہجوم کی طرف اٹھیں اور پھر ہاتھ جیب میں۔۔ ایک گرنیڈ نکال کر اس کی پن کھینچی اور ہال کے ایک کونے میں پھینک دیا۔۔ دھائیں کی آواز کے ساتھ کانوں میں سیٹی گونج گئی اور سب یوں گرے جیسے قیامت آ گئی ہو۔۔ وہ اٹھا۔۔ پسٹل ہاتھ میں منتقل کئے اور دروازے کی طرف دوڑ لگا دی۔

* * *

کبیر کی کار جہازی سائز کے گیٹ سے اندر داخل ہوئی تو وہ چونک گئے۔ سامنے ایمبولنس کے علاوہ پولیس کی گاڑیاں بھی موجود تھیں۔ کبیر اور ثانیہ نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"یہ کیا؟۔۔ مجھے لگتا ہے ہمیں دیر ہو گئی۔۔" ثانیہ نے کہا۔

"لگتا تو ایسا ہی ہے۔۔" کبیر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"کرائم برانچ کے کارڈز استعمال کرنے پڑیں گے۔۔"

ثانیہ نے کہا تو کبیر نے اثبات میں سر ہلایا، ثانیہ نے ڈیش بورڈ کھولا اور دو کارڈ، چیک کر کے نکالے۔

کار کو خالی جگہ روک کر وہ نیچے اترے اور عمارت کے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

"جناب۔۔ اندر داخلہ منع ہے۔۔" ایک سپاہی نے انہیں روکا تو کبیر نے ثانیہ سے کارڈ پکڑ کر سپاہی کو تھما دیا۔

"اوہ۔۔ سر۔۔ یس سر۔۔"

سپاہی نے سلیوٹ جھاڑا اور اندر جانے کے لئے رستہ دیا۔ کبیر اس سے کارڈ لے کر آگے بڑھ گیا۔

"جائے وقوعہ کس طرف ہے؟۔۔" کبیر نے مڑ کر اس سے پوچھا۔

"سر۔۔ راہداری میں پانچواں کمرہ ہے۔۔" سپاہی نے کہا اور کبیر اثبات میں سر ہلا کر راہداری میں آگے بڑھ گیا۔ پانچویں کمرے کے سامنے سپاہی موجود تھے جنہوں کارڈ تھمائے گئے تو وہ کارڈ لے کر اندر چلا گیا اور

تھوڑی دیر بعد ایک انسپکٹر کے ساتھ واپس آیا۔

"آفیسر۔۔۔ آپ کا ایک سیدھے سادھے قتل سے کیا تعلق ہے؟۔۔"

انسپکٹر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کاغذی کاروائی۔۔۔ آفیسر۔۔" ثانیہ مسکرائی تو انسپکٹر بھی مسکرا دیا۔۔

"خوش آمدید۔۔۔" اس نے ثانیہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔۔۔ آپ کے منہ سے رالیں بہہ رہی ہیں۔۔" کہتی ہوئی ثانیہ اندر گھس گئی۔

"رالیں۔۔اوہ۔۔ش۔۔" اس نے الٹے ہاتھ سے منہ صاف کرنے کی کوشش کی۔

"کہاں ہیں رالیں۔۔۔صاف تو ہے منہ۔۔اوہ۔۔۔بے عزتی۔۔" وہ غرا کر واپس مڑا۔

کبیر اور ثانیہ اندر داخل ہوئے۔ سامنے صوفے پہ ایک لاش تھی، کبیر تیزی سے لاش کی طرف بڑھا اور ناک میں اضافی سوراخ دیکھ کر اس کی نظر سامنے والے صوفے پہ گھوم گئی۔ ثانیہ کمرے کا جائزہ لینے میں مصروف ہو گئی تھی۔ کمرے اور لاش کا مکمل جائزہ لینے کے بعد وہ عملے

کی طرف مڑے۔

"انسپکٹر یہاں کون آیا تھا آخری بار؟۔۔" کبیر نے نرم لہجے میں کہا۔

"جس کی رالیں بہہ رہی تھیں۔۔۔" انسپکٹر نے جل کر کہا تو ثانیہ کا قہقہہ بلند ہوا۔

"اور اُس کا نام؟۔۔" کبیر بھی مسکرا دیا تھا۔

"ہیرو۔۔۔" ایک طرف کھڑے کاؤنٹر مین کے منہ سے نکلا تو انسپکٹر نے گھور کر اسے دیکھا۔

"ہیرو۔۔۔ اس کا حلیہ تو بتاؤ ذرا۔۔" کبیر نے کہا تو کاؤنٹر مین نے نہ صرف حلیہ بتایا بلکہ اپنے ساتھ ہونے والی ساری کاروائی بھی بتا دی۔

"جب وہ واپس جا رہا تھا تو خالی ہاتھ تھا کیا؟۔۔" کبیر نے پوچھا۔

"نہیں جناب۔۔۔ اس کے پاس ایک بریف کیس تھا۔۔ وہ نواز صاحب کا بریف کیس تھا۔"

"یہاں کیمرے لگائے گئے ہیں؟۔۔" ثانیہ نے پوچھا تو کبیر نے اثبات

میں سر ہلایا جیسے وہ بھی یہی پوچھنا چاہتا ہوں۔

"جی میڈم۔۔ راہداری میں ہیں، کمروں میں نہیں۔" اس نے کہا۔

"اوکے۔۔ ہمیں ریکارڈنگ دیکھنی ہے۔۔" کبیر نے کہا تو کاؤنٹر مین نے پولیس انسپکٹر کی طرف اجازت طلب نگاہوں سے دیکھا۔

"پہلے مجھ سے پوچھا تھا جو اب مکھن لگا رہے ہو۔۔ جاؤ۔۔" انسپکٹر نے منہ بنایا۔

"بہت شکریہ آفیسر۔۔۔" کبیر نے خوشدلی سے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"پریشان نہ ہوں۔۔ یہ کیس آپ کا ہی ہے، ہم بس کاروائی ہی کر رہے ہیں۔" کبیر نے دھیمے لہجے میں کہا تو انسپکٹر کی باچھیں یوں کھلیں جیسے بارش میں پرنالہ۔ کبیر، ثانیہ اور کاؤنٹر مین باہر نکل گئے۔

"ریکارڈنگ سے حلیہ، بیگ کی پہچان، اس کی چال اور، پھر اگلا کام شروع ہو گا۔۔ ماننا پڑے گا کہ کوئی تیز کھوپڑی ہے اس معاملے کے پیچھے،

درست وقت پہ سب کچھ سمیٹ کر نکل گیا۔۔" کبیر نے کہا تو ثانیہ مسکرائی۔

"جب ساحر پلاننگ کر کے کام کرتا ہے تو دشمن بھی یہی سوچتا ہو گا، ساحر کی کمی محسوس ہو رہی ہے۔۔" ثانیہ نے کہا۔

"وہ ہے ہی ایسا کہ اس کی کمی ہر شخص محسوس کرتا ہے۔۔ لیکن کیا کریں۔۔" کبیر نے مسکرا کر کندھے اچکائے۔

"سنو۔۔۔ مجھے ان سے ملنا ہے۔۔ ایک دوست نے کارڈ دیا تھا لیکن میں جانتا نہیں کہ یہ کس کا ہے۔۔" پارکنگ میں کار روک کر نیچے اترتے ہی جبران نے پارکنگ بوائے سے پوچھا۔

"یہ تو باس کا ہے۔۔" پارکنگ بوائے نے سہمے ہوئے انداز میں کہا۔

"گھبراؤ مت۔ میں نے باس سے ملنا ہی ہے، تمہارے بارے میں بات نہیں کروں گا۔" جبران نے کہا، ساتھ ہی جیب سے دو بڑے نوٹ نکال

کر اسے تھما دیئے۔

"یہ باس۔ جیکب کا ہے۔ وہ تہ خانوں میں بیٹھتے ہیں لیکن اس وقت نہیں ملیں گے۔" لڑکے نے جواب دیا۔

"اس وقت کہاں ملیں گے جیکب صاحب؟۔۔" جبران نے ایک اور نوٹ اسے تھمایا۔

"اس وقت وہ گولف کلب جاتے ہیں۔۔ بیسٹ گولف کلب۔۔ ایسٹ گراؤنڈ میں۔۔" لڑکے نے ہونٹوں پہ زبان پھیرتے ہوئے نوٹ پکڑا۔

"جیکب کی کار کا نمبر؟۔۔" ایک اور نوٹ اور کار کا نمبر بھی مل گیا۔

"اب تم یہ بات چیت بھول جاؤ گے۔۔" جبران نے تنبیہہ کرتے ہوئے کہا اور لڑکے کے اثبات میں سر ہلانے پہ وہ واپس کار میں بیٹھا اور کار کلب کے احاطے سے باہر نکل کر سڑک پہ دوڑنے لگی۔

* * *

وہ ایک کالونی میں کھڑے تھے جو شہر کے مرکز سے تقریباً بیس منٹ کے فاصلے پہ تھی۔ جمال نے اپنے ذرائع استعمال کرتے ہوئے اس جگہ کا پتہ لگایا تھا۔ "تو یہ ہے وہ عمارت جس میں وہ کار آتی جاتی ہے۔" جمال نے دو منزلہ عمارت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

رجسٹریشن آفس سے انہیں پتہ چلا تھا کہ گاڑی کا نمبر نقلی ہے جس وجہ سے انہیں گاڑی ڈھونڈنے کے لئے بہت بھاگ دوڑ کرنی پڑی جس کے نتیجے میں وہ اب اس عمارت سے کچھ دور کھڑے تھے۔

"ہمیں دیر نہیں کرنی چاہیے۔۔" خرم نے کہا۔

"بالکل۔۔میں اندر جاتا ہوں، تم باہر رکو اور میرے کاشن کا انتظار کرو۔ کال پہ رہنا، ساتھ ساتھ پتہ چلتا رہے گا۔۔ دیکھیں تو سہی کہ یہ بھی کوئی جال ہے واقعی ہم لوگ اس تک پہنچ گئے ہیں۔" جمال نے مسکرا کر کہا اور خرم نے اثبات میں سر ہلایا۔

جمال تیزی سے سڑک پار کرتے ہوئے اس عمارت کی طرف بڑھا اور عمارت سے پہلے ہی ایک گلی مڑ کر اس عمارت کے عقب کی طرف چل دیا۔ عقبی طرف دیوار تو زیادہ اونچی نہ تھی لیکن اس پہ خار دار تاریں تھیں، تاروں میں فاصلہ ایڈجسٹ کر کے وہ نکل سکتا تھا لیکن وقت تھا دن کا۔۔۔ ایسے میں اگر کوئی اس طرف نکل آتا تو جمال کے لئے مشکل ہوتی مگر۔۔اس کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا تو اس نے ایک بار گلی کا جائزہ لیا اور پھر تھوڑا پیچھے ہٹ کر دوڑ کر اچھلا۔ دیوار سے لٹکتے ہی اس نے تیزی سے اپنا جسم اوپر کھینچا اور جلد ہی وہ دیوار پہ لگے پائپ کر پکڑ کر پاؤں کے بل بیٹھا۔۔ بلکہ لٹکا ہوا تھا کیونکہ تاروں کی وجہ سے وہ دیوار پہ بیٹھ تو نہ سکتا تھا۔ اس نے نچلی تار پہ پاؤں رکھا اور اوپری تار کو ایک ہاتھ سے

اوپر کی طرف کھینچ کر رستہ بنایا اور کھسک کر تاروں میں سے دوسری طرف نکل گیا۔ کھسکتے ہوئے اس کا کوٹ تار سے اٹک گیا اور اس نے پیار سے کوٹ اور تار کو الگ کرنا چاہا لیکن شاید انہیں پیار ہو گیا تھا۔۔ جدا ہونے کے حق میں ہی نہ تھے۔۔ مجبوراَاس نے کوٹ کو کھینچا اور دردناک جدائی میں کوٹ کا ایک حصہ انجام کو پہنچا۔

اس نے پائپ چھوڑا اور پنجوں کے بل اندر کود گیا۔ عمارت دیوار سے سات آٹھ فٹ ہی دور تھی۔ وہ جھک کر دوڑتا ہوا عمارت کی دیوار کے پاس پہنچا اور موبائل نکال کر خرم کے نمبر پہ کال ملائی، پھر موبائل جیب میں ڈال کر وہ دیوار کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے عمارت کے فرنٹ پہ پہنچا۔ ہر طرف گہری خاموشی تھی جیسے عمارت خالی ہو۔

"لگتا ہے عمارت خالی ہے۔۔" وہ بڑبڑایا۔

وہ تیزی سے مرکزی دروازے کی طرف بڑھا، دروازہ مقفل تھا۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور مڑی ہوئی تار نکال کر تالے سے زور آزمائی شروع کر دی اور جلد ہی دروازہ کھولتے ہوئے وہ اندر داخل ہوا۔ کمروں

کے دروازے مقفل نہ تھے، چیک کرتے ہوئے جیسے ہی اس نے تیسرے کمرے کا دروازہ کھولا تو چونک گیا۔

"ویلکم مسٹر جمال یاور۔۔۔"

آواز سن کر اس کے جسم میں سرد لہر دوڑتی چلی گئی۔ اس کی طرف پشت کئے کوئی صوفہ پہ بیٹھا چائے پی رہا تھا، اس کے چوڑے کندھے جسمانی مضبوطی کی نشانی تھے۔ جمال نے تیزی سے پسٹل نکالا۔

"گولی مارنے میں کوئی حرج نہیں، اگر تمہیں وہ لڑکیاں مل چکی ہوں تو۔۔۔"

اس نے چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے کہا، یوں لگ رہا تھا جیسے وہ عقبی طرف ہونے والی ہر حرکت کو بخوبی دیکھ رہا تھا۔ جمال محتاط قدم اٹھاتا ہوا اس کے سامنے پہنچا۔ یہ وہی سرد آنکھیں تھیں جنہیں وہ فریحہ کی رہائشی بلڈنگ کے کیمرے میں دیکھ چکا تھا۔

"کون ہو تم؟۔۔" جمال غرایا۔

اس نے آنکھیں اٹھا کر جمال کو ایک نظر دیکھا، جمال کو اپنے جسم میں چیونٹیاں رینگتی محسوس ہوئیں، آنکھوں میں عجیب سی وحشت اور سرد پن تھا۔۔۔ مگر۔۔۔ بغیر کوئی جواب دیئے وہ دوبارہ چائے پینے لگا۔

"میں تم سے پوچھ رہا ہوں۔۔" جمال دوبارہ بولا۔

فون کی گھنٹی سن کر دونوں چونک گئے، چائے پینے والے شخص نے تپائی پہ رکھا اپنا موبائل اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

"خبر دار کوئی حرکت کی تو۔۔" جمال نے ایک قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"آرام سے کھڑے رہو۔۔" وہ جمال پہ الٹ پڑا اور جمال۔۔ وہ لمحہ بھر کے لئے اس کا لہجہ اور انداز۔۔ سن اور دیکھ کر سُن ہو گیا۔۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے جمال اس کا ملازم ہو۔۔ جمال کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔

"ہیرو سپیکنگ۔۔۔۔"

اس کی سرد آواز جمال کو سوچ کی بھنور سے واپس کھینچ لائی۔ جمال نے تو خرم سے ایویں ہی کہا تھا کہ اگر زوبی اور فریحہ کو اٹھانے والا مجرم نہ ہوتا تو جمال اسے اس کی ذہانت کی وجہ سے "ہیرو" نام دیتا۔ یہاں تو سچ مچ اس کا نام ہیرو تھا۔۔ مگر تھا وہ۔۔ ایک خطرناک ولن۔۔ جمال نے ہونٹ بھینچ لیے۔

"اوکے۔۔۔" اس نے کہا اور کال بند کر کے موبائل تپائی پہ رکھا۔

"بیٹھو۔۔۔" اس نے جمال سے کہا۔

"تم کھڑے ہو جاؤ۔۔" جمال نے منہ بنایا۔

"تم اپنی ٹیم کی واپسی نہیں چاہتے؟۔۔" ہیرو نے پوچھا۔

"ہم اس سروس میں شہید ہونے کے لئے ہی آتے ہیں۔۔ تم اپنی بات کرو۔"

"گڈ۔۔ تو بھاڑ میں جاؤ۔۔ تین شہید سمجھو۔۔ تم دو رہ گئے۔۔ اکھاڑ لو جو اکھاڑنا ہے۔۔" اس نے چائے کا آخری گھونٹ بھرتے ہوئے کہا۔

جمال عجیب نظروں سے اس سرد مزاج انسان کو دیکھ رہا تھا جس کے سر پہ موت کھڑی تھی اور وہ ایسے بیٹھا تھا جیسے سینٹ کے اجلاس میں بیٹھا انجوائے کر رہا ہو۔ جمال ۔۔ مجبوراً ہونٹ کاٹتے ہوئے سامنے پڑے صوفے پہ ٹک رہا۔

"اگر تم اپنی ٹیم کی زندہ سلامت واپسی چاہتے ہو تو میرے دو کام کرنے پڑیں گے۔" ہیرو نے لاپرواہی سے کہا۔

"میں تمہارا غلام نہیں ۔۔" جمال غرایا۔

"ہاں ۔۔ جانتا ہوں ۔۔ لڑکیاں میرے پاس پہلے سے محفوظ ہیں اور جس سورما کو تم کال پہ سب سنوا رہے ہو اسے بھی میرے لوگ اٹھا چکے ہیں ۔۔ اگر تم یہ کام نہیں کرو گے تو میں خرم سے سودا کروں گا۔ وہ لڑکیوں کی جان، عزت کی خاطر یہ کام کرے گا ۔۔۔ اور ضرور کرے گا ۔۔ لیکن تم زندہ نہیں رہو گے۔" ہیرو کا ایک ایک لفظ جمال کے دماغ پہ برس رہا تھا۔

"خ ۔۔ خرم بھی ۔۔" جمال کے منہ سے پھسلا۔

"میری کار کا نمبر درست تھا۔۔ مجھے علم تھا کہ میری کار کو ڈھونڈنے کے لئے تم رجسٹریشن آفس ہی رابطہ کرو گے، اس لئے کافی دنوں سے رجسٹریشن آفس والوں کو خرید رکھا ہے میں نے۔ انہوں نے جان بوجھ کر تمھیں کہا کہ نمبر نقلی ہے۔۔ تا کہ تم میرے جاننے والوں کے خلاف نہ نکل پڑو۔۔ اگر تمھیں میری کار کے مالک کی معلومات مل جاتیں تو مشکل ہوتی۔۔ لہذا تمھیں ٹریپ کرنے کا پلان پہلے دن سے میرے ذہن میں تھا۔۔ رجسٹریشن آفس سے تمہارے بارے میں علم ہوا کہ تم میری کار کی تلاش میں ہو، اس کے بعد میں نے اُس کار کو سڑکوں پہ گھمایا اور آخر کار یہاں لا کھڑا کیا۔۔ تا کہ تم دونوں کو ٹریپ کر سکوں۔۔ یہ نہ تو میرا ٹھکانہ ہے نہ لڑکیاں یہاں ہیں۔۔ خالی کوٹھی اور چائے کا سامان۔ مجھے رکنا پڑا۔" ہیرو نے ٹانگ پہ ٹانگ رکھتے ہوئے کہا۔

"تت۔۔ تم۔۔ تم بہت چالاک۔۔"

"سیکشن فائیو کے لیڈر کا یوں ہکلانا اور وہ بھی ایک مجرم کے سامنے۔ مانا کہ میں ہیرو ہوں۔۔ لیکن۔۔ تم۔۔ تم زیادہ ہی کمزور ہو۔۔"

جمال کیا جواب دیتا۔ وہ چپ چاپ اسے گھورے جا رہا تھا، اس شخص نے ہر قدم پہ اسے مات دی تھی، ہر قدم پہ اس سے آگے۔۔ بہت آگے رہا تھا اور شاید اب بھی وہ جمال کے ذہن سے بہت آگے کی سوچ کر بیٹھا تھا جس کا جمال کو گمان بھی نہیں تھا۔

"کیا چاہتے ہو؟۔۔" جمال کے منہ سے نکلا۔

"لارڈ۔ نامی کوئی بندہ ہے۔۔ کون ہے یہ شخص اور کس ادارے سے ہے؟۔۔" ہیرو بولا۔

"میں نہیں جانتا۔۔"

"میری بات پوری ہونے دو۔۔" ہیرو کی آنکھوں میں ناگواری کے تاثرات ابھرے۔

"مجھے اس بارے میں کہیں سے بھی پوچھ کر بتاؤ۔۔ یہ سرکاری عہدیدار ہے۔ میرے لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ تم ان کے خلاف کام کر رہے ہو جبکہ میں دیکھ چکا ہوں کہ تم میں دم ہے۔۔ لیکن کم ہے۔ میرے لوگ

اس غلط فہمی میں وہ ایک نام نظرانداز کر گئے ۔۔لارڈ۔۔ مجھے لارڈ چاہیے۔۔اس کی ایک خفیہ ٹیم بھی ہے، مجھے ان کے نام اور ایڈریس کے علاوہ ان کی تمام مصروفیات کی لسٹ چاہیے۔" ہیرو نے کہا۔

"بھاڑ میں جاؤ تم۔۔" جمال غرایا اور پسٹل کا رخ ہیرو کی طرف کیا۔

"یہاں جو بھی آتا ہے اس کا اسلحہ جام ہو جاتا ہے۔۔"

ہیرو نے پر اعتماد لہجے میں کہا اور جمال نے حیرت سے پسٹل کی طرف دیکھا، یہی اس کی غلطی تھی۔ چائے کی خالی پیالی اڑتی ہوئی اس کے ہاتھ پہ لگی اور پسٹل والا ہاتھ جھٹکے سے دوسری طرف ہوا اور درمیان میں پڑا میز اڑتا ہوا جمال پہ گرا، جمال چیختا ہوا صوفے سمیت عقبی طرف گرا۔ پسٹل اس کے ہاتھ سے نکل کر پرے گرا تھا اور پھر ٹرچ کی آواز کے ساتھ وہ مزید دور ہوتا چلا گیا۔

"جب بتایا تھا کہ یہ میرا اڈہ نہیں تو یہاں کیسے ایسا انتظام ہو سکتا ہے کہ پسٹل جام ہو جائے۔۔بیوقوف۔۔" ہیرو نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

جمال اچھل کر کھڑا ہوا اور نفرت سے ہیرو کی طرف دیکھنے لگا، اچانک اس کے چہرے پہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

"تمھیں کیا لگتا ہے کہ میں بغیر بیک اپ کے یہاں گھس آیا ہوں؟۔۔" اس نے کاٹ دار لہجے میں کہا۔

"تم بیک اپ کے عادی ہی نہیں۔۔" ہیرو نے چونک کر کہا لیکن اس کا دماغ رفتار پکڑ چکا تھا۔

"ہاں۔۔ عادی نہیں ہوں لیکن میں نے سوچا کہ ذرا عادت کو ایک طرف رکھ کر کام کیا جائے اس بار۔۔" وہ مسکرایا۔

"تم جھوٹ بول رہے ہو۔۔" ہیرو غرایا۔

"تھوڑی دیر تک پتہ چل جائے گا۔۔" جمال نے اطمینان سے سینے پہ ہاتھ باندھتے ہوئے کہا۔

"اور تب تک میں تمھیں گولی مار دوں گا۔۔" ہیرو نے پسٹل سیدھا کرتے ہوئے کہا۔

"شوق سے۔۔۔ کیونکہ اس سے اتنا ہی فائدہ ہوگا کہ میں تمہارے رستے سے ہٹ جاؤں گا۔۔ مگر یہاں سے نکلنا اب تمہارے بس میں نہیں۔۔" جمال نے قہقہہ لگایا۔

"تو اب تک حملہ کیوں نہیں ہوا؟۔" ہیرو نے آنکھیں سکوڑتے ہوئے پوچھا۔

"بس ایک منٹ اور۔۔۔" جمال مسکرایا۔

"میرے لئے ایک منٹ کافی ہے۔۔"

ہیرو نے کہا اور جمال بوکھلا کر جھکا، کیونکہ بات پوری ہونے سے پہلے ہی ہیرو نے ہاتھ میں پکڑا اپسٹل پوری قوت سے جمال کو دے مارا تھا۔۔ جیسے ہی جمال بوکھلایا، ہیرو نے یوں دوڑ لگائی جیسے گاڑی اچانک پہلے سے پانچویں گئیر میں چلی گئی ہو اور جمال کو لیتا ہوا دروازے سے ٹکرایا۔۔ اور دھماکے کی آواز کے ساتھ جمال کے ذہن میں رنگ برنگے ستارے چمکے۔

*

ڈیلی انفو (Daily Info) ٹی وی چینل کے مینجر اشفاق سے ملنے کے لئے انہیں دس منٹ انتظار کرنا پڑا۔

"سر آپ کو سپیشل روم میں بلا رہے ہیں۔" کاؤنٹر گرل نے جاوید کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

جاوید نے سہمی ہوئی نظروں سے اپنے ساتھ آئے شخص (سپارک) کو دیکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے مینجر کے شیشے کے کیبن سے گزر کر عقبی طرف بنے کمرے میں گھستے چلے گئے۔

"یہ کون ہے تمہارے ساتھ؟۔۔" بڑی سی میز کے پیچھے ناک پہ چشمہ ٹکائے ایک گنجے مگر موٹے شخص نے جاوید کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"اپنا آدمی ہے سر۔۔۔" جاوید نے کہا۔

"اپنا آدمی؟۔۔ کیا مطلب ہے تمہارا؟۔۔ اسے یہاں لانے کی اجازت کس نے دی تمہیں۔ دفع کرواسے باہر۔ پہلے ہی موڈ خراب ہے میرا۔" اشفاق نے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے غصے سے کہا۔

"دروازہ اندر سے بند کر کے بیٹھو جاوید۔۔" سپارک نے کہا۔

"کون ہو تم؟۔۔۔ تم جانتے نہیں میں کون ہوں؟۔۔" اشفاق چشمے کے اوپر سے غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔

"جانتا ہوں۔۔ لیکن میں وہ الفاظ استعمال نہیں کر سکتا جس سے تمہاری مکمل تعریف کی جا سکے۔۔ تمہیں بلیک میلنگ کا کام کس نے دیا ہے؟۔۔" سپارک نے غرا کر کہا تو اشفاق سکتے میں آگیا۔

"ب۔۔۔ بلیک میلنگ۔۔۔ تت۔۔ تمہارا دماغ تو نہیں خراب۔۔ تم جانتے بھی ہو کس پہ الزام لگا رہے ہو۔" وہ کمزور آواز میں احتجاجاً چیخا۔

"ایک ایسے ٹی وی چینل کے مینجر سے جسے پیسے سے غرض ہے، نہ

صحافت سے، نہ ملک سے ، نہ اخلاقیات سے اور نہ ہی اپنی عزت سے۔۔" سپارک کا لہجہ سخت سے سخت ترین ہوتا چلا گیا۔

جاوید تو سپارک کی حرکات دیکھ چکا تھا جس وجہ سے چپ چاپ بیٹھا، مینجر کی کلاس لگنے کا مزہ لے رہا تھا۔

"میری بات کان کھول کر سن لو۔۔ تم جس ادارے سے بھی ہو۔۔ مجھے دھمکا نہیں سکتے۔۔ ایک منٹ میں دھجیاں اڑا دوں گا تمہارے ادارے کی۔۔ ایک خبر کی مار ہو تم۔۔" اشفاق سنبھل گیا تھا۔

"میں ایک خبر کی مار نہیں۔۔ ہاں اگر سننے والوں کی عقل ایک خبر کی مار ہے تو اس کو کوئی بھی نہیں بدل سکتا۔۔ لیکن تم۔۔ تم ضرور حساب دو گے۔" اس نے کہا اور پھر بجلی کوندی۔

اس نے درمیانی میز پہ ہاتھ رکھا اور اور قلابازی کھاتے ہوئے اس کی دونوں پیر جڑتے ہوئے اشفاق کے چہرے پہ پڑے اور وہ کرسی سے سمیت دھپ سے زمین پہ گرا۔۔ چینخنا کیا تھا۔۔ اس کے حواس ہی ساتھ

چھوڑ گئے تھے، منہ سے فوری خون جاری ہو گیا اور زبان۔۔ جس نے فساد مچایا ہوا تھا۔۔ دانتوں نے غصے میں آکر اسے جکڑ لیا تھا۔

اس کے گرتے ہی سپارک پہنچ گیا اور اور اشفاق کی گردن اس کی آہنی گرفت میں آگئی اور وہ لگا تڑپنے۔

"کس کے کہنے پہ بلیک میلنگ کا کام کر رہے ہو؟۔۔۔" وہ اس کے چہرے پہ جھکتے ہوئے غرایا۔

"وہ۔۔۔مم۔۔غ۔۔یخ۔۔" سپارک نے اس کی گردن پہ دباؤ کم کیا۔

"نام بتاؤ ورنہ جان سے جاؤ گے۔۔"

"سیٹھی۔۔گلفام سیٹھی۔۔ " اس کے منہ سے بلااجازت الفاظ پھسلنے لگے۔

"تفصیل بتاؤ۔۔۔" سپارک نے اس کی گردن چھوڑتے ہوئے کہا۔

"پپ۔۔پانی۔۔۔"اس نے گلا مسلتے ہوئے کہا تو جاوید خود ہی تیزی سے اٹھا اور ایک طرف موجود تپائی پہ پڑے جگ میں پانی گلاس میں ڈالا اور

اشفاق کی طرف بڑھ گیا۔ جب وہ پانی پی چکا تو سپارک نے اسے اشارہ کیا کہ کرسی پہ بیٹھ جائے اور خود بھی ایک کرسی گھسیٹ کر اس کے قریب بیٹھ گیا۔

"مجھے تفصیل سے بتاؤ۔۔ پوری تفصیل۔۔"

"کک۔۔ کام کی خبریں تو ہوتی نہیں آج کل۔۔ خبر بنانی پڑتی ہے ورنہ اخراجات ہی پورے نہیں ہوتے۔۔ اسی وجہ سے میرا رابطہ سیٹھی سے ہوا۔ سیٹھی نے مجھے خطیر رقم کی آفر دی اور پھر بلیک میلنگ کے لئے ہر منصوبہ بناتا۔ میرا کام صرف ایک مرغے کو بھیجنا ہوتا تھا۔۔ جو ان منفی مناظر کی تصویریں اور ویڈیو بنا کر لے آتا۔۔ ان مناظر کو کیمرے میں قید کرنے کے لئے بہت رازداری برتنی پڑتی تھی۔۔ سیاستدانوں کو لبھانے کے لئے ہم نے لڑکیاں رکھی ہوئی تھیں اور لوہا گرم دیکھ کر ہم چوٹ دے مارتے تھے۔ اس سارے سین میں صرف سیاستدان پرایا ہوتا باقی سب ہمارا سیٹ ہوتا تھا۔ اس سلسلے میں بہت محنت کرنی پڑی تھی ہمیں۔۔ ایسا لوگ بھی ملے جو گناہ کی طرف راغب نہ ہوتے تھے

ان کے لئے پھر گناہ کو سنوار کر پیش کرتے ہوئے ان کی ذہن سازی کی جاتی اور پھر وہ دام میں آجاتے تھے۔ بہت عرصے سے ہم یہ سٹاک بنا رہے تھے، اب جا کر کام مکمل ہوا اور میں نے سیٹھی کو گرین سگنل گیا۔" اس نے ہانپتے ہوئے تفصیل بتائی، مگر آہستہ آہستہ وہ سنبھل بھی رہا تھا۔

"تمہارا اخلاقیات سے کوئی رشتہ ہے یا نہیں؟۔۔" سپارک نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"جناب۔۔ جب میں اس پیشے میں آیا تھا تو اخلاقیات سے آنکھیں بند کرنے کا حلف اٹھا کر آیا تھا۔۔" اس نے ڈھٹائی سے جواب دیا۔

"تم جانتے ہو اس میں ملک کا کتنا نقصان ہے؟۔۔" وہ غرایا۔

"ملک۔۔ ۔بس ایک کھانے کی پلیٹ ہے، جس کے ہاتھ جتنا اور جو لگتا ہے اسے کھا لینا چاہیے۔۔ ملک اور اس طرح کی جذباتی باتیں ہم کاروباری لوگ نہیں سوچتے۔۔" اس نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"تمہارے جیسے لوگ اپنے ہاتھ سے اپنا گھر جلا کر اس خوشی میں رہتے ہیں کہ روشنی خوب ہے۔۔" اس نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"ارے۔۔ آپ بھی آ جاؤ صاحب۔۔ جلنے دو۔۔ روشنی ہونے دو۔۔ اپنا حصہ لو اور چلتے بنو۔۔ کیا پتہ کل ہونا ہو۔۔" مینجر چال بازی پہ اتر آیا تھا۔

"میں تمہارے ساتھ جڑ سکتا ہوں۔۔ لیکن اس کی قیمت ہو گی۔"

"میں جانتا ہوں ہر انسان کی ایک قیمت ہے۔۔ تم منہ کھولو۔۔" اس نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"وہ تمام نام جو اس کالے کرتوت میں تمہارے ساتھ ہیں۔۔ میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

"تم کتنے کالے مارو گے۔۔ ہر دفتر سے کالا نکلا گا۔۔" سپارک کی نرمی کی وجہ سے اس کی مینجری جاگ اٹھی تھی۔

"مطلب؟۔۔۔"

"ارے میرے بھولے بادشاہ۔۔ گلی میں ریڑھی والا چاٹ بیچنے کیوں آتا ہے؟۔۔" اس نے پوچھا۔

"بکتی ہے اس وجہ سے۔۔" سپارک نے کہا۔

"تم نے آج تک دیکھا کہ لوگ نے خبریں سننا چھوڑ دیا ہو؟۔ کیا واقعی ریڈی میڈ خبروں سے ان کا بھلا ہوا ہے؟۔ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ سب جھوٹی خبریں ہیں لیکن بریکنگ نیوز کے لئے وہ بھی بیٹھے رہتے ہیں۔ ارے ان کی مشکلات بڑھ گئی ہیں۔ غریب، دہاڑی لگانے والا خبریں سن سن کر مرنے والا ہو گیا ہے۔۔ وہ وزیرِاعظم کو مشورے دینا چاہتا ہے۔ حجام کا استرہ گاہک کی گردن پہ ہوتا ہے، نظر نیوز کاسٹر اور کان اس کی آواز پہ۔۔ خبر۔۔ دھڑکن بن رہی ہے۔۔ یہ وہ فلم ہے جو چلتی ہی رہتی ہے۔ یہاں جو اپنے والدین کی نہیں سنتا، جو بیوی بچوں کا نہیں، جو اپنے بچوں سے بات نہیں منوا سکتا۔۔ وہ ہر بندہ مبصر ہے۔۔ اور انہیں تبصرہ کرنے کے لئے مواد چاہیے۔۔ وہ ہم مہیا کرتے ہیں۔۔ اگر سچ بولنے لگ جائیں تو سولی نہ چڑھ جائیں۔۔ سچ اور ایماندار۔۔ کتابوں میں

اچھی لگتی ہے۔۔بس۔۔ عمل میں آجائے تو کیچڑ ہی کیچڑ نصیب ہوتی ہے۔ "

"بھاشن کی ضرورت نہیں۔۔نام۔جاوید نام لکھو تم۔۔۔" سپارک نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بتادیتاہوں۔۔اس سے فرق نہیں پڑے گا۔۔ایک ہٹ گیاتو سولائن میں لگے ہیں۔۔" اس نے منہ بنایا اور نام بتانے شروع کئے اور جاوید لکھتا چلا گیا۔

"تم سے مل کر بالکل بھی اچھا نہیں لگا۔۔" سپارک نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھا۔۔۔ کٹک کی آواز کے ساتھ ہی وہ ہاتھ جھاڑتا ہوا مڑا۔

"تت۔۔ کیا تم نے مار ڈالا اسے۔۔۔" جاوید بوکھلاتے ہوئے کھڑا ہوا۔

"سیٹھی کے پاس چلو۔۔" وہ لاپرواہی سے باہر نکلتا چلا گیا اور جاوید آنکھیں پھاڑے وہیں کھڑا تھا اور پھر جھر جھری لے کر مڑا۔

"طوفان ہے یہ شخص۔۔" وہ بڑبڑایا۔

جمال کی آنکھ کھلی تو بہت سے چہروں کو خود پہ جھکے ہوئے پایا، اس نے ہڑبڑا کر اپنا جسم سمیٹا اور چند لمحوں میں وہ ہوش و حواس کے دائرے میں تھا۔ اس کا ہاتھ بے اختیار سر کے عقب میں پہنچا کھوپڑی ایک جگہ سے اونچی ہو گئی تھی۔

"وہ۔ ہیرو۔۔ وہ کہاں ہے؟۔" جمال نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سر۔ یہاں آپ کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔۔ آپ بھی بے ہوش تھے۔۔ خرم صاحب بھی باہر موجود نہیں۔" ایک چست لباس میں ملبوس شخص نے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟۔۔" جمال نے حیرت سے سر گھما کر آس پاس دیکھتے ہوئے کہا۔

جمال واقعی بیک اپ کا عادی نہیں تھا لیکن اس بار اس نے احتیاط برتی تھی اور ہیر و سے نظر بچا کر اس نے بیک اپ پہ موجود لوگوں کو کال کر دی تھی۔۔ یہ کال بھی پرانے موبائل کے Speed Dial فنکشن کی وجہ سے ممکن ہو پائی تھی جس میں صرف ایک ہندسہ تھوڑی دیر دبا کر رکھنے سے مخصوص کیا گیا نمبر ملا جاتا تھا۔

جمال کو اچھی طرح یاد تھا کہ وہ اور ہیر و آپس میں بات چیت کر رہے تھے اور اچانک ہی ہیر و نے اس پہ پسٹل دے مارا اور جمال اس سے بچنے کے لئے جھکا تھا، اس کے بعد کیا ہوا۔۔ اسے بھی یاد نہیں تھا۔ شاید ہیر و اسے لیتے ہوئے دروازے سے ٹکرایا تھا اور پھر جمال کا سر دروازے کے کونے پہ مارا گیا تھا جس وجہ سے وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔

لیکن سوال یہ تھا کہ ہیر و۔۔ یہ نا تو اس کا اڈہ تھا کہ کوئی خفیہ تہ خانہ ہوتا اور نہ ہی وہ کسی کے سامنے نکلا تھا تو وہ گیا کہاں؟۔۔ ظاہر وہ اپنے منصوبے میں پورا کامیاب نہ ہوا تھا اور اس بار جمال نے اس کی دانت کھٹے کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔۔ ہیر و کا رویہ اور زیادہ کام اکیلے

کرنے کی وجہ سے یہ ممکن ہوا تھا۔۔ وہ شاید مغرور بھی تھا۔۔ جمال نے سر جھٹکا کر سوچوں کو بھگایا۔

"تم نے تہ خانہ ڈھونڈنے کی کوشش کی؟۔۔"

"یس باس۔۔ یہاں تہ خانہ نہیں ہے۔۔ آس پاس سے بھی پوچھ، دیکھ لیا ہے اور جب سے آپ عمارت میں ہیں، ہمارے لوگ باہر موجود ہیں۔ اس عمارت سے ابھی تک کوئی ذی روح باہر نہیں نکلا۔"

"میں جانتا ہوں کہ تم لوگ بہت چوکس رہ کر کام کرتے ہو مگر ۔۔ ہیرو۔۔ وہ آفت ہے۔۔ وہ گیا تو گیا کہاں؟۔۔" جمال نے سوچ میں ڈوبتے ہوئے کہا، ظاہر ہے ماتحت کیا جواب دے سکتے تھے۔

"تمہارا کوئی آدمی تو باہر نہیں گیا یہاں سے؟۔۔" جمال نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں باس۔۔ میں جانتا ہوں کہ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔۔ اول تو یہ کہ ہمارا کوئی آدمی باہر ہی نہیں گیا۔ دوسرا اگر کوئی ہمارے آدمی کے

روپ میں جاتا تو بھی پکڑا جاتا، ہمارے درمیان مخصوص اشارے کوڈز کے طور پہ رائج ہیں۔۔"

"اس عمارت کی چھت بھی باقی چھتوں سے الگ ہے۔۔وہاں سے بھی کوئی رستہ نہیں۔۔" جمال نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

ماتحت اس کے پیچھے پیچھے تھے۔ اس نے گھوم کر ساری عمارت کا جائزہ لیا اور پھر عمارت سے نکل کر لان میں پہنچا۔ اس نے گھوم پھر کر ساری عمارت، لان، سب کچھ چھان مارا لیکن کوئی بھی سراغ ہاتھ نہ لگا۔ اس کے چہرے پہ پریشانی کے بادل گھنے ہونے لگے۔ اس کا پورے کا پورا سیکشن غائب تھا۔۔۔لیڈر تھا تو پریشان ہونا تو بنتا ہی تھا۔

"اوہ۔۔ایک جگہ رہ گئی۔۔"

جمال تیزی سے لان کی طرف دوڑا اور ماتحت بھی حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے دوڑ پڑے کہ رہ تو کچھ بھی نہیں گیا۔ کیا

صاحب کا دماغ چل۔۔۔۔؟۔

جلد ہی وہ سب تھم گئے۔ ان کے قدموں میں سیمنٹ کا بنا ایک ڈھکن تھا۔ جس کی حالت ظاہر کر رہی تھی کہ اسے تازہ تازہ حرکت نصیب ہوئی ہے۔ یہ گٹر لائن کا مین ہول تھا۔ ڈھکن کی حالت دیکھتے ہی جمال کی آنکھوں میں چمک ابھری۔

"وہ یقیناً گٹر میں اترا ہے، یا تو کہیں چھپا ہو گا جو کہ ممکن نہیں کیونکہ گٹر کے زہریلی گیس میں یہ ہو نہیں سکتا۔ پھر وہ چلتا رہا ہو گا۔ کہیں قریبی مین ہول میں سے نکلا ہو گا یا بے ہوش ہو کر گٹر میں ہی۔ تمہارے پاس گیس ماسک ہیں؟۔" وہ پرجوش انداز میں بولتے بولتے مڑ کر

ماتحت سے مخاطب ہوا۔

"یس باس۔۔ ہیں۔۔"

"گڈ۔ تین چار لوگ گٹر میں اتر کر جائزہ لیں گے، باقی، جہاں جہاں مین ہولز ہیں وہاں پہنچیں اور ڈھکنوں کی حالت دیکھیں۔۔ علاقے میں اپنے

لوگ پھیلا دو۔ اگر وہ کسی رستے گٹر سے نکلا بھی تو اس کی حالت سے پتہ چل جائے گا۔ اگر ایک بار وہ نکل گیا تو ہاتھ نہیں آئے گا۔ جلدی۔" جمال نے تیز لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا اور خود بھی خارجی گیٹ کی طرف بڑھتا چلا تھا۔

اگلے دو سے تین منٹ تک جمال کی ہدایات پہ عمل شروع ہو چکا تھا، انہوں نے علاقے کو گھیرے میں لینے کے لئے مزید لوگ بلوائے تھے۔ سب کی توجہ گٹر سے نکلنے والے شخص کو تلاش کرنے پہ مرکوز ہو چکی تھی۔ ساتھ ہی ساتھ جمال نے اس کا حلیہ بھی بتا دیا تھا۔

سب کے اس عمارت سے نکلنے کے تقریباً دس منٹ کے بعد ایک ڈبل صوفے میں حرکت پیدا ہوئی اور صوفہ ایک طرف سے زمین سے اٹھا۔ اس کے نیچے سے ہیرو بر آمد ہوا۔ ازلی سر دپن۔ اور لاپرواہی کے ساتھ۔ صوفے کے نیچے سے نکل کر اس نے موبائل نکال کر نمبر ملایا۔

"ہیرو سپیکنگ۔۔"۔۔ اس کی آواز سے ظاہر تھا کہ اسے شکست دینا ممکن نہیں۔۔ سرد۔۔ جسم کو بے چین کرنے والی آواز۔

جمال کو بے ہوش کرنے کے بعد، وہ لان میں پہنچا تھا، وہ جمال کے لہجے سے ہی سمجھ گیا تھا کہ جمال سچ کہہ رہا ہے، اور ایسی صورت میں باہر نکلنا بہت مشکل ہوتا۔۔ اس کی رستہ ڈھونڈتی نظریں گٹر کے ڈھکن پہ پڑیں اور آنکھیں سکڑ گئیں۔۔۔ اس نے ڈھکن کو ہلانے تک ہی خود کو محدود رکھا تاکہ ایسا محسوس ہو کہ ڈھکن ہٹا کر کوئی شخص گٹر میں اترا ہے۔۔ اور خود۔۔ واپس اسی کمرے میں پہنچا جہاں جمال بے ہوش پڑا تھا۔۔ اس نے چھپنے کے لئے جمال کے قدموں کے پاس پڑا صوفہ چنا۔

پسٹل تھامے وہ صوفہ الٹا کر اس کے نیچے گھس گیا۔۔۔ اور انٹیلی جنس کو گٹر میں گھسا دیا تھا۔

* * *

سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی سن کر اس نے تیزی سے ریسیور اٹھایا۔

"سردار سپیکنگ۔۔۔"اس کے منہ سے غراہٹ نکلی۔

"سردار۔۔باس ہیرو کے بارے میں رپورٹ دینی تھی۔۔" مودبانہ آواز سنائی دی۔

"بولو۔۔۔" سردار کے چہرے پہ معنی خیز مسکراہٹ تھی جیسے امتحان سے پہلے پیپر لیک ہونے پہ طلبا کے چہرے پہ ہوتی ہے۔

"انہیں اب تک کسی محاذ پہ کوئی رکاوٹ پیش نہیں آئی، سب کچھ ان کی مرضی کے مطابق ہو رہا ہے۔ انٹیلی جنس کا ایک سیکشن ان کے قبضے میں ہے، اس سیکشن کا ایک ممبر ہمارے ہاتھوں ہی قتل ہوا تھا جب وہ لوگ

احسن چوہدری نامی ایک مہرے کے خلاف کام کر رہے تھے۔ باس ہیرو ان لوگوں کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ سیکشن فائیو جس کے اب چار ہی ممبر زندہ ہیں، تین باس ہیرو کی قید میں ہیں۔"

جواب آیا اور ساتھ ہی ہیرو کی پلاننگ اور مکمل تفصیل بتائی گئی کہ کس طرح اس نے سب کو ٹریپ کیا۔

"وہ ایسا ہی ہے۔۔ میں جانتا ہوں۔۔" سردار مسرور نظر آ رہا تھا۔

"انہوں نے سلطان کو بھی آزاد کروا لیا ہے۔۔" دوسری طرف سے دوبارہ تفصیل بتائی گئی۔

"باس نے ساحر گردیزی نامی نواب کے مینشن میں گھس کر اس کی ڈائری چرا لی تھی، ساحر گردیزی تو انہیں نہیں ملا لیکن ڈائری سے انہیں مفید معلومات ملیں جن کی وجہ سے نواز لوہے والے کو ہٹانے کا خیال ان کے ذہن میں راسخ ہو گیا اور وہ وہاں پہنچ گئے۔ اُس سے نئے پراجیکٹس کے تمام کاغذات لے کر انہوں نے نواز کو مار دیا۔۔۔ جب نواز کو مارا گیا تو اس کے تھوڑی دیر بعد ہی کرائم برانچ کے دو افسر وہاں پہنچ گئے، ابھی

اس پہ کام جاری ہے کہ کرائم برانچ کا نواز سے کیا تعلق تھا۔ باس ہیرو اس سلسلے کو بغیر تسلی کے بند نہیں کرنا چاہتے۔ انہوں نے ایک طرح سے ہمارا سارا کام آسان کر دیا ہے، اور یوں لگ رہا ہے کہ بہت جلد، ہمارا مشن پورا ہو جائے گا۔۔" دوسری طرف سے پر جوش لہجے میں کہا گیا۔

"ہیرو کو بتایا تو تھا کہ ساحر گردیزی اب اسے نہیں ملے گا، وہ شاید ڈائری وغیرہ کے لئے ہی وہاں گھسا تھا۔ ہیرو۔۔ بہت جلد ہمیں کامیابی کی راہ دکھائے گا، اس کے انداز کی وجہ سے ہی میں نے فادر کی جگہ اس کو بھیجا تھا۔ اب وہ دن دور نہیں جب ہم اپنے گھر کو کھلے عام اپنا گھر کہہ سکیں گے۔" سردار پہ دیوانگی طاری ہو رہی تھی۔

"جی سردار۔۔۔"

"دوسرے مشن کا کیا بنا؟۔۔" سردار نے اچانک پوچھا۔

"بس۔۔ سردار۔۔ اس میں ابھی وقت لگے گا۔۔ پہلی بار ناکامی کا سامنا کرنا پڑا ہے لیکن ہم دوبارہ مکمل تیاری کر چکے ہیں اور اس بار کوئی بھول

نہیں ہو گی۔۔" دوسری طرف کا اعتماد اور جوش یکلخت جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔

"یعنی ہیرو کے علاوہ ہر طرف سے ناکامی کی خبر ہی ملے گی۔۔" سردار نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا۔

"سردار۔ دو دن کی مہلت دے دیں کام پورا ہو جائے گا۔ میرا وعدہ ہے۔" دوسری طرف سے منت بھرے انداز میں کہا گیا۔

"وعدے کی تجدید کے لئے تم بچو گے نہیں۔۔" وہ دھاڑا۔

"ج۔۔جی سردار۔ سیٹھی والا معاملہ ٹھیک چل رہا ہے جلد ہی سب کچھ منظر عام پہ آجائے گا، ایک نوجوان سیاستدان کی وجہ سے صدرِ مملکت پہلے ہی بوکھلائے ہوئے تھے کہ مزید کالز نے ان کے ہوش اڑا دیئے ہیں۔ یہ کام بھی جلد ہی پورا ہو جائے گا اور حکومت کے لئے ہماری بات ماننے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں بچے گا۔۔"

"دعا کرو کہ ایسا ہی ہو۔ ورنہ دفن ہونے کو زمین بھی نہیں ملے گی۔۔"

اس نے دھاڑتے ہوئے کہا اور کریڈل پہ ریسیور دے مارا اور سیاہ رنگ کے فون کا ریسیور اٹھا کر نمبر ملایا۔

"فادر سپیکنگ۔۔۔" دوسری طرف سے فادر کی سرد آواز سنائی دی۔

"سردار منگول سپیکنگ۔۔۔"

"جی سردار۔۔" فادر کا لہجہ قدرے مودبانہ ہو گیا تھا۔

"ہیرو کی نگرانی ہو رہی ہے؟۔۔"

"جی سردار۔۔بہت اچھا جا رہا ہے ہیرو۔۔" فادر نے کہا۔

"تیار رہنا۔۔۔ جلدی ہی تمہیں بھی میدان عمل میں کودنا ہے۔۔اس وقت ہم دوطرفہ کاروائی کر رہے ہیں اور جیسے ہی وہاں کی حکومت کمزور پڑتی نظر آئی تو ان کی ریڑھ کی ہڈی پہ وار کرنا ہے جس کے لئے تمہاری ضرورت ہو گی، وہ ہیرو سے نہیں ہو گا۔۔" سردار نے کہا۔

"جی سردار۔۔میں تیار ہوں۔۔"

"گڈ۔۔۔ بائے۔۔" سردار ریسیور رکھتے ہی پر سکون ہوتا نظر آیا۔

★

فاسٹ ہوٹل، ساحل سمندر پہ ایک پرانا سا ہوٹل تھا جو اب زوال پذیر تھا، کبھی واقعی یہاں زندگی بہت فاسٹ تھی اب بس رینگ رہی تھی۔۔ وجہ یہ بنی کہ اب یہاں مشٹنڈے ہی پائے جاتے تھے جو شراب اور نشہ کرنے کے عادی تھی جس وجہ سے عام لوگوں نے وہاں آنا بند کر دیا تھا۔

چنگیزی اپنے سازوسامان کے ساتھ ہوٹل میں داخل ہوا۔ کاؤنٹر پہ ایک شرابی الٹا ہوا تھا۔

"سنو۔۔۔ مجھے ڈیوڈ سے ملنا ہے۔۔" چنگیزی نے کہا لیکن اس وجود میں حرکت بھی نہ ہوئی۔

" اٹھو۔۔۔مجھے ڈیوڈ سے ملنا ہے۔۔" اس نے لیٹے ہوئے شخص کی انگلی پکڑ کر الٹی طرف مروڑ دی اور وہ چیخ مار کر اٹھا۔

"کک۔۔کیا ہوا۔۔۔ آسمان گر گیا۔۔۔یا زمین میں گر گئے۔۔"

"ویری گڈ۔۔اچھا بول لیتے ہو۔۔ڈیوڈ کہاں ہے؟۔۔" وہ مسکرایا۔

"ڈیوڈ۔۔۔وہ کون ہے؟۔۔"

"جس کا سٹیمر ہے۔۔ڈیوڈ۔۔کہاں ہے وہ۔۔؟۔۔"

"وہ ہو گا اس وقت شمورا کی بانہوں میں۔۔کدو چھیل رہا ہو گا۔۔" کہتے ہوئے وہ دھڑام سے دوبارہ میز پہ گرا۔

"یہ شمورا کہاں ملے گی؟۔۔" چنگیزی نے دوبارہ انگلی موڑ دی، اور اس بار زیادہ طاقت سے۔

"کتے کے بچے۔۔پاگل ہو گئے ہو کیا۔۔شمورا ہو گی اپنے کمرے میں۔۔چوتھے کمرے میں۔۔۔دفع ہو جاؤ۔۔" اس نے لعن طعن کرتے ہوئے کہا اور پھر فوری دھڑام سے میز پہ گرا۔

چنگیزی مسکراتا ہوا سیڑھیوں کی طرف بڑھا اور دوسری منزل پہ کمروں کے نمبر دیکھتا ہوا کمرہ نمبر چار پہ رک گیا۔۔ وہ جانتا تھا کہ دستک سے دروازہ نہیں کھلے گا کیونکہ دن میں سب دُھت ہوئے پڑے رہتے تھے اور رات کو ہی ہوش میں آتے تھے۔۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور مڑی ہوئی تار نکال کر تالے میں گھسائی۔۔ تھوڑی سی کوشش سے تالا کھل گیا اور وہ دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہوا۔

ایک میلے سے بیڈ پہ دو انسان وجود دنیا سے بے خبر خوابوں کی دنیا میں محو پرواز تھے۔ چنگیزی مرد کی طرف بڑھا اور چادر کھینچ کر اس کی ٹانگ پکڑ کر اسے بھی اپنی طرف کھینچ لیا۔

"چنگیزی تو ایویں روتا رہتا ہے کہ چاروں میں تیرا قد چھوٹا ہے۔۔ یہ تو تجھ سے بھی چھوٹا نکلا۔۔" اس نے سامنے آدھا بیڈ پہ اور آدھا لٹکا ہوا وجود دیکھ کر کہا اور اس کا ہاتھ گھوم گیا۔۔ تڑاخ کی آواز کے ساتھ اس وجود کے چہرے پہ مسکراہٹ ابھری مگر ہوش۔۔ بالکل بھی نہیں۔ لگاتار تھپڑ کھاتے کھاتے اچانک اس کا چہرہ سنجیدگی اختیار

کرنے لگا تو چنگیزی نے اثبات میں سر ہلایا جیسے کہہ رہا ہو کہ "اب آیا نا ہوش میں۔۔"

"کہاں ہوں میں؟۔۔"اس نے ہوش میں آتے ہی سر گھمایا۔

"نہ زمین پہ نہ آسمان پہ۔۔"چنگیزی نے کہا اور اس کا ہاتھ جیب میں گھسا، جیب سے ہاتھ اتنی تیزی سے باہر نکلا کہ اس چھوٹے قد کے آدمی کی چیخ سے پتہ چلا کہ چنگیزی نے خنجر نکالا تھا اور اس کی پہلی ضرب سامنے والے کی ران پہ پڑی تھی۔

"تمہارا نام؟۔۔۔"

"ڈڈ۔۔ڈیوڈ۔۔"

"شکر ہے ڈڈ۔۔ڈڈو نہیں کہا۔۔۔اصل نام استرا تمہارا ہی نام ہے؟۔۔"

"استرا۔۔۔کیا بکواس ہے؟۔۔"

"میرا مطلب ہے ریزر۔۔"چنگیزی نے دانت نکالے اور ساتھ ہی ہاتھ گھوم گیا۔۔ خنجر نے ریزر کے پاؤں کا انگلیاں ہی الگ کر دی تھیں۔

"تت۔۔ تم بہت ظالم ہو۔ کی۔۔ کیا چاہتے ہو۔۔ وہ درد سے بلبلانے لگا۔

"حشمت گردیزی۔۔۔ کون قتل کروانا چاہتا ہے انہیں؟۔۔" چنگیزی غرایا تو ریزر کے جسم کر جھٹکا لگا۔

"تت۔۔ تم ساحر تو نہیں ہو۔۔"

"گھامڑ کہیں کہ۔۔ وہ مجھ سے سمارٹ اور ذرا لمبا ہے۔۔ نام بکو تم۔۔" چنگیزی جھلا اٹھا تھا۔

"بالکل۔۔۔" کہتے ہوئے ریزر نے ہونٹوں پہ دانت جمائے اور اچھل کر چنگیزی سے ٹکرایا اور ساتھ ہی اس کے حلق سے دلخراش چیخ نکلی۔

"دیکھ تو لیتے کہ میرے ہاتھ میں خنجر ہے۔۔۔"

چنگیزی نے اسے چھلانگ لگانے کی تیاری کرتے دیکھ کر ایک قدم آگے بڑھ کر خنجر اس کی پسلیوں میں گھسا دیا تھا۔

"نام بتاؤ جس نے قتل کا مشن دیا تمہیں۔۔" چنگیزی نے خنجر اس کی پسلیوں میں گھماتے ہوئے کہا تو ریزر کی کربناک چیخوں سے کمرہ گونج

اٹھا۔ اسی وقت باہر دوڑتے قدموں کی آواز سنائی دی اور بیڈ پہ لیٹی لڑکی بھی ہڑبڑا کر اٹھی۔

"یہ۔۔ کک۔۔ کیا ہو رہا ہے۔۔" لڑکی بوکھلا گئی۔

"عشق پیچے۔۔۔ لیٹ جاؤ چپ چاپ۔۔ نام بتاؤ تم۔۔" چنگیزی لڑکی کی طرف دیکھ کر مسکرایا اور پھر ریزر کو دیکھ کر غرایا۔

"کے ٹو۔۔۔ کے۔۔ ٹو۔۔"

"اصل نام بتاؤ۔۔۔ جج۔۔ جیکب۔۔۔ وہ ہیون روز کلب کا مالک ہے۔۔ وہ۔۔ وہ۔۔۔"

چنگیزی نے باقی خنجر بھی پسلیوں میں گھسا دیا اور ریزر تڑپ کر اس سے الگ ہوا۔

دروازے کے پاس آہٹ محسوس کر کے چنگیزی چیتے کی طرح اچھل کر دروازے پہ پاس پہنچا ہی تھا کہ دروازہ کھلا اور چنگیزی کے سینے پہ لات پڑی، وہ اوغ کی آواز کے ساتھ اڑتا ہوا کمر کے بل بیڈ سے ٹکرایا۔

"اوہ۔۔ تم۔۔۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو؟۔۔"۔ دروازے میں کھڑے معصوم شکل والے نوجوان نے حیرت سے پوچھا۔

"چرس لینے آیا تھا گھامڑ کہیں کے۔۔ دیکھ تو لیتا کہ سامنے کون ہے۔۔" چنگیزی کمر پہ ہاتھ رکھ کر کھڑا ہو۔۔۔ وہ برے برے منہ بنا رہا تھا۔

"جیسے تم مجھے موقع دیتے کہ جان پڑتال کر لوں۔۔۔" نوجوان نے قہقہہ لگایا۔

"اکیلے ہو یا دوسرا الوفر بھی ساتھ ہے۔۔"چنگیزی نے منہ بنایا۔

"K۔۔وہ کہیں اور مصروف ہے۔۔"نوجوان، جو جبران تھا، نے کہا۔

"اور سب سے بڑا الوفر۔۔۔ وہ کہاں ہے؟۔۔بڑے دن ہوئے اس سے ملے۔۔"چنگیزی نے جان بوجھ کر پوچھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ "سب سے بڑا الوفر" کہاں لیٹا ہوا ہے۔۔۔

"وہ تو بہت ہی مصروف ہے۔۔" جبران بھی مسکرایا، اس نے بھی جان بوجھ کر ساحر کے بارے میں نہیں بتایا تھا۔

"تم نے بتایا نہیں۔۔ یہاں کیسے؟۔۔" جبران نے پوچھا۔

"یہ لوگ انکل کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔۔ انکل بھی نہیں جانتے کہ بڑا لوفر کہاں ہے۔۔ مجبوراً میدان میں آنا پڑا۔۔" چنگیزی نے کہا۔ وہ اس لڑکی کی وجہ سے کسی کا نام نہیں لے رہے تھے۔

"مار ڈالا اسے۔۔ مجھے بھی کچھ پوچھنا تھا۔۔" جبران نے منہ بنایا۔

ان کے انداز سے لگ رہا تھا جیسے وہ آئس کریم کھانے سمندر کنارے کھڑے ہوں اور گپ شپ کر رہے ہوں۔

"اس کا بھی ایک باس ہے، میں تو اس کے پیچھے جا رہا ہوں۔" چنگیزی نے کہا۔

"اوہ۔۔ کیا نام ہے اس کا؟۔۔"

"جیکب۔۔۔ ہیون روز کا مالک ہے۔۔"

"مجھے تو کسی نے بتایا تھا کہ یہ ڈیوڈ جیکب کا باس ہے۔۔ تم دوسری بات کر رہے ہو۔۔"

"بات جو بھی سچی ہو۔ جانا تو جیکب کے پاس ہی پڑے گا۔۔ اور کوئی چارہ نہیں ۔ بیچارہ۔" چنگیزی نے قابل ترس نظروں سے ڈیوڈ/ریزر کی لاش کو دیکھا۔

"ایک سے بھلے دو۔۔۔ چلو۔۔" جبران نے کہا۔

"بائے ہنی۔۔ نائس ٹو میٹ یو۔۔" چنگیزی نے لڑکی سے مسکرا کر کہا اور دونوں کمرے سے نکلتے چلے گئے۔

* * *

"**میرے** خیال سے چیف سے بات کرنی چاہیے۔۔یہ نہ ہو کہ کوئی نئ مصیبت آن پڑے اور بعد میں سارا نزلہ ہمارے اوپر آجائے۔۔"ثانیہ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔کال کرو چیف کو۔۔"کبیر نے گاڑی موڑتے ہوئے کہا۔

"تم ہی کرو۔انچارج تم ہو۔چیف پسند نہیں کرے گا کہ براہ راست میں بات کروں۔" ثانیہ نے کہا تو کبیر نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا اور گاڑی کو سڑک کے کنارے سے اتار کر روکا اور موبائل نکال کر چیف کا نمبر ملایا، ساتھ ہی اس نے سپیکر کا بٹن بھی دبا دیا تھا تاکہ ثانیہ بھی بات چیت سن سکے۔

"یس۔۔۔"لارڈ کی سرد آواز سنائی دی۔

"چیف ہم ایک کلیو پہ کام کر رہے ہیں، یہ سلطان وغیرہ سے متعلق ہے۔ میں اور ثانیہ اکٹھے ہیں۔۔۔" کبیر نے مودبانہ انداز میں کہا۔

"جبران کہاں ہے؟۔۔"

"باس وہ بھی اسی سلسلے میں ایک کلیو پہ کام کر رہا ہے۔ اس کا کام صرف نگرانی ہے۔" کبیر نے کہا۔

"تمہارے حدف کے بارے میں کیا معلومات ہیں؟۔۔" لارڈ نے پوچھا۔

"ساحر نے اسلحہ سازی کے حوالے سے ایک شخص کا نام لیا تھا، نواز لوہے والا، ہم لوگ اسے چیک کرنے گئے تو ہمارے پہنچنے سے پہلے ہی اسے قتل کر دیا گیا، قاتل وہاں سے ایک بریف کیس سمیت غائب ہوا ہے۔ مقتول کے کمرے سے کوئی سراغ نہیں ملا پھر ہم نے راہداری میں نصب کیمرے چیک کیے لیکن معلومات میں اضافہ نہ ہو سکا۔ کاؤنٹر مین نے بتایا کہ وہاں پارکنگ میں خفیہ کیمرے بھی ہیں جو گودام کے بیرونی گیٹ سے عمارت کے داخلی دروازے تک لگے ہوئے ہیں، ان

کیمروں میں ہم نے قاتل کی گاڑی دیکھی ہے۔ اس کا حلیہ اور گاڑی کے بارے میں معلومات ہیں ہمارے پاس اور اس کا نام ہیرو بتایا جا رہا ہے۔۔" کبیر نے تفصیل بتائی۔

"تم لوگ کہیں سامنے تو نہیں آئے؟۔۔" لارڈ نے تیز لہجے میں پوچھا۔

اس کے لہجے میں سردپن بڑھتا محسوس کر کے وہ دونوں چونک گئے۔

"نہیں چیف۔۔۔ ہم میک اپ میں گئے تھے اور گاڑی بھی خصوصی استعمال کی تھی۔۔۔" کبیر نے جواب دیا۔

"ویری گڈ۔۔۔ ہیرو کے پیچھے تم لوگ مجھ سے پوچھے بغیر نہیں جاؤ گے۔ وہ یوں ہاتھ نہیں آئے گا۔ تم دونوں آئی بی کے سیکشن فائیو کے بارے میں جانتے ہو۔۔ جس کا لیڈر جمال ہے۔۔ جمال کے علاوہ وہ پورا سیکشن اس وقت کسی دشمن کے ہتھے چڑھ چکا ہے، مجھے یقین ہے یہ اسی ہیرو کا کام ہے۔۔ اس سے تم اندازہ لگا لو کہ وہ کیا چیز ہے۔۔ وہ ٹریپ بچھا کر شکار پھنسنے کا انتظار کرتا ہے، سیکشن فائیو کے ساتھ اس نے ایسا ہی کیا ہے۔ میں ایک سلسلے میں مصروف ہوں، گاڑی اور حلیے کی مدد سے ہم

اسے ڈھونڈتے ہیں پھر اگلا قدم اٹھائیں گے۔۔ تم جبران کو بھی کھل کر سامنے آنے سے منع کر دو۔۔"لارڈ نے کہا۔

"اور سیکشن فائیو کا کیا بنے گا چیف؟۔۔"کبیر نے پوچھا۔

"اگر دشمن سیکشن فائیو کا خاتمہ کرنے نکلا ہوتا تو سب کو اغوا کرنے میں وقت ضائع کرنے کی بجائے سب کو گولی مار کر قصہ تمام کرتا، یہ کچھ اور ہی کام لگ رہا ہے، پھر بھی میں آئی بی کے چیف کو بتا چکا ہوں، وہ اور جمال خود ہی دیکھ لیں گے۔ اور دوسری طرف ہم نے سلطان سے پوچھ گچھ کے بعد اسے آئی بی کے حوالے کر دیا تھا۔۔۔ اسے بھی اغوا کر لیا گیا ہے، وہاں بھی یہی نام سامنے آیا ہے۔۔ ہیرو۔۔ وہ اکیلا ہی کمانڈوز کو چکمہ دے کر سلطان کو لے کر نکل گیا۔"اس نے کہا اور کال بند ہو گئی۔

"میں نے ساحر کے بارے میں پوچھنا تھا، چیف نے کال ہی بند کر دی۔" کبیر نے منہ بنایا۔

"مصروف ہو گا چیف۔۔۔"ثانیہ نے کہا۔

"حد ہے۔۔۔ یہ چل کیا رہا ہے۔۔ ہمیں تو یہی محسوس ہوا تھا کہ اب ہم چپکے سے دشمن کے دانت کھٹے کریں گے اور دشمن۔۔ وہ جگہ جگہ ڈرامے کرتا پھر رہا ہے۔۔ سیکشن فائیو۔۔۔ نواز لوہے والا۔۔۔ اور یہ سلطان۔۔۔ اتنا شیطانی

قسم کا دماغ ہے اس ہیرو کا۔۔۔۔" ثانیہ نے جھرجھری لے کر کہا۔

"اس کیس میں تو بار بار چھپ ہی رہے ہیں ہم لوگ۔" کبیر نے منہ بنایا۔

"حالات جو ایسے بن رہے ہیں۔۔" ثانیہ مسکرائی۔

"اچھا خاصا ٹریننگ پہ جانے والے تھے۔۔" کبیر گاڑی سٹارٹ کر کے آگے بڑھاتے ہوئے مسکرایا۔

"یہ بات تو ہے اچھی تربیت ہوئی ہے اس کیس میں بھی ہماری۔" ثانیہ مسکرائی۔

"تربیت کا تو پتہ نہیں۔۔ ہاں ٹیونگ ضرور ہوئی ہے سب کی۔" کبیر

مسکرایا۔

"اب یہ تو ساری عمر ہو گی۔۔" ثانیہ مسکرائی۔

"جبران کو بتادو۔ ورنہ مجھے دوبارہ گاڑی روک کر کال کرنی پڑے گی۔"

"تمہارا ڈسپلن بھی۔۔۔" وہ ہنسی اور اپنے موبائل سے جبران کا نمبر ملاتے ہوئے سپیکر کا بٹن دبا دیا۔

"جبران بول رہا ہوں۔۔"

"کہاں ہو؟۔۔" ثانیہ نے پوچھا۔

"ایک دوست کے ساتھ ہیون روز کلب جا رہا ہوں۔۔" جبران نے کہا تو کبیر چونک گیا۔

"کس کے ساتھ؟۔۔" کبیر نے پوچھا۔

"چنگیزی ہے۔۔" جبران نے کہا تو کبیر کے منہ سے سیٹی نکل گئی۔

"وہ کیسے؟۔۔۔" کبیر نے پوچھا۔

"انکل حشمت پہ حملہ ہوا ہے اور حملہ آوروں کا تعلق اسی کلب سے ہے۔" جبران نے جواب دیا۔

"چیف کی طرف سے سخت حکم ہے کہ کھل کر سامنے نہیں آنا اس لئے محتاط رہنا، میک اپ میں رہ کر کام کرو تو زیادہ اچھا ہے، آئی بی کے ایجنٹ جنھوں نے احسن چوہدری پہ کام کیا تھا وہ سب اغواء ہو گئے ہیں، نواز لوہے والا، جس کے بارے میں تم نے بتایا تھا وہ بھی مار دیا گیا ہے۔" کبیر نے کہا۔

"اوہ۔۔۔ پھر سے شروع ہو گیا سب۔۔" جبران چونک گیا۔

"ابھی ختم ہی کہاں ہوا۔۔ ابھی تک تو ادھر اُدھر بھاگ رہے ہیں، اب چیف خود شامل ہونے لگا ہے تو جلدی ہی کوئی نتیجہ بھی سامنے آئے گا اور تمھیں یہ جان کر حیرت ہو گی کہ کوئی اکیلا شخص ہی یہ سب کر رہا ہے۔" ثانیہ نے کہا۔

"اور چیف کو سامنے آنے پہ مجبور کر ہی دیا۔" جبران بڑبڑایا۔

"ساحر ہوتا تو چیف کو سامنے آنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔۔" کبیر نے کہا تو یکلخت خاموشی چھا گئی۔ اور سب کو ایک بار چپ لگ گئی۔

"اوکے۔۔ میں خیال رکھوں گا۔۔" جبران نے کہا۔

"اوکے۔۔ بائے۔۔" ثانیہ نے کہا اور کال بند کر دی۔۔

ماحول بوجھل ہو گیا تھا، شاید ساحر کے ذکر پہ۔۔ جس کے بارے میں وہ تینوں اتنا ہی جانتے تھے کہ کسی ہسپتال میں ہے۔۔ کس میں۔۔ اور کس حالت میں۔۔ انہیں نہیں بتایا گیا تھا۔ فون کی گھنٹی سن کر وہ چونک گئے۔

"جبران کی کال ہے۔۔"

ثانیہ نے کہا اور کال اٹنڈ کرتے ہوئے سپیکر آن کیا۔ "یس۔۔۔"

"ساحر کو اغوا کر لیا گیا ہے۔۔" دوسری طرف سے کہا گیا تو انہیں یوں لگا جیسے اس کے پاؤں تلے سے زمین کھسک گئی ہو۔ گاڑی اچانک لڑکھڑائی اور لاشعوری طور پہ کبیر نے اسٹیرنگ موڑتے ہوئے بریک پہ پاؤں دبا دیا اور دونوں کو جھٹکا لگا۔

"کیا کہہ رہے ہو؟۔۔ دماغ تو ٹھیک ہے؟۔۔" کبیر حلق کے بل چیخا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں۔۔ چنگیزی جانتا تھا کہ ساحر کس ہسپتال میں ہے، اسی نے بتایا ہے کہ ساحر کو تھوڑی دیر پہلے اغوا کر لیا گیا ہے۔۔ انکل حشمت نے اسے کال کر بتایا ہے۔۔ انکل حشمت کو بھی علم تھا کہ ساحر کہاں ہے۔۔" جبران نے تیز تیز بات کرتے ہوئے بتایا۔

"اوہ میرے خدا۔۔۔" ثانیہ سکتے کی حالت میں نظر آ رہی تھی اور کبیر۔۔۔ اس کے چہرے پہ وحشت ناچنے لگی۔۔۔۔

★

چنگیزی کا چہرہ سرخ پڑ چکا تھا، جبران تھوڑی دیر پہلے یہ کہتا ہوا الگ ہو گیا تھا کہ اسے واپسی کا حکم ہو گیا ہے جس بات پہ چنگیزی چڑ گیا تھا کہ ساحر سے زیادہ اسے حکم کی فکر ہے۔۔ ایک طرف ساحر آہستہ آہستہ موت کی طرف بڑھ رہا تھا دوسری طرف موت حشمت گردیزی کے گرد منڈلا رہی تھی۔۔ اور اب۔۔۔ ساحر کو بھی اغوا کر لیا گیا تھا، کیا بھروسہ تھا کہ کب وہ لوگ دوبارہ حشمت گردیزی پہ دھاوا بول دیتے۔ ساحر کی حالت دیکھ کر اس کا دماغ 360 کے زاویے پہ تیزی سے چکر لگانے لگا تھا لیکن حشمت گردیزی پہ ہونے والے حملے کی وجہ سے اس کا ذہن دوسری طرف مصروف ہو گیا اور اب ساحر کے اغوا کی خبر سن کر وہ اور بھی بھڑک اٹھا تھا۔ اس نے تہیہ کر لیا تھا کہ ساحر اور

حشمت گردیزی کے خلاف کام کرنے والوں کی عبرتناک موت اسی کے ہاتھوں ہوگی، اب وہ ہونٹ چباتا تیزی سے ہیون کلب کی طرف جا رہا تھا۔

وہ جانتا تو تھا کہ ساحر شروع سے ہی کوئی تنظیم بنانا چاہتا تھا جو ظلم اور شیطانی سازشوں کے خلاف سینہ سپر ہو اور وہ رضاکارانہ طور پہ بھی ایسا کر سکتے تھے لیکن سب کی کوشش یہی رہی کہ کسی قانونی ادارے میں شامل ہو کر ایسا کرنا ہی سب کے لئے بہتر ہے۔ ساحر آرمی میں گیا اور پھر سپیشل فورس میں اس کے بعد۔۔۔ وہ کافی عرصہ غائب رہا، چنگیزی کے خیال سے وہ کسی مشن پہ تھا جس وجہ سے غائب رہا مگر جب وہ لوٹا تو اس کی طبیعت میں عجیب سا بدلاؤ چنگیزی نے بھی محسوس کیا اور ساحر کی طرف سے اس سے گرین گارڈز کے معرض وجود میں آنے کے حوالے سے بنیادی باتوں کے علاوہ کچھ نہ بتایا گیا تو چنگیزی نے بھی اس بات کو نہ کریدا اور چپ رہا کہ جب مناسب وقت ہو گا تو سب کچھ سامنے آ ہی جائے گا اور اب۔۔۔

چنگیزی اس اجنبی کے بارے میں سوچ رہا تھا جس نے ساحر کے بارے میں اسے بتایا تھا کہ وہ کس ہسپتال میں ہے۔۔۔ پھر جبران کو بھی کہیں سے حکم ملا کہ واپس آجائے۔۔۔ کبیر۔۔ اس نے چنگیزی سے بات بھی نہیں کی تھی۔۔۔ عام حالات میں ایسا ہونا ناممکن تھا۔۔۔ ان چاروں کا رشتہ ہی ایسا تھا کہ بات کئے بغیر الوداع نہیں ہو سکتے تھے چاہے آمنے سامنے ہوں یا فون پہ۔۔۔

کیا انجان شخص، جس نے چنگیزی کو اطلاع دی تھی، وہ گرین گارڈز سے متعلق ہے؟۔۔ کبیر اور جبران کو حکم کون دیتا ہے؟۔۔ ساحر؟۔۔ وہ تو خود ہسپتال میں پڑا تھا۔۔۔ پھر کوئی چوتھا؟۔۔۔ کسی چوتھے کو کیسے وہ گرین گارڈز میں شامل کر سکتے تھے؟۔۔ ساحر کی ذہانت سے وہ سب دوست مرعوب رہتے تھے، وہ تھا بھی ایسا ہی۔۔ ساحر کے ہوتے ہوئے اگر کوئی چوتھا ہے تو کیا وہ ساحر سے بھی خطرناک ہے؟۔۔ یہ سوالات، وحشی سانڈ کے سینگ کی طرح اس کے ذہن اور پیٹ۔۔ دونوں میں گھستے پھر رہے تھے لیکن۔۔ ان کا شافی جواب صرف ایک بندہ دے

سکتا تھا۔۔ وہ جو بیڈ پہ تھا۔۔ جسے اغوا کر لیا گیا تھا اور جو جسم میں پھیلنے والے عجیب و غریب زہر کی وجہ سے موت کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ساحر۔۔ جب تک وہ ہوش میں نہ آتا چینگیزی کو مطمئن کرنے والا کوئی نہ تھا۔ اس نتیجے پہ پہنچتے ہی اس نے سر کو جھٹکا اور بٹن دبا کر ملی نغمہ لگا کر جھومنے لگا۔

ہیون کلب کی پارکنگ میں گاڑی روکتے ہی اس نے پلئیر بند کیا اور سائیڈ سیٹ کو اٹھا کر مخصوص باکس کھولا، اور ضرورت کی چیزیں جیبوں میں بھرنے لگا۔ تسلی کرنے کے بعد وہ گاڑی سے نکلا اور گاڑی کو مقفل کرتا ہوا عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ ہال میں داخل ہوتے ہی وہ استقبالیہ کی طرف بڑھ گیا۔

"مجھے باس جیکب سے ملنا ہے۔۔۔ باس ڈیوڈ (ریزر) نے کچھ سامان بھیجا ہے۔ "چنگیزی نے کاؤنٹر پہ جھکتے ہی لڑکی سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے انٹر کام کا ریسیور اٹھایا۔

"باس۔۔۔ باس ڈیوڈ کا آدمی آیا ہے کچھ سامان لے کر۔۔ "لڑکی نے

مودبانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس۔۔۔" لڑکی نے کہا اور ریسیور چنگیزی کی طرف بڑھایا۔

"یس باس۔۔۔" چنگیزی نے مودبانہ انداز میں کہا۔

"کون ہو تم اور ڈیوڈ تو ایسے کوئی آدمی نہیں بھیجتا۔۔" دوسری طرف سے غراتی آواز سنائی دی تو چنگیزی کی آنکھوں میں چمک ابھری۔ خاص چمک۔

"باس ڈیوڈ کا ایکسیڈنٹ ہو گیا اور وہ پولیس کی نگرانی میں ایک ہسپتال میں ہیں۔۔ میری ملاقات بھی اتفاقی طور پہ ہوئی تو انہوں نے ایک خط آپ کے نام دیا ہے۔۔" چنگیزی نے کہا۔

"کاؤنٹر پہ دے جاؤ۔۔ میں دیکھ لوں گا۔۔" اور ٹھک سے کال بند۔

"باس نے اجازت دے دی ہے۔۔" چنگیزی نے ریسیور لڑکی کو واپس دیتے ہوئے کہا تو لڑکی نے اثبات میں سر ہلایا۔

"بیسمنٹ میں ہال کی شمالی دیوار میں دوسرا دروازہ۔۔" لڑکی نے کہا تو

چنگیزی سر ہلاتے ہوئے تیزی سے لفٹ کی طرف بڑھا۔ لفٹ کے سامنے دو محافظ تھے جنہیں کاؤنٹر گرل نے اشارہ کر دیا تھا جس پہ انہوں نے چنگیزی کو روکا نہیں تھا۔ لفٹ میں سوار ہو کر وہ بیسمنٹ میں پہنچا اور ہال میں سے گزرتے ہوئے مطلوبہ دروازے کے سامنے پہنچا۔ ہال میں اسے روکا بھی نہیں گیا تھا کیونکہ ہال میں پہنچ جانے کا مطلب تھا کہ وہ غلط آدمی نہیں۔۔۔ اور یہ ان کی غلط فہمی نہیں تھی کیونکہ وہ۔۔۔ غلط نہیں۔۔۔ بہت ہی۔۔۔۔۔

"باس نے بلایا ہے۔۔۔"

چنگیزی نے دروازے پہ کھڑے حبشی سے کہا تو حبشی نے دروازہ دھکیلتے ہوئے کھول دیا۔۔۔ چنگیزی اندر داخل ہوا تو اس کے عقب میں دروازہ بند کر دیا گیا۔۔۔ یہ بڑا سا ساؤنڈ پروف کمرہ تھا جس میں صوفے لگے تھے اور اس کے ایک کونے میں ایک اور چھوٹا سا کمرہ تھا۔۔۔ چنگیزی اس کمرے کی طرف بڑھا اور دروازے کا ہینڈل گھما کر اندر داخل ہوا۔

"کون ہو تم؟۔۔۔" میز کے پیچھے ریوالونگ چیئر پہ موجود زخموں سے

بھرے چہرے والے شخص نے سر اٹھا کر حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے اس سے پوچھا۔

"آپ کا خط لایا ہوں باس۔۔۔" چنگیزی نے کہا۔

"اوہ۔۔ تم۔۔ تمہیں کہا تھا کہ کاؤنٹر پہ دے جاؤ۔۔ تمہیں یہاں کس نے آنے دیا۔۔" وہ غصے سے چلا کر بولا اور اس کا ہاتھ انٹر کام کی طرف بڑھا اور پھر چیخ کر اس نے ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔

"یہ۔۔ یہ کیا کر دیا الو کے پٹھے۔۔" وہ ہاتھ پکڑ کر چیخنے لگا۔۔ اس کے ہاتھ میں ایک ننھا سا۔۔ پیارا سا خنجر۔۔ آر پار نظر آ رہا تھا۔۔۔

"یہ کر دیا۔۔۔" چنگیزی نے کہا اور جیکب کی دوبارہ چیخ بلند ہوئی۔۔۔

ایک اور خنجر جیکب کے کندھے میں گھس گیا تھا اور اب تیسرا خنجر چنگیزی کے ہاتھ میں نظر آ رہا تھا۔

"ک۔۔ کون ہو تم؟۔۔" جیکب چیخا۔

"تم نے حشمت گردیزی پہ حملہ کیوں کروایا؟۔۔" اس نے پوچھا تو

جیکب کے جسم کو جھٹکا لگا۔

"تت۔۔ تمہیں۔۔۔"

"ریزر یا ڈیوڈ۔۔ جو بھی اس کا اصل نام تھا۔۔ مر چکا ہے۔۔ اب تمہاری باری ہے۔۔ اگر تم سچ بتا دو تو تمہیں چھوڑ دوں گا ورنہ چھٹی۔۔" چنگیزی نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"رر۔۔ ریزر نے تم سے جھوٹ بولا ہے۔۔ میں حشمت گردیزی کو نہیں جانتا

اور نہ کسی کو قتل کر سکتا ہوں۔۔"

"اچھی بات ہے۔۔"

چنگیزی نے کہا اور سائیں کی آواز کے ساتھ تیسرا خنجر دوسرے کندھے میں گھسا اور جیکب تڑپ کر اچھلا۔

"اگلا خنجر تمہاری آنکھ میں گھسے گا۔۔۔" چنگیزی کے ہاتھ میں چوتھا خنجر نظر آ رہا تھا۔

"مم۔۔میں سچ کہہ رہا ہوں۔۔"

وہ ہکلا یا اور چنگیزی کا خنجر والا ہاتھ ہوا میں بلند ہوا۔

"رر۔۔رکو۔۔۔پارٹی کا نہیں پتہ۔۔۔پارٹی کا ہمیں علم نہیں ہوتا۔۔۔ فف۔۔فون پہ ہی بکنگ ہوتی ہے۔۔۔" اس نے چیختے ہوئے کہا تو چنگیزی رک گیا۔

"تم نے مجھے بے وقوف سمجھ رکھا ہے؟۔۔اتنے بڑے ٹارگٹ کی بکنگ تم نے بغیر کسی کی گارنٹی کے کرلی؟۔۔"چنگیزی غرایا۔

"مم۔مجھے پوری رقم کام سے پہلے ہی دے دی گئی تھی تو مزید کیا گارنٹی مانگتا؟"اس نے کہا۔

"مجھے کوئی نہ کوئی سراغ تو چاہیے جنھوں نے تمھیں یہ کام سونپا ہے ورنہ۔۔"سائیں کی آواز کے ساتھ چوتھا خنجر جیکب کے دوسرے بازو میں گھسا اور وہ اچھل کر پشت کے بل گرا۔۔

عین اسی وقت چنگیزی برق رفتاری سے گھوما اور سائیں کی آواز کے

ساتھ ایک خنجر عقبی دیوار کی طرف بڑھا اور چنگیزی کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

عقبی دیوار دروازے کی طرح کھلی تھی جس میں کھڑے شخص نے اپنا جسم ایک طرف کرتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر خنجر پکڑ لیا تھا۔ کلب کے بارے میں معلومات ہونے کے باوجود چنگیزی نہیں جانتا تھا کہ جیکب کے دفتر میں کوئی خفیہ دروازہ بھی ہے۔

"تم کیوں اس پارٹی کے بارے میں جاننا چاہتے ہو؟۔۔" نوارد کی سرد آواز نے چنگیزی کی آگ کے سامنے سینہ تانتے ہوئے کہا تو چنگیزی ایک قدم پیچھے ہٹا۔

ادھر جیکب لڑکھڑاتا ہوا کھڑا ہوا ہی تھا کہ نوارد کا ہاتھ گھوما اور خنجر تیز رفتاری کے تمام ریکارڈ توڑتا ہوا جیکب کی پیشانی میں گھسا اور وہ بغیر چیخے اچھل کر کرسی سے ٹکراتے ہوئے زمین پہ گرا۔ چنگیزی حیرت سے جیکب، خنجر، نوارد۔۔ اور اس کی پھرتی ہی دیکھتا رہ گیا۔

"تمہارا کیا تعلق ہے حشمت گردیزی سے؟۔۔"

وہ دوبارہ بولا تو چنگیزی جیسے نیند سے جاگا اور اس کے چہرے پہ مسکراہٹ ابھری۔

"تم کون ہو؟۔۔ کافی جاندار ہو۔۔"چنگیزی نے کہا۔

"میرا نام ہیرو ہے۔۔" اس نے لاپرواہی سے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"اچھا نام ہے۔۔۔ مگر۔۔"

چنگیزی نے کہا اور پھرتی جیب سے پسٹل نکالتے ہوئے ٹریگر دبا دیا۔ ٹھائیں کی آواز کے ساتھ گولی پچھلے دروازے میں گھسی تھی اور چنگیزی ابھی حیرت چکھ بھی نہیں سکا تھا کہ ٹرچ کی آواز کے ساتھ اس کے ہاتھ سے پسٹل نکل کر دور جا گرا۔ ہیرو اب اس کے سامنے پسٹل پکڑے کھڑا تھا۔۔ اس نے پسٹل چنگیزی پہ تان نہیں رکھا تھا۔ چنگیزی نے اس کی طرف عجیب نظروں سے دیکھا۔ عجیب سی شخصیت تھا وہ

۔۔ سرد۔۔۔ ویران۔۔ مگر برق رفتار۔۔۔ اور صلاحیتوں سے مسلح۔

"حشمت گردیزی میرے دوست کے والد ہیں۔۔"

چنگیزی نے خاموشی توڑیا ور ہیرو سے اور طرح سے پیش آنے کی سوچ رہا تھا۔

"تمہارا دوست۔۔ ساحر گردیزی۔۔"

ہیرو نے کہا تو چنگیزی اچھل پڑا۔۔ ہیرو۔۔ پراسرار کردار نظر آرہا تھا۔۔ وہ سب جانتا تھا۔۔ شاید اسی نے جیکب اور ریزر۔۔۔۔۔

"کیا تم نے حشمت گردیزی کے خلاف ان لوگوں کو؟۔۔"

"نہیں۔۔ یہ کام میں چٹکی بجا کر کر سکتا ہوں۔ مجھے چمچے رکھنے کی عادت نہیں۔۔ میں تو بس ایک کلیو ختم کرنے آیا تھا۔۔" ہیرو نے منہ بنایا۔

"پھر کیسے جانتے ہو ان باپ بیٹے کو؟۔۔" چنگیزی غیر محسوس انداز میں اس کے قریب ہو رہا تھا۔

"اس لئے کہ مجھے ساحر گردیزی کی تلاش تھی۔۔"

"تلاش تھی سے کیا مطلب ہے؟۔۔"

"ساحر کو میں اٹھا چکا ہوں اس لئے۔۔" اس نے جواب دیا تو چنگیزی کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔

"اس کی حالت کو دیکھتے ہوئے بھی۔۔۔ وہ مر سکتا تھا۔۔" وہ چیخا۔

"...Whatever..."

اس نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے اور ادھر چنگیزی نے اس پہ چھلانگ لگا دی۔ اسی وقت ہیرو کا ہاتھ گھوما اور ٹھائیں کی آواز کے ساتھ چنگیزی کی چیخ بلند ہوئی اور وہ دھڑام سے۔ ادھوری چھلانگ کے ساتھ۔۔ ٹانگ پکڑے زمین پہ آ گرا۔

"جب میں اپنی طرف بڑھتا، چھوٹا سا خنجر دیکھ سکتا ہوں تو تمہیں حرکت کرتے ہوئے بھی دیکھ سکتا ہوں۔۔"

"مم۔۔ میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں۔۔ اگر ساحر کو کچھ۔۔ "

"وہ ساحر جسے میں نے ہسپتال سے اغوا کیا ہے۔۔ وہ نقلی ہے۔۔ "

ہیرو نے کہا تو چنگیزی کو یوں لگا جیسے اس کے دماغ میں اچانک سورج طلوع ہوا ہو۔۔۔ اور پھر زودار ضرب کے ساتھ سورج اپنی جگہ سے ہلا۔۔ دوسری ضرب کے ساتھ چنگیزی غروب ہوتا گیا۔۔ اور پھر۔۔ خاموشی۔۔ چنگیزی کو ساحر کے بعد دوسرا املا تھا جس نے خوب خدمت کی تھی اس کی۔

*

ہیرو، جمال کو بتا چکا تھا کہ گاڑی کا نمبر اصلی ہے اور اس نے رجسٹریشن آفس والوں کو خرید کر جمال کو دھوکہ دیا تھا۔ جب کافی دیر کی مغزماری کے باوجود ہیرو ہاتھ نہ آیا تو جمال کو یقین ہو گیا کہ وہ کسی ایسے طریقے سے اس کے ہاتھ سے پھسل گیا ہے جو اسے فی الوقت سمجھ نہیں آرہا ہے۔ اس بس ہیرو کو تلاش کرنا تھا۔ ایسے میں پھر سے اسی گاڑی کا خیال ذہن میں ابھرا اور اس نے چٹکی بجائی۔ اس بار وہ میک اپ میں ماتحتوں کے ساتھ، خود جاکر رجسٹریشن آفس جا بیٹھا اور تھوڑی سی محنت کے بعد اس آپریٹر کو ڈھونڈ ہی لیا جس نے جمال کو دھوکے سے ہیرو کے پیچھے لگانے میں اہم کردار ادا کیا تھا، جمال نے اسے فوری برطرف کروا دیا اور وہیں سے گاڑی کے بارے میں معلومات حاصل کر لیں۔

جمال ماتحتوں کے ساتھ اس وقت ہیون کلب کی طرف رواں دواں تھا، ہیون کلب کا ملا۔ جیکب۔۔ ہیرو کے استعمال میں رہنے والی گاڑی اسی کی تھی جس وجہ سے اب جیکب پہ ہاتھ ڈالنا ضروری ہو گیا تھا۔

"باس۔۔ یہ ہیرو کون ہے؟۔۔ آج تک اس نام کا کوئی ایجنٹ سامنے نہیں آیا؟۔۔" ایک ماتحت نے پوچھا۔

"شکیل۔۔ ایسا ایجنٹ سامنے نہ ہی آئے تو بہتر ہوتا ہے۔۔"

جمال نے جواب دیا تو ماتحتوں نے حیرت سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ جمال کے منہ سے کسی مجرم کی مرعوبیت بھری بات۔۔۔ عجیب لگ رہی تھی۔

"یہ عجیب نوعیت کا مجرم ہے۔ جس کی سمجھ نہیں آرہی کہ یہ کس مشن پہ ہے۔ اگر کسی انتقامی کاروائی کے لئے آیا ہوتا کہ پہلی فرصت میں

ہمیں گولی مارتا۔ یوں سب کو اغوا کرنے کے پیچھے کیا مقصد ہو سکتا ہے۔۔ اور لا۔۔۔ بلکہ رہنے دو۔۔" جمال نے چونک کر ہنکارہ بھرا۔

لارڈ۔۔ یہ نام اس نے پہلی بار ہیرو کے منہ سے سنا تھا، ہیرو کے بقول یہ کوئی سرکاری شخص تھا جس کے ایک ٹیم تھی۔۔ شاید سیکشن فائیو جیسی لیکن وہ لوگ تھے کون جنہیں ملک کے اہم ایجنٹس تو نہ جانتے تھے لیکن ایک سرپھرا مجرم ان کے بارے میں جانتا تھا۔۔ جس طرح ہیرو نے لارڈ کی بات کی تھی، جمال سمجھ گیا تھا کہ اگر کوئی لارڈ نامی شخص ہے تو بہت ہی طاقتور اور اہم شخصیت ہو گا۔

دوسری بات جو اس کے ذہن میں آجکل گھومتی پھر رہی تھی وہ کرنل عابد۔۔ چیف آف آئی بی۔۔ کے ثانیہ سے متعلق رویہ تھا۔۔ کرنل ثانیہ کے ذکر پہ بدک کیوں گیا اور انہیں ڈانٹ کر چپ رہنے کو کیوں کہا؟۔ اس کا مطلب تھا کہ ثانیہ نے آئی بی چھوڑی ہے لیکن کسی دوسرے خفیہ پراجیکٹ میں شامل ہو گئی ہے جس پہ کرنل عابد بات ہی نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔ وہ خفیہ پراجیکٹ کیا تھا؟۔۔ پھر جمال کو وہ بونگا سا نوجوان یاد آیا جو ثانیہ کے ساتھ ہوٹل میں ان سے ملا تھا۔۔ فازر۔۔ وہ بھی کوئی گہری شخصیت تھی۔۔ کاٹ دار جملے بولنے والی۔ حاضر دماغ۔۔

"باس کلب کے سامنے پہنچ گئے۔" شکیل کی آواز سن کر وہ سوچوں سے نکلا۔

"اوہ بڑی جلدی۔۔" جمال چونک گیا اور باقی مسکرائے۔

"غیر محسوس انداز میں کلب کو گھیرے میں لے لو اور چار پانچ لوگ میرے ساتھ چلو۔ وقت ضائع کرنا بے وقوفی ہو گی ہم سرکاری حیثیت سے ہی جیکب تک رسائی حاصل کریں گے۔ رکاوٹ دور کرنے کے لئے ہر قسم کا قدم اٹھایا جا سکتا ہے۔ چہروں پہ نقاب پہن لیں سب۔۔" جمال نے سنجیدگی سے کہا۔

"یس سر۔۔۔" شکیل نے کہا۔۔ شاید وہی جمال کے بعد سنئیر تھا۔

کلب سے باہر ہی گاڑیاں رکیں تھیں، شکیل نے اتر کر پچھلی گاڑی کا رخ کیا اور سب کو ہدایات دے کر وہ واپس جمال والی گاڑی میں پہنچا اور وہ

گاڑی کلب کے احاطے میں داخل ہوئی۔ اس کے پیچھے ایک اور جیپ بھی تھی۔ گاڑیاں پارکنگ میں روک کر وہ لوگ اترے اور پھر کلب کی

عمارت کی طرف بڑھے۔ سیاہ لباس اور نقابوں میں ملبوس افراد کو دیکھ کر کھلبلی مچ گئی اور جہاں کہیں انہیں روکنے کی کوشش کی گئی، سرکاری کارڈ کی ایک جھلک ہی کافی ثابت ہوئی اور رستہ کھلتا چلا گیا۔

ہال میں گھستے ہی وہ سب چونک گئے، ہال بالکل خالی تھا جبکہ اس وقت وہاں کافی رونق ہونی چاہیے تھی، پھر سٹاف بھی سہا سہا نظر آرہا تھا۔ جمال بے چینی محسوس کرتے ہوئے کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔

"جیکب کا آفس کدھر ہے؟۔۔۔ ہم سپیشل پولیس سے ہیں۔۔" جمال نے کارڈ نکال کر کاؤنٹر گرل کو پکڑایا۔

"وہ۔۔ ب۔۔ باس۔۔ باس کو کسی نے قتل کر دیا ہے۔۔"

"آفس بتاؤ جلدی۔۔۔"

جمال یہ خبر سن کر بوکھلا ہی گیا۔ ایک ویٹر کی رہنمائی میں وہ جلد ہی

جیکب کے دفتر میں موجود تھے۔ جیکب آفس ٹیبل کے پیچھے سکون کی نیند سو رہا تھا۔ اس کی موت ایک تیز دھار خنجر پیشانی میں گھسنے سے ہوئی

تھی۔ جمال کے اشارے پہ سب نے پھیل کر کمرے کی تلاشی لینا شروع کر دی، جلد ہی وہ لوگ، آفس میں موجود خفیہ دروازہ ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گئے جو کہ عقبی طرف کھلتا تھا۔

"یہاں آخری بار کون آیا تھا؟۔۔" جمال نے گھوم کر ویٹر سے پوچھا۔

"کاؤنٹر پہ موجود مس کے مطابق کوئی شخص باس کا ذاتی خط لے کر آیا تھا اور پھر نہ تو وہ واپس گیا اور نہ ہی کوئی اور یہاں آیا یا گیا۔ کافی دیر تک انٹر کام پہ کال نہ سنی گئی تو ہم کمرے تک پہنچے اور باس کی لاش سامنے آئی۔" ویٹر نے کہا۔

"یہاں کیمرے ہیں؟۔۔" جمال نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔۔

اس کا جی چاہ رہا تھا کہ دیوار سے سر دے مارے۔۔ جہاں جہاں وہ جا رہا تھا رستہ بند ہی مل رہا تھا۔ اور ہر بار وہ فلم دیکھنے لگ جاتا تھا۔

"یس سر۔۔ خفیہ رستے پہ بھی ہیں اور باہر بھی۔۔" ویٹر نے کہا۔

"اوکے. چلو۔ ریکارڈنگ دکھاؤ ہمیں۔" جمال نے کہا اور سب مڑ گئے۔

*

ثانیہ اور جبران، چیف کی ہدایت پہ البرکہ کالونی پہنچ چکے تھے اور کوٹھی نمبر 22 سے کچھ فاصلے پہ جبران نے گاڑی روکی۔

"کیسے چیکنگ کریں گے؟۔۔" جبران نے ثانیہ کی طرف دیکھا۔

"میرے خیال سے جب چیکنگ ہی کرنی ہے تو سامنے سے ہی جانا چاہیے کسی طریقے۔۔" ثانیہ نے کہا۔

"اور اس کے لئے کرائم برانچ کے کارڈز ہی استعمال کرتے ہیں، جس گاڑی کو کو تلاش کر رہے تھے اس کا ذکر کریں گے کہ ہمیں وہ گاڑی

چیک کرنی ہے، اس میں لاش ہونے کی رپورٹ ہے۔" جبران نے کہا۔

"بالکل۔ اس سے سامنے والوں کے تاثرات کا بھی اندازہ ہو جائے گا کہ کس قبیل کے لوگ ہیں۔" ثانیہ نے کہا۔

"پہلے تم جاؤ گی یا۔۔" جبران نے کار آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔۔ میں جاؤں گی۔۔۔" ثانیہ ہنسی تو جبران بھی ہنسا۔

جبران نے کار کوٹھی نمبر بائیس کے سامنے روکی اور ثانیہ کار سے نکل کر گیٹ کی طرف بڑھی۔ اس نے کال بیل کا بٹن دبایا۔ اگلے لمحے یوں دروازہ کھلا جیسے کوئی بیل بجنے کے انتظار میں ہی کھڑا تھا۔ ثانیہ اس سے بات چیت کرنے لگی اور ایک کارڈ بھی اسے تھما دیا۔ وہ شخص اندر غائب ہوا تو ثانیہ واپس مڑ کر کار میں آ بیٹھی۔

"وہ اپنے مالک سے پوچھنے گیا ہے۔ ویسے وہ لاش کا سن کر گھبرا گیا تھا۔" ثانیہ نے کہا۔

"ظاہر ہے۔۔۔ قاتل تو ہیرو ہے۔۔ تو قتل کے حوالے سے اسی کا انداز

اور ہو گا، ہو سکتا ہے یہ عام ملازم ہو۔۔"

جبران نے کہا اور گیٹ کھلتا دیکھ کر اس نے گاڑی سٹارٹ کر کے آگے بڑھائی۔ گاڑی پورچ میں روک کر وہ نیچے اترے۔

"اس طرف صاحب۔۔وہ گاڑی گیراج میں ہے۔" ملازم نے کہا تو دونوں سر ہلاتے ہوئے اس کے پیچھے چل دیئے۔

گاڑی واقعی وہی تھی جسے وہ نواز لوہے والے کے پارکنگ کیمرہ سے بنی ویڈیو میں دیکھ چکے تھے۔ وہ دونوں پہلی نظر میں ہی جیپ پہچان گئے تھے۔ دونوں نے معنی خیز نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ دونوں نے گاڑی کا تفصیلی جائزہ لیا اور پھر ملازم کی طرف پلٹے۔

"اس گاڑی کا مالک کون ہے؟۔۔" جبران نے پوچھا۔

"ہمارے صاحب۔۔۔" ملازم نے کہا۔

"ہمیں ان سے ملنا ہے۔۔" جبران نے کہا۔

"آجائیں۔ صاحب سے پوچھتا ہوں۔" ملازم نے کہا تو وہ دونوں اس کے

پیچھے چل دیئے۔ عمارت کے اندر، ڈرائنگ روم میں بٹھا کر ملازم واپس چلا گیا۔

"اگر ہیر وہی ہوا تو کیا کرنا ہے؟۔۔" ثانیہ نے پوچھا۔

"ملازم تو سیدھا سادھا ہی ہے اور بھی کوئی شخص نظر نہیں آیا۔ ایسے میں دھاوا بول دینا چاہیے۔۔" جبران مسکرایا۔

"ٹھیک ہے۔۔" ثانیہ نے کہا۔

کمرے کا دروازہ کھلا اور سوٹ اور اوور کوٹ میں ملبوس ایک سرد شخصیت اندر داخل ہوئی۔ وہ نوجوان ہی تھا لیکن اور آنکھوں میں عجیب سا سرد پن تھا جسے دیکھ کر وہ دونوں ایک بار بے چین ہو گئے تھے۔ دونوں نے کھڑے ہو کر اس کا استقبال کیا۔ وہ ان کی طرف دیکھے بغیر صوفے میں دھنس گیا۔

"فرمایئے۔۔۔" اس کی سرد آواز۔۔۔ سماعت کو بے چین کر گئی۔

"آپ کی گاڑی۔ وہ ایک واردات میں ملوث ہے۔۔" جبران نے کہا۔

"اور میں؟۔۔۔"

اس نے نظر اٹھا کر جبران کی طرف دیکھا اور جبران بے چین ہو گیا۔

"آپ کا نام کیا ہے مسٹر؟۔۔"ثانیہ نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"ہیرو۔۔۔"سرد جواب ملا۔

"تو مسٹر ہیرو۔۔ آپ کو نواز لوہے والے کے قتل کے جرم میں گرفتار کیا جاتا ہے۔۔"

ثانیہ نے پسٹل نکال کر اس پہ تانتے ہوئے کہا، اس کی چھٹی حس نے فوری سنگل دے دیا تھا جس پہ اس نے پسٹل نکال لیا تھا اور یہ دیکھ کر جبران نے بھی تیزی سے پسٹل نکال لیا تھا۔

"تم لوگ کون ہو؟۔۔"اس نے پسٹلز کو اہمیت ہی نہیں دی تھی۔

"ہم کرائم برانچ سے ہیں۔۔"جبران نے سخت لہجے میں کہا۔

"کرائم برانچ کے کارڈ دکھانے کا مطلب یہ نہیں کہ تم واقعی کرائم برانچ سے ہو۔۔ جب تم لوگ گیٹ اور پھر میرے گیراج میں تھے تو کیمروں

میں تمہارے حلئے دیکھ لئے تھے۔ کرائم برانچ سے پتہ کر چکا ہوں۔ تم لوگ کرائم برانچ کے لوگ نہیں ہو۔۔ کون ہو تم لوگ؟۔۔"

وہ غرایا تو جبران اور ثانیہ نے حیرت سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ اتنا تیز شخص؟۔۔۔۔

"ہم تمہیں جواب دینے کے پابند نہیں۔" ثانیہ نے سخت انداز میں جواب دیا۔

"یہ لارڈ کون ہے؟۔۔" ہیرو نے اچانک سیدھے ہوتے ہوئے کہا تو دونوں اچھل پڑے۔۔

"لارڈ۔۔ وہ کون ہے؟ عجیب سا نام ہے۔۔۔" جبران نے کہا۔

"تمہیں بات چھپانے کا ہنر نہیں آتا۔ تو تم لوگ لارڈ کی ٹیم سے ہو۔ تمہارے انداز سے کنفرم ہو گیا۔ تم سے تو یہ لڑکی بہتر ایجنٹ ہے، اسے تاثرات چھپانا آتا ہے۔۔"

وہ دوبارہ ٹیک لگا کر بیٹھ رہا جیسے ٹیک چھوڑنے کا مقصد پورا ہو گیا ہو۔

"تم کیا بکواس کر رہے ہو۔۔ چلو ہمارے ساتھ ورنہ ہم زبردستی کرنے پہ مجبور ہو جائیں گے۔"

جبران اس کی دماغی قلابازیوں سے بوکھلا گیا تھا۔

"میں نے تم دونوں کو جان بوجھ کر اندر بلوایا۔ یہ لڑکی۔۔۔ نواز لوہے والے کے گودام میں دیکھی گئی تھی۔ میں نواز کو مار آیا تھا لیکن جس طرح تم لوگوں نے وہاں کیمرے چیک کئے۔ میں بھی دوبارہ گیا تھا اور دیکھ آیا کہ کون کون نواز کو کندھا دینے آتا ہے۔ تم لوگ میری توقع سے لیٹ پہنچے یہاں۔۔ پھر بھی تمہاری کارکردگی سے متاثر ہوں لیکن اب تم لوگ میری اجازت کے بغیر یہاں سے نکل نہیں سکتے۔" ہیرو نے کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"خبردار۔۔ میں گولی مار دوں گا۔۔" جبران دھاڑا۔

"یہاں اسلحہ کام نہیں کرتا۔۔ یہ میرا اڈہ ہے۔۔"

اس نے کہا تو جبران نے اس کی ٹانگوں کی طرف رخ کر کے پسٹل کر

ٹریگر دبایا مگر ٹرچ کی آواز کے علاوہ نالی بانجھ ہی رہی۔

"آرام کرو۔۔"

وہ دوبارہ دروازے کی طرف مڑا اور جبران نے اس کے پیچھے دوڑ لگا دی اور اچانک ہی اچھلا، اسی وقت ہیرو بھی مڑ کر اچھلا، اس کی ایک لات جبران کی لات سے ٹکرائی جس سے جبران کا وار خالی گیا اور دوسری جبران کی گردن پہ پڑی اور جبران اڑتا ہوا صوفے سے ٹکرا کر فرش پہ گرا۔

اچانک ہیرو اچھل کر ایک طرف ہوا اور اس کا ہاتھ آگے بڑھا۔ ایک ڈیکوریشن پیس جو ثانیہ نے کھینچ مارا تھا، اس کے ہاتھ میں آگیا تھا۔ ابھی وہ چہرہ موڑنے ہی والا تھا کہ جبران توپ سے نکلے گولے کی طرح اس سے ٹکرایا اور ہیرو اچھل کر دیوار سے ٹکرایا مگر نیچے گرنے کی بجائے وہ واپس کُھلا اور اسی وقت سے جبران سے ٹکرایا اور جبران ثانیہ کو لیتے ہوئے دھڑام سے فرش پہ گرا۔

وہ دونوں تیزی سے اٹھے لیکن ہیرو۔۔ وہ کمرے سے نکل چکا تھا اور خالی کمرہ ان کا منہ چڑا رہا تھا۔

"یہ۔۔ یہ تو چھلاوہ ہے۔۔"

ثانیہ نے جھرجھری لی، جبران دروازے کی طرف بڑھا مگر دروازہ لاک ہو چکا تھا۔ اس نے موبائل نکال کر کال ملانے کی کوشش کی مگر یہ دیکھ کر دماغ بھک سے اڑ گیا کہ موبائل نیٹ ورک ہی نہیں تھا۔ وہ بے چینی سے ہونٹ کاٹنے لگا۔

◆

کبیر سیاہ لباس اور نقاب میں بے چینی سے پہلو بدل رہا تھا، وہ کافی دیر سے اس راہداری میں ایک طرف چھپا بیٹھا تھا۔ وہ اس خالی عمارت میں چیف کے کہنے پہ آیا تھا اور اسے بس یہی کرنا تھا۔۔ جو وہ کر رہا تھا۔۔ اس کے جسم میں بے چین چیونٹیاں دوڑتی پھر رہی تھیں۔ کھٹکے کی آواز سن کر وہ چوکس ہو گیا۔۔ اس کی آنکھوں میں چمک اور جسم میں تناؤ پیدا ہوا۔۔ راہداری کے آخر والی دیوار میں حرکت پیدا ہوئی اور انسانی وجود باہر نکلا۔۔ وہ بالکل بھی پریشان یا جلدی میں محسوس نہیں ہو رہا تھا۔۔ ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے وہ بغیر کسی حادثے کے وہاں ہو جبکہ کبیر کو امید تھی کہ وہ کسی نہ کسی حادثے سے گزر کر ہی آرہا ہے اور ایسی صورتحال میں اتنا پر سکون۔۔ وہ مضبوط اعصاب والا شخص تھا۔

اس کے پیچھے رستہ بند ہوا اور وہ اطمینان سے آگے بڑھتا چلا آیا اور جیسے ہی وہ اس کونے سے آگے نکلا، کبیر پھرتی سے اچھلا اور عقب سے اسے جکڑے ہوئے، رگیدتا ہوا عمارت کے مرکزی دروازہ میں پہنچا۔ اسی وقت کبیر کے جسم کو جھٹکا لگا اور وہ ہوا میں بلند ہوتا ہوا اس وجود سے دور جا گرا۔

"کون ہو تم؟۔۔" اچھل کر کھڑے ہوتے ہی وہ غرایا۔۔

برف سے بھی ٹھنڈی اور سخت آواز۔۔ کبیر لمحے بھر کے لئے رک گیا تھا جیسے جسم نے حرکت میں آنے سے انکار کر دیا ہو۔

"تمہاری موت مسٹر ہیرو۔۔۔" کبیر غرایا اور اس کی طرف دوڑا۔

"ہونہہ۔۔۔" اس نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔

کبیر اس پہ ٹوٹ پڑا تھا، تابڑ توڑ مکے برسنے لگے اور ٹانگیں۔ وہ تو پنکھا بنی ہوئی تھیں مگر سامنے والا۔۔ اس کی شخصیت ہی اتنی سرد تھی کہ پنکھے سے کوئی خاص فرق پڑتا نظر نہ آیا۔ وہ صرف کبیر کے حملوں کو روکنے

تک محدود تھا۔۔ کبیر کے مکے اور لاتیں۔۔ اس لگ بھی جاتی تھیں مگر اس سے اس کا چہرہ مزید سرد ہو رہا تھا۔۔ باقی ۔۔ فرق ۔۔ تکلیف اور تھکن نام کی کوئی چیز اس کے چہرے پہ نظر نہ آ رہی تھی۔ ادھر کبیر کا چہرہ سرخ سے سرخ تر کی حد سے نکل رہا تھا اور سانس۔ قوت برداشت آہستہ آہستہ کم ہو رہی تھی اُدھر۔۔ ہیرو۔۔ وہ شاید فریش ہو رہا تھا۔

اچانک کبیر کی گھومتی ہوئی لات اس کی گردن پہ پڑی اور وہ جھٹکا کھا کر پیچھے ہٹا، کبیر کے چہرے پہ مسکراہٹ ابھری لیکن اگلے لمحے ہی وہ بوکھلا کر پیچھے ہٹا مگر دیر ہو چکی تھی۔

گردن پہ لات کھاتے ہی ہیرو کا چہرہ سخت ہوا اور ایک طرف جھکتے ہی اس کا جسم ایک ہاتھ کے بل پہ قوس کی شکل میں گھوما اور کبیر کے سنبھلنے سے پہلے ہی اس کے دونوں پاؤں کبیر کے سینے پہ پڑے اور وہ اچھل کر پشت کے بل زمین پہ گرا۔

"ماننا پڑے گا کہ یہاں ایک سے بڑھ کر ایک باصلاحیت انسان ہے جنہیں مارنے کی بجائے اپنا وفادار بنانا زیادہ بہتر ہے، مجھ سے ٹکرانے

والوں میں سے تم جسمانی اور ذہنی طور پہ بہتر ہو۔ تمہارے اندر ایک ٹھہراؤ ہے۔ کیا تم میرے ساتھ شامل ہونا چاہو گے؟۔۔"

اچانک وہ سرد شخصیت، لہجے کو نرم کرتے ہوئے گویا ہوئی۔

"میں ملک کے دشمن سے صرف ایک رشتہ رکھنا پسند کرتا ہوں۔ قاتل یا مقتول۔ تم مجھے مار دو۔۔۔ یا میں تمہیں مار کر دم لوں گا۔۔"

کبیر غرایا اور وہ برق رفتاری سے اچھل کر اس سے ٹکرایا اور دونوں اڑتے ہوئے عمارت سے باہر، برآمدے میں گرے اور کبیر کی ٹانگوں میں حرکت ہوئی اور ہیرو اچھل کر برآمدے سے بھی باہر جا گرا۔

"جیسا تم چاہو۔۔۔" سرد جواب کے ساتھ اس بار وہ حملہ کرنے بڑھا۔

کبیر تھکاوٹ کا شکار ہو چکا تھا، نفسیاتی طور پہ بھی اس کا ذہن مضبوطی سے کمزوری کی طرف مائل ہو رہا تھا کیونکہ مخالف اس سے طاقتور نظر آ رہا تھا اور ایک طرح سے کبیر تمام جسمانی ہتھیار و حربے استعمال کر چکا تھا جن کو وہ بے اثر کر چکا تھا۔۔ ابھی وہ کبیر سے فاصلے پہ ہی تھا کہ کبیر اچھلا اور

اس کی لات سامنے والے کی پنڈلیوں کی طرف بڑھی، وہ اچھلا کر ضرب سے بچا، وہیں سے کبیر ایڑی کے بل گھومتا چلا گیا اور کک۔۔۔ ہر بار پہلے سے بلند ہوتی چلی گئی اور ساتھ ہی وہ اچانک رکا اور اس کا مکہ تیزی سے زمین پہ پاؤں ٹکاتے ہوئے مخالف کے سینے پہ پڑا اور وہ جھٹکے سے پیچھے ہوا ساتھ ہی اس نے کبیر کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچ لیا اور اس کی سائیڈ کک پوری قوت سے کبیر کے پہلو میں گھسی۔

کبیر اوغ کی آواز کے ساتھ جھکا ہی تھا کہ ہیرو کی کہنی پوری قوت سے کبیر کی گردن پہ پڑی اور کبیر کے پاؤں اکھڑے۔ کبیر کے زمین پہ گرتے ہی اس کی لات گھومی اور کبیر کی کنپٹی پہ دھماکہ ہوا۔ ایسا دھماکہ ۔۔ کہ ایک دھماکہ ہی کافی ثابت ہوا اور کبیر بے جان سا ہو گیا۔

"تمھیں تمہاری مرضی کے بغیر بھی اپنا وفادار بنایا جاسکتا ہے۔۔" وہ بڑبڑایا۔

"لیکن میری مرضی کے بغیر نہیں۔۔۔" ایک غراتی آواز کے ساتھ وہ تیزی سے مڑا۔

"اب تم کون ہو؟۔۔" اس نے منہ بناتے ہوئے سامنے کھڑے لمبے تڑنگے اور مضبوط جسم کے مالک سیاہ پوش سے پوچھا۔

"اتنی بھی کیا جلدی ہے۔۔" سرد لہجے میں اس کا بھی شاید کوئی ثانی نہیں تھا۔

"اوکے۔۔۔" ہیرو نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے اور برآمدے سے نکل کر اس کے سامنے جا پہنچا۔

"پھر تم اپنا کام کرو۔ میں اپنا۔" ہیرو نے کہا اور گیراج کی طرف بڑھنے لگا۔

"میں پشت سے حملہ کرنا پسند نہیں کرتا۔۔" عقب سے سرسراتی آواز سن کر ہیرو رکتے ہوئے مڑا۔

"اس کی حالت دیکھ کر بھی مجھ سے لڑنا چاہتے ہو؟۔۔" ہیرو نے سادہ انداز میں کبیر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔۔۔میں تمہارے ذہن پہ جمی سرد تہہ کو پگھلا کر ہی چھوڑوں گا۔" اس نے کہا۔

"کوشش کر لو۔۔۔" ہیرو اس کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔

اسی وقت عمارت کی دیوار سے مسلح افراد کودتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔۔ وہ تعداد میں تین ہی تھے، ایک لڑکی اور دو مرد۔

"تو یہ تمہارا ٹریپ تھا؟۔۔" ہیرو غرایا۔

"تم اکیلے نہیں جو ٹریپ سیٹ کر سکتے ہو۔" نقاب پوش شاید مسکرایا تھا۔

تب تک تینوں مسلح افراد ان سے کچھ فاصلے پہ پہنچ چکے تھے، کبیر بھی اب کھڑا ہو چکا تھا، شاید اس کا دماغ وقتی طور پہ ہی جھٹکا کھا گیا تھا۔

"ساحر کو تم نے اغوا کیا ہے؟۔۔"

کبیر نے ہاتھ کی پشت سے ہونٹوں پہ لگا خون صاف کرتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔۔ نقلی ساحر۔۔۔" ہیرو نے منہ بنایا۔

"کیا۔۔ نقلی۔۔" سب کے منہ سے نکلا تو نقاب پوش نے ہاتھ بلند کر کے سب کو چپ رہنے کا اشارہ کیا۔

"میں جانتا ہوں۔۔" نقاب پوش نے سرد لہجے میں کہا۔

نقاب پوش کی بات سن کر ان چاروں کی حالت دیکھنے والی تھی۔

ساحر ملا تھا۔۔ ایسی حالت میں کہ وہ چاہ کر بھی اسے دیکھ نہ سکے۔۔ تیمارداری نہ کر سکے بس جبران کی زبانی علم ہوا کہ اس کی حالت بہت دردناک ہے۔ پھر اس سے ملنے کے انتظار میں رہے اور پھر اسے اغوا کر لیا گیا۔ اس جذباتی اٹھک بیٹھک میں ان پہ کیا گزری یہ وہی جانتے تھے اور نقاب پوش نے آسانی سے کہہ دیا کہ وہ جانتا تھا کہ ساحر نقلی ہے۔۔ نیا موڑ۔۔ نیا جھٹکا۔۔ نیا سوال۔۔

"تم لارڈ کو کیوں ڈھونڈ رہے تھے؟۔۔" نقاب پوش نے، جو کہ لارڈ ہی تھا، نے پوچھا۔

"اوہ۔۔تو۔۔۔تم جانتے ہو اسے۔۔اور میری تلاش کو بھی۔۔تو تم لارڈ تو نہیں؟۔۔۔"اس نے چونک کر نقاب پوش کی طرف دیکھا۔

"تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔۔"نقاب پوش نے پوچھا۔

"اگر تم لارڈ ہو تو۔۔۔تم ہمارے رستے کی رکاوٹ ہو اس لئے تمہیں ختم کرنا ضروری ہے۔"ہیرو اس کی طرف چل دیا۔

"تمہارا مشن کیا ہے؟۔۔"لارڈ نے اطمینان سے پوچھا۔

"اپنا ملک واپس حاصل کرنا۔"ہیرو نے جواب دیا۔

"یہ ملک تو ہمارا ہے۔۔"لارڈ نے کہا۔

"یہاں منگول بسیں گے۔۔۔یہ منگولوں کا ملک ہو گا۔۔تم لوگوں بس قبضہ کر بیٹھے ہو۔۔۔یہ ملک ہے ہی ہمارا۔۔"

ہیرو پھنکارہ اور ساتھ ہی اچھل کر لارڈ سے ٹکرایا۔ دونوں زمین سے بلند ہوتے ہوئے دوبارہ زمین پہ گرے اور ہیرو کی ٹکر لارڈ کے چہرے کی طرف بڑھی، اس نے سر دوسری طرف جھکایا اور ہیرو۔۔اس کا سر لارڈ

کے سر سے ٹکراتا ہوا زمین سے ٹکرایا تو ایک بار اس کا ذہن ساتھ چھوڑ گیا۔۔ اسی وقت سپارک نے ایک ہاتھ اس کی گردن پہ ڈالا اور دوسرا لمحہ ہیرو کی گردن پہ۔۔ ساتھ ہی اس کی ٹانگیں حرکت میں آئیں اور ہیرو اچھل کر پشت کے بل زمین پہ گرا۔ دونوں ایک ساتھ اچھل کر کھڑے ہوئے۔

"کوئی حملہ نہ کرے اس پر۔۔ مجھے زندہ چاہیے یہ۔" لارڈ نے گنوں کو رخ ہیرو کی طرف ہوتے دیکھ کر غرا کر سب سے کہا اور مشین گنوں کی نالیں جھک گئیں۔

لارڈ اور ہیرو۔۔۔ ایک ساتھ آگے بڑھے اور پھر یوں لگا جیسے دو وحشی شیر ایک دوسرے پہ جھپٹ رہے ہوں، نہ لارڈ تھک اور جھک رہا تھا نہ ہی ہیرو۔۔ کبیر تو خود ہیرو کا سامنا کر چکا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ فولاد ہے۔۔ گرین سروس کے تمام ممبر، کبیر، ثانیہ، جبران اور عباس۔۔ وہاں موجود تھے جو اپنے چیف کو ایک۔۔ ولن۔۔ 'ہیرو'۔۔ سے دوبدو لڑتے دیکھ رہے تھے، لڑائی اس نہج پہ پہنچی

کہ وہ اس کشمکش میں نظر آئے کہ لڑنے کی قابلیت ، وار کا بروقت استعمال، پھرتی اور طاقت۔۔ کس کو داد دیں۔۔ دشمن کو یا اپنے چیف کو۔۔

ہیرو جو تھوڑی ہی دیر پہلے جبران اور ثانیہ کو ایک طرح سے مات دے کر نکلا تھا، اس نے کبیر کے دانت کھٹے کئے تھے اور اس کے فوری بعد وہ لارڈ پہ چڑھ دوڑا۔

لارڈ تازہ دم۔۔۔ اور ہیرو۔۔۔ وہ کبیر سے لڑ کر تازہ دم ہوا تھا۔

اچانک لارڈ قلابازی مارتے ہوئے ہاتھوں پہ گھوما اور اس کی ٹانگیں کیپوویرا کے انداز میں پنکھے کی طرح گھومنے لگیں ، جتنی تیزی سے ٹانگیں گھوم رہی تھیں اتنی تیزی سے ہیرو بچتے ہوئے پیچھے ہٹنے لگا، اچانک اس نے لارڈ کے وار کو بازو پہ روکا اور سرعت سے آگے بڑھ کر لات اس کے پیٹ میں ماری اور لارڈ کا جسم پیچھے کی طرف گرا ہی تھا کہ ایک ہاتھ کے بل پہ قلابازی کھاتے ہوئے اس کے پاؤں مڑ کر زمین پہ لگے اور وہیں سے جھٹکا کھا کر پوری قوت اور تیز رفتاری سے واپس

مڑے اور سیدھے ہوتے ہیرو کے سر پہ پڑے، کٹک کی آواز کے ساتھ ہیرو کے جسم کو جھٹکا لگا۔

یہ لمحہ ہی غنیمت تھا اور لارڈ کی ٹانگیں دوبارہ گھومنے لگیں اور ہیرو کا جسم ضربیں کھاتا ہوا ادھر اُدھر جھکتا اچھل کر زمین پہ گرا۔ لارڈ کے دونوں پاؤں جڑ کر اس کے سینے کی طرف بڑھے۔۔ ہیرو۔۔ جو اس وقت ہوش سے ذرا آگے نکلا ہوا نظر آرہا تھا۔ تیزی سے اندر کی طرف پلٹی کھاتے ہوئے لارڈ کے گھٹنوں کے نیچے پہنچا اور اس کے دونوں مکے ایک ساتھ لارڈ کی پشت میں گھسے۔۔۔ وہ لڑکھڑا کر نیچے گرا۔

"یہ دونوں تو رک ہی نہیں رہے۔۔" جبران نے ثانیہ کی طرف دیکھا۔

"چیف نے ہمیں بھی روک دیا ہے۔۔۔" ثانیہ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ تھک کر گرا تو گرے گا ورنہ میں دیکھ چکا ہوں۔۔ یہ ہار نہیں مانتا۔۔" کبیر ان کے پاس پہنچ کر ہیرو کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"اور چیف بھی ہار نہیں مانے گا۔۔" ثانیہ نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلایا۔

"تمہاری ماں کیا کہتی ہے اس بارے میں ؟۔۔" کبیر نے ماحول کا تناؤ کم کرنے کی خاطر عباس کی طرف دیکھا۔

"اب بیچاری ماں کیا کہہ سکتی ہے۔۔" عباس نے جھرجھری لیتے ہوئے جواب دیا تو سب مسکرائے اور پھر چونک کر چہرے موڑ کر سامنے دیکھنے لگے۔

لارڈ اور ہیرو۔۔۔ دوبارہ کھڑے ہو چکے تھے۔

"ہار مان جاؤ تم۔۔ اس میں بہتری ہے۔۔" نقاب پوش غرایا۔

"ہار اسی کی ہو گی جو پہلے مر گیا۔۔" ہیرو غرایا۔

"تو تم کسی کی بھی نہیں سنتے۔۔۔" نقاب پوش نے کہا۔

"ہاں۔۔ صرف اپنی سنتا ہوں۔۔ مگر تمہیں اس سے مطلب؟۔۔" ہیرو چونک گیا۔

"تم جو خواب دیکھتے ہو، میں جانتا ہوں۔۔" لارڈ نے کہا۔

"کیا بکواس ہے؟۔۔" ہیرو غرایا۔

"تمہیں حکم کون دیتا ہے؟۔۔ کیا وہ جھنجھوڑتا نہیں تمہیں؟۔۔ اس کی تو سن لینی چاہیے۔۔۔" لارڈ نے پراسرار لہجے میں کہا۔

"تت۔۔ تم کیسے جانتے ہو؟۔۔"

ہیرو نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔ وہ پہلی بار ہکلایا تھا۔ باقی افراد ایک دوسرے کو حیرت سے دیکھ رہے تھے۔

"تم جسے تلاش کر رہے ہو میں اسے جانتا ہوں۔۔" لارڈ نے پراسرار انداز میں کہا۔

"میں کسے ڈھونڈ رہا ہوں؟۔۔۔ بند کرو اپنی بکواس۔۔۔ تمہارے دماغ پہ ضرب لگ گئی ہے شاید۔۔"

ہیرو پھنکارہ اور اچھل کر لارڈ پہ حملہ کر دیا۔ ایک بار پھر وہ وہ ایک دوسرے پہ جھپٹ پڑے تھے لیکن اس بار۔۔ ہیرو۔۔ اس کی رفتار میں

وہ تیزی نہ تھی جواب تک نظر آرہی تھی۔ شاید وہ ذہنی طور پہ کہیں الجھ گیا تھا۔

"چیف کی بات کا کیا مطلب ہے بھلا؟۔۔ چیف ہیرو کو کیسے جانتا ہے؟۔۔" جبران کی الجھی ہوئی آواز سنائی دی۔

"مجھے کیسے پتہ؟۔۔" کبیر بھی الجھا ہوا تھا۔ بلکہ تو وہ چاروں ہی الجھی ہوئی نظروں سے سامنے لڑتے ہیرو اور لارڈ کو دیکھ رہے تھے۔

"چیف اسے الجھا رہا ہے بس۔۔ اسے ذہنی طور پہ پریشان کر رہا ہے۔۔" جبران کے منہ سے الفاظ بہنے لگے۔

"ہیرو اس طرح جھانسے میں نہیں آسکتا۔ میں اس کا سامنا کر چکا ہو۔ ہم سے اگلے درجے کا انسان ہے وہ۔۔ دیکھ نہیں رہے کہ اب تک چیف کے سامنے ٹِکا ہوا کیسے ہے۔۔" کبیر نے کہا۔

گرین سروس۔۔ سیکشن فائیو۔۔ چنگیزی۔۔ سب کو مات دینے والا۔۔ سلطان کو قانون کی گرفت سے نکالنے والا۔۔ جیکب کو ختم کرنے

والا۔۔ قدم قدم پہ انوکھے جال بچھانے والا۔۔ ہیرو۔۔ اگر سپارک اسے جانتا تھا تو اب تک ڈھیل کیوں دی ہوئی تھی۔ لارڈ اس شخص سے واقف تھا جو سب کے ہوش اڑاتا پھر رہا تھا اور سب کو اغوا کرتا پھر رہا تھا۔ جس نے ملک دشمن کو قانون کی گرفت سے رہائی دلوائی تھی۔ جو اس وقت ملک کی اہم شخصیت "لارڈ" کے خون کا پیاسا تھا۔

اس کے حملوں میں پہلی جیسی کڑک نہ ہونے کے باوجود وہ رک نہیں رہا تھا، اچانک ہی وہ جھٹکے سے لارڈ سے دور ہوا اور۔۔۔ ٹھائیں۔۔۔ کی آواز کے ساتھ ہیرو غرا کر امین پہ گرا، گولی اس کے بازو کا گوشت چیرتی ہوئی نکل گئی تھی اس نے سرد نظروں سے اپنی بائیں جانب دیکھا۔

اسی وقت کبیر تیزی سے آگے بڑھا، اس نے جبران سے گن چھپٹی اور کھٹاک کی آواز کے ساتھ گن کا دستہ ہیرو کے سر پہ لگا اور وہ تڑپ کر زمین پہ گرا اور پھر ساکت ہوتا چلا گیا۔ لارڈ اور باقی ممبرز نے اس کی طرف دیکھا۔

"سوری چیف۔۔ یہ لڑائی ویسے ختم ہو نہیں رہی تھی۔۔ یہ موقع بھی غنیمت تھا۔۔" کبیر نے کہا۔

تب تک باقی افراد نے اپنی بائیں جانت دیکھتے ہوئے گنیں سیدھی کر لی تھیں۔

وہ اتنے انہماک سے لڑائی دیکھنے میں گم تھے کہ کسی قسم کی کھٹکا سنائی نہ دیا

تھا یا حملہ آور بھی گھات لگانے میں ماہر تھے۔ ایک نقاب پوش پسٹل تا نے ان سب کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس کے پیچھے مشین گنیں تھامے چھ افراد تھے، وہ سب بھی سیاہ لباس اور نقاب میں چہرے چھپائے ہوئے تھے۔۔

کبیر کی گن کا رخ بھی ان کی طرف ہوا۔۔ اور لارڈ۔۔ اس کی نظریں سب سے آگے چلنے والے نقاب پوش پہ جم گئیں۔ وہ شاید اسے جانتا تھا۔

جب کبیر اور ثانیہ نے لارڈ کو کال کر کے بتایا کہ وہ ہیرو نامی شخص کو ڈھونڈ رہے ہیں تو اس نے کبیر کی طرف سے ملنے والی تمام معلومات کی مدد سے ہیرو کی گاڑی ڈھونڈ نکالی اور وہ جس رہائش گاہ میں رہ رہا تھا، سپارک سب سے پہلے اس رہائش گاہ کے انجینئرز تک پہنچا تاکہ جان سکے کہ ہیرو کیسی رہائش گاہ میں رہ رہا ہے اور اس کے بچ نکلنے کے راستے بلاک کر سکے، وہ جانتا تھا کہ اگر ایک بار ہیرو کو زخم ملا یا اس کا ذہن شکست سے بہک گیا تو پھر جانی نقصان بھی ہو سکتا تھا اور اس پہ ہاتھ ڈالنا آسان نہ رہتا۔

اسی انجینئر سے سپارک کو علم ہوا کہ ہیرو جس عمارت میں رہتا ہے، اس کا ایک خفیہ دروازہ ہے جو کہ عقبی کوٹھی میں کھلتا ہے۔ سامنے والی کوٹھی میں تہ خانہ وغیرہ نہیں تھا لیکن عقبی کوٹھی کے نقشے میں تہ خانہ ظاہر تھا۔۔۔ جس سے سپارک کو یہ سمجھنے میں مشکل نہ ہوئی کہ ہیرو ایک عمارت میں گھستا ہے اور خفیہ دروازے سے عقبی۔۔ مگر الگ کوٹھی میں جا نکلتا ہے جو کہ اس کا اصل اڈہ ہے۔۔۔ تہ خانے میں ہی یقیناً

اغوا کئے گئے افراد رکھے گئے تھے۔

اس نے ثانیہ اور جبران کو سامنے سے بھیجا اور خفیہ مگر دوسری کوٹھی میں کبیر تعینات تھا اور کوٹھی سے باہر عباس اور وہ خود۔۔۔ اس کے اندازے کے عین مطابق ہیرو جبران اور ثانیہ کو قید کر کے نکلنے میں کامیاب ہو گیا تھا لیکن ثانیہ اور جبران، کیونکہ جانتے تھے کہ یہ سب پلان کا حصہ ہے تو اپنی ہیرو کو پکڑنے کی بھرپور کوشش میں ناکامی کے باوجود وہ پر سکون رہے اور ثانیہ نے اس کمرے کا لاک آخر کار کھول ہی لیا جس میں ہیرو انہیں قید کر کے گیا تھا۔۔۔ اس کے بعد وہ عقبی کوٹھی کے باہر پہنچے اور عباس کے ساتھ شامل ہوئے۔

ادھر ہیرو کے خفیہ اڈے میں سپارک۔۔۔ ہیرو اور کبیر کو لڑتا دیکھتا رہا۔۔ وہ جان بوجھ کر آگے نہ بڑھا تھا اور جب کبیر مات کھاتا نظر آیا تو اسے سامنے آنا پڑا۔

سپارک کا دو طرفہ منصوبہ کامیاب رہا، ہیرو، ثانیہ اور جبران کو پچھاڑ کر اصلی اڈے میں گھسا اور سپارک وہاں بھی تیار تھا۔۔۔ لیکن ہیرو نے اپنا

آپ ثابت کر دیا تھا۔۔ اس نے نہ صرف سیکشن فائیو بلکہ کمانڈوز ایک جتھے کے علاوہ گرین سروس کو بھی مات دی تھی۔۔

★

گاڑیاں آندھی و طوفان کی طرح اڑی چلی جارہی تھیں۔۔ جمال اپنے ماتحتوں کے ساتھ تنے ہوئے جسم کے ساتھ بیٹھا تھا۔ اس بار اس نے انٹیلی جنس کے ہر کارندے کو استعمال کرتے ہوئے کچھ ہی دیر میں وہ عمارت ڈھونڈ نکالی تھی جہاں وہ گاڑی موجود تھی جس کا سوار آخری بار جیکب کے کلب گیا تھا۔۔ اور وہ اور کوئی نہیں۔۔ ہیرو ہی تھا۔۔ جمال اسے بھول نہیں سکتا تھا۔ اس بار وہ دیر بھی نہیں کرنا چاہتا تھا جس وجہ سے کرنل عابد کی مدد سے اس نے شہر میں موجود ہر ایجنٹ کو استعمال کیا

تھا اور بالآخر وہ شکار ڈھونڈنے میں کامیاب ہو ہی گیا تھا۔ ہیرو اس کے ہاتھ سے پہلے بھی پھسل چکا تھا اور اس کے سیکشن کے

تین افراد کو کب کا اغوا کر چکا تھا۔۔ اب دیر۔۔ صبر۔۔ یہ سب کچھ جمال کی برداشت سے باہر تھا۔ جلد ہی وہ مطلوبہ عمارت سے کچھ فاصلے پہ رکے اور تیزی سے گاڑیوں سے اترتے ہوئے اس کے ماتحتوں نے عمارت کے گرد جگہ سنبھالی اور اس بار۔۔۔ ایک بندہ خاص طور پہ۔۔۔ سڑک کنارے بنے گٹر کے مین ہول کا ڈھکن اٹھا کر نگرانی پہ مامور کیا گیا۔۔۔ یہ سیورج کا وہ مقام تھا جہاں سے گٹر وَن وے ٹریفک کا حامل تھا۔۔ یعنی اگر کوئی گٹر میں اترتا تو وہاں سے ضرور گزرتا۔۔ وہ لوگ جانتے نہیں تھے کہ پچھلی بار ہیرو کیسے اُس عمارت سے نکلا تھا لیکن اس بار وہ ہر رستہ اس پہ بند کرنا چاہتے تھے۔

جب عمارت کو پوری طرح گھیر لیا گیا تو وہ لوگ عمارت کی دائیں جانب موجود چھوٹی سی خالی گلی میں گھسے، اس گلی میں باقی کوٹھیوں کا عقب تھا جس وجہ سے گلی ویرانی کا شکار نظر آرہی تھی۔ یہ بات ان کے حق میں

تھی۔ دیوار کی اونچائی کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کی مدد سے دیوار پہ پہنچے اور دوسری طرف کود گئے۔ کودتے ہی وہ لوگ پھیل کر آگے بڑھنے لگے لیکن جیسے ہی وہ عمارت کی اوٹ سے نکلنے لگے، ان کے قدم رک گئے اور نظریں سامنے جم گئیں۔

لان میں کچھ لوگ، انہی کی طرح سیاہ لباس و نقاب میں ملبوس، اسلحہ تھامے کھڑے تھے جب کہ دو افراد ایک دوسرے پہ آسمانی بجلی کی طرح لپک رہے تھے۔ جمال اور اس کے ماتحت سانسیں روکے یہ لڑائی دیکھ رہے تھے جس میں کسی کو بھی پلڑا فی الوقت بھاری نظر نہ آرہا تھا۔ ایسی لڑائی۔ جس کا فریق بننے کی غلطی نہ تو جمال کر سکتا تھا نہ ہی اس کے ماتحت۔۔ کیونکہ ان دونوں میں سے کوئی بھی ان کے درجے کا نہیں تھا۔۔۔ وہ کسی اور ہی لیول کے افراد تھے۔۔ کم از کم ان کے لڑنے کا انداز یہی ظاہر کر رہا تھا۔ جمال ان دونوں میں سے ایک کو پہچان گیا تھا۔

اچانک وہ دونوں لڑتے لڑتے رکے اور پھر شاید دو چار جملوں کے بعد دوبارہ ٹوٹ پڑے۔۔۔ جمال نے ہنکارہ بھرا۔

"چلو۔ کب تک یہ اچھل کود دیکھتے رہیں گے۔" وہ جھک کر آگے بڑھا۔

اس کے ماتحتوں کے انداز سے ظاہر ہو رہا تھا کہ انہیں ایکشن دیکھنے سے روکے جانے پہ دکھ ہو رہا ہے۔۔ ایکشن تھا بھی ایسا ہی۔۔۔۔

جمال نے پسٹل سیدھا کیا اور جیسے ہی ہیرو اس دوسرے شخص سے دور ہوا، جمال نے ٹریگر دبا دیا اور ٹھائیں کی آواز کے ساتھ ہیرو غرا کر زمین پہ آ رہا۔

"چلو جلدی۔۔ گھیرے میں لے لو سب کو۔۔"

جمال نے کہا تو اسلحہ تانے سب سامنے موجود افراد کی طرف بڑھے۔ ان افراد نے بھی جمال اور اس کی ٹیم پہ اسلحہ تان لیا تھا۔

جمال نے سب کا جائزہ لیا، ہیرو سے لڑنے والا مضبوط جسم اور لمبے تڑنگے قد کا تھا، باقی سب کا قد اس سے کم ہی تھا لیکن ان میں سے بھی ایک بہت مضبوط جسامت والا شخص (کبیر) کھڑا تھا، جس کے ساتھ ایک لڑکی، ایک درمیانے قد کا شخص اور پھر ایک نکلتے قد کا شخص۔

"کون ہو تم لوگ؟۔۔۔" جمال نے سرد لہجے میں پوچھا۔

دوسری طرف خاموشی ہی رہی۔ ظاہر ہے چیف کی موجودگی میں ماتحت کیسے بول سکتے تھے اور پھر کبیر اور ثانیہ سے جمال بھی متعارف تھا، ان کے بولنے سے بہت سے سوالات کھڑے ہو سکتے تھے۔

"مسٹر جمال۔۔ خوشی ہوئی تمھیں دیکھ کر۔۔"

ہیرو سے لڑنے والے شخص نے سرد۔۔۔ مگر تحسین بھرے لہجے میں کہا۔۔ جمال پہلے تو اپنا نام۔۔ اور پھر وہ لہجہ۔۔۔ وہ اس لہجے کو پہچان گیا تھا۔ (در حقیقت اس کی آواز بدل گئی تھی۔۔۔ جو صرف جمال کو اپنی پہچان کروانے کے لئے بدلی گئی تھی کیونکہ وہ جب بھی جمال سے ملا تھا، وہی لہجہ اختیار کیا تھا۔)

"تم۔۔ تم کون ہو؟۔۔" اس نے چونک کر پوچھا۔

"تمہارا سیکشن اس کوٹھی کے تہ خانے میں مل جائے گا تمہیں۔۔" نقاب پوش نے کہا۔

"تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔۔" جمال غرایا۔

"اس بات کو رہنے ہی دو تو بہتر ہے۔ اپنا سیکشن لے کر چلے جاؤ یہاں سے اور ذرا ڈھنگ سے کام کرنا سیکھو۔ ایک ممبر کی شہادت کو لے کر تم لوگ اتنے بکھر گئے کہ مجرم کے ہاتھ لگتے گئے، غنیمت ہے کہ اس نے سب کو مار ہی نہیں ڈالا۔"

نقاب پوش غرایا تو سب کے جسموں میں سرد لہر دوڑ گئی۔

"تم ہو کون مجھ سے اس طرح بات کرنے والے؟۔۔" جمال کے تن بدن میں آگ لگ گئی تھی۔ ماحول میں تناؤ کی کیفیت پیدا ہو رہی تھی۔

"ہیرو ہمارے ساتھ جائے گا۔۔" نقاب پوش نے کہا تو گرین سروس کے ممبر آگے بڑھے۔

"تمہاری غلط فہمی ہے۔۔ اس نے میری ٹیم پہ ہاتھ ڈالا ہے۔ یہ میرا شکار ہے اور تم لوگ اس سے دور رہو ورنہ بھون دیئے جاؤ گے۔" جمال اس کی طرف دیکھا اور پھر گرین سروس کے ممبرز کو دیکھ کر غرایا۔

"کرنل عابد سے بات کراؤ میری۔۔"

نقاب پوش کی آواز سن کر جمال تیزی سے پلٹا۔ وہ موبائل پہ بات کر رہا تھا۔ جمال حیرت سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا کہ وہ کرنل عابد کو کیسے جانتا تھا۔۔ اور کتنی آسانی سے وہ کرنل عابد سے بات کروانے کو کہہ رہا تھا۔۔ کون تھا وہ نقاب پوش۔۔۔؟۔

نقاب پوش کال کرتے ہوئے دور ہٹتا چلا گیا تھا اور تھوڑی دیر دھیمی آواز میں بات کرنے کے بعد اس نے موبائل جیب میں ڈالا اور واپس۔۔ اس ہجوم کی طرف چل دیا۔۔ اسی وقت جمال کے فون کی گھنٹی بجی اور جمال فون نکالتے ہی چونک گیا۔ اس نے نقاب پوش کی طرف دیکھتے ہوئے کال اٹنڈ کی۔

"یس چیف۔۔ جمال بول رہا ہوں۔۔"

"اپنے سیکشن کو لے کر واپس آجاؤ۔۔" کرنل نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو جمال اچھل پڑا۔

"مگر چیف۔۔ ہیرو۔۔۔"

"اگر مگر کچھ نہیں۔۔ شکر کرو کہ تم سلامت ہو، نوکری سلامت ہے۔۔ میرے لئے مشکلات مت پیدا کرو۔۔ اچھے طریقے سے چپ چاپ ٹیم کے ساتھ واپس آجاؤ۔۔" تیز لہجے میں اس کی بات کاٹ دی گئی۔

"چیف۔۔ یہ میرا کیس ہے۔۔" جمال نے مضبوط لہجے میں کہا۔

"کیپٹن۔۔ جو شخص تمہارے سامنے کھڑا ہے وہ وقت آنے پہ مجھ سے بھی شکار چھین سکتا ہے۔ تم اس کی اپروچ نہیں جانتے، وقت ضائع مت کرو میرا۔۔ نکلو وہاں سے۔۔"

کال بند ہوئی اور جمال کا منہ۔۔ نقاب تلے۔۔ کھل گیا۔۔ زندگی میں پہلی بار اتنی شدید حیرت سے واسطہ پڑا تھا۔ کرنل عابد سے شکار چھین لینا۔۔ یعنی کرنل عابد جتنا۔۔ یا شاید اس بھی زیادہ اہم شخص۔۔۔ اور وہ خود کھلے عام ایک مجرم سے ٹکرا رہا تھا۔۔ جتنی اس کی اہمیت بتائی گئی تھی وہ اس کی پھرتی اور لڑنے کے انداز سے تو میل کھاتی تھی مگر

۔۔ اسے تو کسی بلٹ پروف عمارت میں ہی رہنا چاہیے تھا۔۔ اس ملک میں تو اہم آدمی ایسے ہی ہوتے تھے۔۔ ہاتھ سے کام کرنا تو بے عزتی تھی اور وہ۔۔۔۔۔

"کیپٹن۔۔ یہ قصہ ہیرو تک محدود نہیں۔۔ ملک کی سالمیت کا سوال ہے، اس لئے سمجھا اور بتا رہا ہوں کہ کسی قسم کے حسد یا بغض کو اپنے دماغ کی بیڑی مت بنا لینا۔ یہ بہت بڑا سلسلہ ہے جس کی ایک اہم۔۔ بلکہ اب تک کی سب سے اہم کڑی ہیرو ہے۔۔ میں اسے لے جانے کے لئے اپنی جان کی قربانی بھی دے سکتا ہوں۔۔ میں ایسی کڑی تک پہنچنے کے لئے اب تک تمہاری نگرانی کرتا رہا ہوں۔۔۔" نقاب پوش نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سوری سر۔۔ میں نا تو پہلے آپ کے بارے میں جانتا تھا نا ہی اب۔۔ لیکن میرے چیف کا حکم ہے۔۔ لہذا آپ ہیرو کو لے جا سکتے ہیں۔۔" جمال نے شکست خوردہ لہجے میں کہا اور اس کے ماتحت چونک گئے۔

"گڈ۔۔۔ ہیرو کو لے چلو۔۔ اور دو لوگ تہ خانہ تلاش کرنے میں جمال کی ٹیم کے ساتھ جاؤ۔۔ سلطان بھی ہیرو کے پاس تھا، اور ایک اور شخص بھی۔۔ سلطان کو جمال کے ساتھ بھیج دینا۔۔ دوسرا شخص تم لے آنا۔۔۔"

اس نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو کبیر اور جبران تیزی سے ہیرو کی جانب بڑھے، جبکہ لارڈ بھی مڑ کر عمارت کی طرف بڑھ گیا تھا۔

"سر۔۔۔" جمال کی آواز سن کر وہ رک گیا مگر مڑا نہیں۔

"سر۔۔ کیا آپ میری درخواست مانیں گے۔۔" جمال نے اس بار مودبانہ لہجے میں پوچھا۔

"جیسے ہی کوئی لائن آف ایکشن ملے گی، میں دیکھوں گا کہ تمہیں بھی اس مشن میں ساتھ لیا جا سکتا ہے یا نہیں۔۔" اس نے سرد لہجے میں کہا

اور آگے بڑھ گیا۔

"شش۔۔ شکریہ سر۔۔۔"

جمال نے پرجوش لہجے میں کہا۔۔ لیکن اس کا دماغ۔۔ الجھ گیا۔۔ کہ اُس کی سوچ اس شخص نے کیسے پڑھ لی، وہ اسے جانتا جو نہیں تھا، وہ تو ایسا شخص تھا جو ساحر جیسے شکاری کو سنبھالے رکھتا تھا۔ جس کے سامنے بجلی کی لپک بھی شرماتی تھی۔ لارڈ۔۔ سپارک ۔۔ جس نے ایک آفت۔۔ ہیرو سے ٹکر لی تھی۔۔ اور جسے موقع ملتا تو ہیرو گھٹنے ٹیک ہی دیتا۔۔

ہیرو۔۔۔ ایک آندھی ۔۔ جو کسی کے ہاتھ نہیں آرہا تھا۔۔ آخر کار۔۔ سپارک ہی اسے قابو کرنے میں کامیاب ہوا تھا۔۔ اور سب سے پہلے، برق رفتاری سے۔۔۔ اور درست ٹھکانے پہ۔۔۔ تھوڑی دیر میں پہنچنے والا وہ واحد شخص تھا۔۔۔

* * *

سیکشن فائیو اور چنگیزی تو تہ خانے سے بازیاب کرا لیے گئے تھے لیکن سلطان کا وہاں نام و نشان بھی تھا۔ ظاہر ہے ہیرو کے علاوہ کوئی بتا بھی نہیں سکتا تھا کہ سلطان کہاں ہے۔

چنگیزی اپنی دانست میں کے ٹو گروپ کو ختم کر چکا تھا کیونکہ بقول چنگیزی کے، ریزر اور کے ٹو ہی گروپ کے کرتا دھرتا تھے جو کہ ڈیوڈ اور جیکب کے نام سے رہ رہے تھے۔ حشمت گردیزی کو بتا دیا گیا تھا کہ ہسپتال میں نقلی ساحر کو رکھا گیا تھا اور انہیں جان بوجھ کر نہیں بتایا گیا تھا تاکہ دشمنوں تک یہی بات پہنچے کہ نقلی کو ہی اصلی مان لیا گیا ہے۔ خطرے کے پیشِ نظر چنگیزی کو وہاں بھجوایا گیا جو کہ سپارک کا کام تھا۔

چنگیزی کو بھیجنے سے اسے دو فائدے ہوئے، ایک تو وہ حشمت گردیزی کی حفاظت کی طرف سے مطمئن ہو گیا کیونکہ وہ چنگیزی کی صلاحیتوں کو جانتا تھا، دوسری طرف اس کی ٹیم بھی حشمت گردیزی کے لئے سامنے نہ آئی۔ چنگیزی پکڑا جاتا تو اس سے بات اگلوانا بہت ہی مشکل کام ہوتا اور اسے توڑنے پہ بہت وقت لگتا۔ اتنے وقت میں سپارک کا اس تک پہنچ جانا مشکل نہ تھا کیونکہ سپارک۔۔۔ ایک جال بننے تک محدود رہنے کا عادی نہیں تھا۔

سیکشن فائیو کی نگرانی پہ شروع سے ہی فاکس تعینات تھا جو جمال اور اس کے گروپ کی حرکات و سکنات لارڈ سے شیئر کرتا رہتا تھا، اسے لارڈ نے صرف نگرانی تک ہی محدود رکھا تھا۔

سیکشن فائیو واپس ڈیوٹی پہ حاضر ہو چکا تھا اور اس بار۔۔۔ انڈر گراؤنڈ

ہونے کی باری سیکشن فائیو کی تھی کیونکہ یہ حکم "اوپر" سے کرنل عابد کو دیا گیا تھا۔۔ فریحہ کے استعفی کے حوالے سے ابھی کوئی نئی خبر نہیں تھی کہ استعفی واپس لے لیا گیا یا منظور ہو گیا تھا۔

چنگیزی کو ہسپتال بھجوا دیا گیا تھا کیونکہ ہیرو نے اس کی ران میں گولی ماری تھی۔ گولی اگرچہ نکالی جا چکی تھی لیکن پھر بھی احتیاطً اسے دو دن کے لئے ہسپتال بھیجا گیا۔۔ ظاہر ہے یہ احتیاط صرف صحت کے لئے نہیں۔۔ چنگیزی اور گرین سروس۔۔ دونوں کے لئے تھی تاکہ درمیان میں وقفہ آئے اور دوستوں کا آپسی رابطہ کم ہو جس سے چنگیزی اور باقیوں میں گرین سروس کو لے کر سوالات نہ ہوتے۔

ہیرو۔۔ کو روشن پیلس پہنچا دیا گیا تھا اور لارڈ اس کا کیا کرنے والا تھا یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔۔ جو بات زیادہ بے سکونی طاری کر رہی تھی۔۔ وہ کسی اور شخصیت سے متعلق تھی۔۔ وہ تھا ساحر۔۔ ساحر۔۔ جو کہ زخمی حالت میں ساحل سمندر سے ملا تھا۔۔ وہ نقلی تھا۔۔ اگر نقلی تھا تو وہاں کیسے پہنچا؟۔۔ کس نے پہنچایا؟۔ اور کیوں پہنچایا؟۔۔

لارڈ کہہ چکا تھا کہ وہ ساحلِ سمندر سے ملنے والے نقلی ساحر کی حقیقت سے واقف تھا۔۔ تو اب تک چپ کیوں تھا؟۔ اسے ہسپتال میں کیوں داخل کروایا گیا؟۔۔ اصل میں کیا کھچڑی پک رہی تھی جس سے گرین

سروس کے تمام ممبر ناواقف تھے؟۔۔ ساحر کہاں اور کس حال میں تھا؟۔۔۔ یہ ایسے سوالات تھے جن کے جوابات کا انتظار، مشن کی تفصیلات سے زیادہ تھا اور وہ سب بے چین تھے۔

* * *

روشن پیلس کے میٹنگ روم میں گھمبیر خاموشی تھی۔ چاروں ممبر سوالیہ چہرے لئے بیٹھے تھے اور جلد ہی لارڈ کی روایتی لباس میں آمد ہوئی تو سب احتراماً کھڑے ہوتے چلے گئے۔ خود بیٹھتے ہوئے اس نے سب کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"یہ سفر ہمارے لئے بہت ہی کٹھن اور الجھاؤ والا رہا ہے۔ کیس شروع ہوا تھا لینڈ مافیا سے اور اس نقاب کے پیچھے ایسی حقیقت چھپی تھی جو نہایت ہی بھیانک تھی۔ اچھی بات یہ ہے کہ ایک چھوٹے کیس پہ کام کرتے ہوئے ہمیں در پردہ ہونے والی خوفناک سازش کا علم ہوا اس وجہ سے میں یہ چاہوں گا کہ ہم چھوٹے سے چھوٹے کیس میں شامل ضرور

رہیں گے لیکن آپ لوگوں کا ہر بار، ہر جگہ سامنے آنا ممکن بھی نہیں اور مناسب بھی نہیں۔ اس وجہ سے ایک الگ گروپ تشکیل دے رہا ہوں جسے میں براہِ راست سنبھالوں گا اور میرے بعد میرا نائب۔۔"

نائب کی بات پہ سب کے چہروں پہ عجیب سا رنگ لہرا گیا۔

"ساحل سمندر سے ملنے والا ساحر نقلی تھا، یہ میں پہلے دن سے جانتا ہوں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ساحر کو میں نے کہیں اور کام لگا رکھا تھا۔ پچھلے کیس میں وہ غائب ضرور ہوا تھا لیکن جلد ہی میرا اس سے رابطہ ہو گیا تھا اور مشن کی نزاکت کو سامنے رکھتے ہوئے ہم دونوں نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ اسے "گمشدہ" ہی رہنے دیا جائے۔۔"

لارڈ نے کہا اور سب اچھل پڑے۔۔ ان کے چہروں پہ کشمکش اور آنکھوں میں غصے سے ابھرنے والی چمک تھی جو وہ چھپانے کی کوشش کر رہے تھے وہ بھی۔۔۔ سپارک سے۔۔۔

"ملک کی سالمیت کے لئے کام کرتے ہوئے بہت سے ایسے فیصلے لینے

پڑتے ہیں جو انسانی جذبات، رشتے، احساسات اور اپنے وقار کو ظاہری و اندرونی طور پہ مجروح کرتے ہیں لیکن۔۔ جو شخص جس کام کے لئے پیدا ہوا ہے۔۔ جس کام کے لئے خود کو وقف کر چکا ہے۔۔ یا قدرت اسے چن لیتی ہے۔۔ اسے اس کام کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔۔ ہم دونوں بھی ایسے ہی ہیں۔" اس کی آواز میں عجیب سا ارتعاش تھا۔

"جس حالت میں نقلی ساحر جبران کو ملا تھا، اصلی ساحر بھی اس کیفیت سے گزر چکا ہے، تم لوگ اندازہ لگا سکتے ہو کہ اس پہ کیا گزری ہو گی۔ میں تمہیں اس سے مرعوب نہیں کر رہا بس اس کا فوکس بتا رہا ہوں۔۔" اس نے کہا اور تھوڑی دیر خاموشی چھا گئی۔

"تم لوگوں نے سنا ہو گا کہ ہیرو نے مجھ سے لڑتے ہوئے کیا کہا تھا۔

ہیرو۔۔ ایک ایسے مافیا کا بہترین دماغ ہے جو ہمارے ملک کو اپنا ملک سمجھتے ہیں، کیوں سمجھتے ہیں، اس کا کوئی جواب نہیں۔۔ ان کا ماننا یہ ہے کہ ہم لوگ۔۔ یعنی اس ملک کے شہری۔۔ زبردستی قابض ہیں۔۔ یہ علاقہ ان کا ہے، ان کی کسی کتاب میں ایسا ہی علاقہ مقدس لکھا گیا ہے

جیسا جغرافیہ ہمارا ملک کا ہے۔ وہ یہاں بس کر ہمیشہ کے لئے اپنے آپ کو پاک اور کامیاب گردانتے ہیں۔ ان کی نظر میں اس خطے کی مذہبی، اقتصادی، معاشرتی لحاظ سے بہت زیادہ اہمیت ہے جیسے کسی بھی مذہب کے مقدسات ہوتے ہیں۔۔ ان کے سردار کا نام سردار منگول ہے جو کہ اس مافیا کو کنٹرول کرتا ہے۔ ہر پلیٹ فارم پہ اس کے لوگ موجود ہیں اور مالی اعتبار سے یہ لوگ بہت خوشحال ہیں۔"

"اس مافیا کے کتنے لوگ ہمارے سسٹم میں موجود ہیں، ہم نہیں جانتے۔ سردار منگول کے بعد ایک اور شخص بہت اہم ہے جس کا نام گرینڈ فادر ہے لیکن یہ مافیا آمریتی نظام جیسا ہے، اصل باگ ڈور سردار منگول کے ہاتھ میں ہے۔ عملی طور پہ اپنی راہ ہموار کرنے کے لئے جو خاص آدمی ہیں ان میں پہلے نمبر پہ جو شخص ہے اس کا نام فادر ہے۔ یہ وہی شخص ہے جو نقلی روپ سنگھ کے روپ میں تم لوگوں سے ٹکرا چکا ہے، جس کا سامنا مسٹر بی نے کیا اور ثانیہ کی غلطی کی وجہ سے وہ بچ نکلا تھا۔"

وہ پل بھر کے لئے رکا۔ اپنی غلطی کا سن کر ثانیہ کی نظریں میز کی جانب جھک گئیں۔

"فادر کے بعد جو خطرناک ترین انسان ہے وہ ہیرو ہے جس کا سامنا تم لوگ کر چکے ہو، اور دیکھ چکے ہو کہ یہ کیا بلا ہے اور ہیرو کو دیکھ کر اندازہ لگا لو کہ اس کا درجہ فادر سے کم ہے اگر فادر سے دوبارہ سامنا ہو تو کیا حالات ہوں گے؟۔۔" اس نے کہا اور کچھ دیر خاموشی چھا گئی۔

"اب اس مافیا کو ختم کرنے کا وقت آن پہنچا ہے۔" لارڈ نے سرد آواز میں کہا تو سب چونک گئے۔

"ابھی تک یہ خبر نہیں ملی کہ اس مافیا کا سربراہ، سردار منگول کس شہر، ملک یا علاقے میں رہتا ہے۔ اس پہ کام جاری ہے، جیسے ہی یہ علم ہو گا، تم لوگ روانہ ہو جاؤ گے۔ لہذا تین دن کی چھٹی ہے، تم لوگ اپنی رہائش گاہوں میں ہی رہو گے اور آرام کرو گے تا کہ اب شروع ہونے والی ہنگامہ آرائی کے لئے ذہنی اور جسمانی طور پہ تیار ہو جاؤ۔ میں عملی طور پہ ساتھ نہیں دے سکوں گا کیونکہ میں ایک حساس مشن پہ کام کر رہا

ہوں، ہیرو کی وجہ سے وہ درمیان میں چھوڑ کر آنا پڑا۔ اس کے باوجود تم لوگ میری نگرانی میں رہو گے۔ اس مشن میں پوری ٹیم جائے گی۔ دیکھوں کا اگر ضرورت ہوئی تو چنگیزی اور جمال بھی شامل ہو سکتے ہیں ساتھ۔۔" لارڈ نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

ثانیہ۔۔ جمال کی وجہ سے۔۔۔ اور کبیر اور جبران چنگیزی کی وجہ سے چونک گئے۔

"چنگیزی۔۔ لیکن چیف۔۔ وہ ساحر کے علاوہ کسی کے ہاتھ نہیں آتا، دماغی رو بھکنے پہ تو وہ اس کی بھی نہیں سنتا۔ وہ ہم میں سے کسی کی نہیں سنے گا۔۔" کبیر نے کھڑے ہوتے ہوئے پریشانی سے کہا۔

"تم نے بات سمجھی نہیں، میں نے یہ نہیں کہا کہ چنگیزی ضرور جائے گا۔۔ اور یہ کس نے کہا کہ ساحر تم لوگوں کے ساتھ نہیں ہو گا؟۔۔ ٹیم وہی لیڈ کرے گا۔۔" لارڈ نے سخت لہجے میں کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

گرین سروس کے ممبرز نے جھرجھری لی، خوشی سے بھرپور لہر ان کے وجود میں دوڑ گئی۔۔ ساحر۔۔ جس کے لئے وہ پریشان تھے۔۔ وہ ان کے ساتھ شامل ہونے والا تھا۔۔ وہ اپنی پوزیشن پہ آنے والا تھا اور تب تک۔۔ صبر۔۔۔ بہت مشکل محسوس ہو رہا تھا۔ وہ تینوں کمرے سے نکل کر عمارت سے نکلتے ہوئے اپنی گاڑیوں کی طرف بڑھنے لگے۔

"آخر کار۔۔۔ جس کا تھا انتظار۔۔ وہ آنے والا ہے۔۔" جبران گنگنایا۔

"اور جب اس کی زبان نہیں رکے گی تو تم سب سے پہلے اکتا جاتے ہو۔۔" کبیر مسکرایا۔

"وہ بھی ضروری ہے۔۔۔" جبران ہنسا تو کبیر اور ثانیہ بھی ہنس دیے۔

"میں ساحر کے حوالے سے الجھن کا شکار ہوں۔۔" کبیر نے کہا۔

"میں سمجھی نہیں۔۔" ثانیہ نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا، جبران کی حالت بھی مختلف نہیں تھی۔

"باہر چل کر بات کرتے ہیں۔۔ یہاں پاس ہی ایک کیفے ہیں۔۔ گرین

ٹی کیفے۔۔۔ وہاں پرائیویسی بھی مل جائے گی۔۔" کبیر نے کہا تو سر ہلاتے ہوئے سب اپنی اپنی گاڑیوں کی طرف بڑھ گئے۔

* * *

کمرے کا ماحول بہت، بہت زیادہ۔۔ بلکہ ناقابلِ بیان حد تک پر سکون تھا۔ گہری خاموشی، اور آنکھوں کو سکون دینے والی روشنی۔ صوفے سفید مگر اتنے سفید اور اجلے کہ آنکھوں میں چبھن محسوس نہ ہوتی تھی۔ دیواریں پہ ہلکے سلیٹی رنگ سے رنگا کیا گیا تھا۔ کھلی کھڑکی سے کبھی کبھار ہلکی ہوا کا جھونکا کمرے میں گھستا تو شرمندہ ہوتے ہوئے پنجوں کے بل الٹے قدموں لوٹ جاتا جس سے کمرے کا تقدس، سکون اور خاموشی قائم رہتی۔

کمرے کے وسط میں ایک بیڈ تھا، جس پہ ایک نوجوان آنکھیں موند کر لیٹا ہوا تھا۔ اسے بوتل لگائی گئی تھی، نجانے بے ہوش تھا یا۔۔ بیڈ کے ساتھ ایک آرام دہ کرسی اور ایک چھوٹی سی میز رکھی تھی۔۔ کمرے

میں ایک طرف دیوار میں الماری بھی بنی تھی۔۔ اس کے علاوہ کمرہ خالی ہی تھی۔

کمرے کا دروازہ بے آواز انداز میں کھلا اور قدموں کی بہت ہی ہلکی آواز کے ساتھ، ایک لمبا تڑنگا شخص اس نوجوان کی طرف بڑھتا چلا آیا۔ وہ بیڈ کے پاس پہنچ کر رکا۔۔۔ نقاب میں سے بس اس کی آنکھیں ہی جھانک رہی تھیں۔۔ چمکدار آنکھیں۔۔ اس کے ہاتھ میں ایک سیاہ چشمہ تھا۔ وہ چپ کر کر بوتل دیکھتا ہوا، بیڈ کے ساتھ رکھی آرام دہ کرسی پہ بیٹھ رہا۔ دو سے تین منٹ میں جیسے ہی بوتل ختم ہوئی، اس نے نوجوان کے بازو سے سوئی کھینچ کر باہر نکالی اور دیوار میں بنی الماری کی طرف بڑھ گیا۔۔ جب وہ لوٹا تو اس کے ہاتھ میں ایک سرنج تھی جو سیال مادے سے بھری ہوئی تھی۔ اس نے ٹیکہ نوجوان کے بازو میں لگایا اور سرنج چھوٹی سی میز پہ رکھ کر سینے پہ ہاتھ باندھ کر وہ کرسی پہ بیٹھ گیا۔ اسی حالت میں تقریباً پانچ منٹ گزرے اور وہ کھڑا ہوا۔

"کیا تم میری آواز سن رہے ہو؟۔۔" نقاب پوش کے منہ سے تحکمانہ

آواز نکلی۔ اس کی آواز بہت بارعب تھی لیکن اس میں ایک مخصوص کھنک تھی۔۔ جو وہ مصنوعی طور پہ پیدا کر رہا تھا۔

اس کا سوال سن کر نوجوان کسما کر رہ گیا مگر ہونٹ نہ ہلے۔

"کیا تم میری آواز سن رہے ہو؟۔۔ جواب دو۔۔" اس بار لہجہ سخت تھا۔

"ہاں۔۔ میں تمہاری آواز سن رہا ہوں۔۔" نوجوان کے لب ہلے۔

"تمہارا نام کیا ہے؟۔۔۔" اس بار لہجے زیادہ سخت تھا۔

"ہیرو۔۔۔ میرا نام ہیرو ہے۔۔" نوجوان کے لب ہلے۔ آواز سن کر یہی احساس ہوتا تھا کہ وہ نیند میں ہے۔

"کیا تم سونا چاہتے ہو؟۔۔"

"نہیں۔۔ میں نہیں سونا چاہتا۔۔"

"کیا تم تھک چکے ہو؟۔۔"

"نہیں۔۔ میں ابھی نہیں تھکا۔۔"

"تم تھک چکے ہو۔۔" اس بار نقاب پوش نے حکم دیا۔

"ہاں۔۔۔میں تھک چکا ہوں۔۔" جواب ملا۔

"تم اب سو جاؤ گے۔۔"

"میں اب سو جاؤں گا۔۔"

"میرے تین گنتے ہی تم سو جاؤ گے۔۔ اور جب تک مخصوص کوڈ نہ بولا جائے تم نہیں جاگو گے۔۔۔"

"تین گننے ہی میں سو جاؤں گا اور جب تک مخصوص کوڈ نہ بولا گیا میں نہیں جاگوں گا۔۔"

"ایک۔۔دو۔۔تین۔۔" کہتے ہی خاموشی چھا گئی۔۔ گہری خاموشی۔۔

نقاب پوش دو سے تین منٹ کمرے میں ٹہلتا رہا اور پھر دوبارہ بیڈ کی طرف پلٹا۔

"میجر تھری۔۔۔۔ کیا تم مجھے سن سکتے ہو؟۔۔۔۔" اس نے تحکمانہ لہجے میں پوچھا۔

"یس۔۔ نمبر ون۔۔ میں تمہیں سن سکتا ہوں۔۔" جواب سن کر نقاب پوش کے منہ سے سکون بھری، طویل سانس بر آمد ہوئی۔

"میجر تھری۔۔۔ تم سو کیوں گئے تھے؟۔۔" اس نے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا۔۔۔"

"تمہیں کس نے سلایا؟۔۔۔"

"میں نہیں جانتا۔۔۔"

"کیا میرے علاوہ تمہاری کسی سے بات ہوئی؟۔۔"

"نہیں۔۔ میری تم سے ہی بات ہوتی ہے۔۔"

"تم میری اجازت کے بغیر نیند میں نہیں جاؤ گے۔ یہ میرا حکم ہے۔"

"آئندہ میں تمہاری اجازت کے بغیر نیند میں نہیں جاؤں گا۔۔"

"میرے علاوہ کوئی تم تک رسائی حاصل کرنا چاہے تو تم گہری نیند میں چلے جاؤ گے۔۔"

"تمہارے علاوہ کوئی مجھ تک رسائی حاصل کرنا چاہے گا تو میں گہری نیند میں چلا جاؤں گا۔۔"

"تمہارے علاوہ صرف ہیرو جاگتا رہے گا۔۔"

"میرے علاوہ صرف ہیرو جاگتا رہے گا۔۔"

"میرے تین گننے پہ تم سو جاؤ گے اور پانچ منٹ کے بعد نارمل جاگو گے۔۔۔۔" اس نے کہا اور پھر گنتی گننے لگا۔

اگلے پانچ منٹ نقاب پوش نے پھر چہل قدمی میں گزارے اور پھر اس جسم میں حرکت پیدا ہوئی تو وہ رک گیا۔ اس بار وہ بیڈ کے قریب آنے کی بجائے کھڑکی کی طرف بڑھ گیا اور کھلی کھڑکی سے لان میں پڑی دھوپ دیکھنے لگا جیسے وہ اپنی ذمہ داری پوری کر چکا ہو۔

"یہ۔۔میں کہاں ہوں۔۔۔" الجھی ہوئی آواز سن کر نقاب پوش۔۔۔۔

نقاب تلے ہی مسکرایا اور ہاتھ میں پکڑا چشمہ آنکھوں پہ لگاتے ہوئے مڑا۔

"روشن پیلس۔۔۔" اس نے سرد لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ۔ روشن پیلس۔۔ وہ کیسے؟۔۔" اس کی آواز میں زندگی چمکنے لگی۔

"کیسا محسوس کر رہے ہو تم؟۔۔۔" اس نے الٹا سوال داغ دیا۔

"ویسے تو ٹھیک ہوں لیکن خواب جیسا لگ رہا ہے سب۔۔۔" اس نے جواب دیا۔

"گڈ۔۔۔ تم کافی دن بے ہوش رہے۔۔ دماغی چوٹ کی وجہ سے۔۔۔" اس نے کہا۔

"کتنے دن؟۔۔" وہ چونک گیا۔

"دس دن۔۔۔ تم دو دن پہلے ملے مجھے۔۔ دشمن کے ایک اڈے پہ۔۔" اس نے جواب دیا۔

"اوہ۔۔ اتنے دن۔۔۔ وہ سی ون۔۔ اے ون۔۔ وہ سب۔۔۔ اور جماعت بندی کے دنگے۔۔۔۔ گھٹیا فلموں والا کیس۔۔ اور بابا۔۔ وہ تو پریشان۔۔" وہ بوکھلا کر تیزی سے کمبل میں سے نکلا۔

"ریلیکس ساحر۔۔ سب ٹھیک ہے۔۔ حشمت صاحب کو تمہاری خبر ہے۔۔ اور ہاں۔۔۔ سی ون اور اے ون کے بڑوں کے خلاف کام کرنا ہے۔۔ تیار ہو جاؤ۔۔ کل روانہ ہونا ہے۔۔"

"یس لارڈ۔۔۔" ساحر مسکرایا اور سپارک سر ہلاتے ہوئے باہر نکل گیا۔

* * *

گرین ٹی کیفے بہت ہی پرسکون اور اعلی معیار کی جگہ تھی جس کا نام تو "گرین ٹی" تھا لیکن شہر کا سب سے مشہور قہوہ و چائے خانہ تھا۔ وہ تینوں دوسرے فلور کے ایک کمرے میں موجود تھے۔

"ہاں تو کیا کہہ رہے تھے تم؟۔۔" آرڈر دیتے ہی جبران نے پوچھا۔

"تم دونوں کو یاد ہے کہ مسٹر بی سے پہلی بار ہمارا سامنا کب ہوا؟۔۔" کبیر نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"پرنس ڈمب والے کیس میں۔۔ لیکن میں نے اس کا نام پہلے بھی سن رکھا تھا۔ کبھی ذکر کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔" جبران نے کہا۔

"ہاں۔۔۔ نام میں نے بھی سنا تھا، پولیس میں رہتے ہوئے لیکن علاقہ دوسرا ہونے کی وجہ سے کبھی سامنا نہیں ہوا تھا۔۔۔ لیکن میری الجھن دوسری ہے۔۔ پرنس ڈمب والے کیس میں ساحر مسٹر بی کے میک اپ میں کام کرتا رہا ہے۔۔ چیف نے یہ بات مجھے بتائی تھی اور جب کرنل واجد کو قتل کرنے کے لئے یونگ نے حملہ کیا تھا تو مجھے بتایا گیا تھا کہ اس کے ساتھ مسٹر بی کے میک اپ میں ساحر ہو گا، اسے نہیں چھیڑنا۔۔ اور نکلنے دینا ہے۔۔ میرے بعد ثانیہ دوبارا اصل مسٹر بی کا سامنا کر چکی ہے ۔۔ الجھن یہ ہے کہ ساحر جب مسٹر بی کے میک اپ میں تھا تو اصل مسٹر بی کہاں تھا؟۔۔ اس نے کیوں نہیں ساحر کی مخالفت کیوں نہیں کی کہ وہ اس کا چہرہ استعمال کر رہا ہے۔۔" کبیر گہری سنجیدگی کا شکار تھا۔

"جب پہلی بار مسٹر بی سے سامنا ہوا تھا، یعنی جب میں روپ کے ساتھ مل کر کام کر رہی تھی، اس سے ہارنے کے بعد میں نے اس کے بارے میں جاننے کی کوشش کی تھی۔۔ تمہاری اس بات کا جواب یہ ہے کہ مسٹر بی بہت کم سامنے آتا ہے، تبھی سامنے آئے گا جب اس کے لیول

کا کام ہوتا ہے ورنہ اس کا کلب اس کے ماتحت سنبھالتے ہیں، وہ یقیناً ان سے رابطے میں رہتا ہو گا اور بوقت ضرورت سامنے آجاتا ہے۔ لوگوں سے اس کا حلیہ تو پتہ چلا ہے لیکن آج تک اسے کہیں دیکھ نہیں سکی۔ اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ وہ میک اپ کا ماہر ہے اور میرے خیال سے وہ ایک ذہین اور خطرناک مگر سلجھا ہوا گینگسٹر ہے۔۔" ثانیہ نے جواب دیا۔

"میرا مطلب کچھ اور تھا۔۔" کبیر نے اس کی طرف دیکھا۔

"جانتی ہوں۔۔ میری بات کا مطلب تمہارے ایک سوال کا جواب تھا۔۔ سب سے اہم بات ہے ساحر۔۔ ظاہر ہے جتنا تم دونوں اسے جانتے ہو، میں نہیں جانتی۔۔ اس کے باوجود اتنا تو جانتی ہی ہوں کہ اگر وہ کسی بھی میک اپ یا روپ میں سامنے آئے تو اسے پہچان سکوں۔ لڑنے بھڑنے کے انداز سے بھی تو پہچانا جا سکتا ہے۔۔" ثانیہ نے کہا۔

"ایویں ہی۔۔۔ وہ ساحر ہے۔۔ آرمی اور پولیس کے علاوہ خود بھی اپنے

آپ کو بہت کچھ سکھاتا رہتا ہے۔۔ ضروری نہیں اسے لڑنے کا ایک ہی انداز آتا ہو۔۔" جبران مسکرایا۔

اتنے میں خاص چائے آگئی اور ویٹر کے برتن لگا کر ہٹنے تک وہ چپ ہی رہے۔

"میں تمہاری بات سے متفق ہوں لیکن کچھ نہ کچھ رفلیکسز ایسے ہوتے ہیں جو انسان چاہ کر بھی نہیں بدل سکتا۔ اتنا تو جانتا ہوں کہ اس کا مزاج بدلتا رہتا ہے۔۔ ہم چاروں، یعنی ساحر، چنگیزی، جبران اور میں۔۔ وہ ہم چاروں کا مرکب ہے۔۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے لیکن اب جب سے چیف سامنے آیا ہے اور ہم باقاعدہ میدانِ عمل میں اترے ہیں ہمیں ساحر سے بعض اوقات دور، بہت دور رہنے کا حکم ملتا ہے۔۔ میرے خیال سے یہ ساحر کے مزاج کی وجہ سے۔۔۔ لیکن سمجھ نہیں آتی کہ یہ الجھن خود کیسے سمجھوں اور تم لوگوں کو کیسے سمجھاؤں؟۔۔" کبیر نے بے بسی سے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تمہارا خیال ہے کہ ساحر۔۔ مختلف روپ اختیار کر کے کام کرتا ہے،

جیسے مسٹر بی؟۔۔۔"

ثانیہ نے اس کے چہرے کا جائزہ لیتے ہوئے پوچھا تو کبیر نے اثبات میں سر ہلایا۔

"درست۔ تم نے ساری الجھن ہی سلجھا دی۔ ویری گڈ۔" کبیر مسکرایا۔

"چیف ہمیں پھر اس سے دور رہنے کا حکم کیوں دیتا ہے؟۔ اگر وہ ساحر ہی تھا تو ہم بھی میک اپ میں اس کے ساتھ کام کر سکتے تھے۔۔۔" جبران نے پوچھا۔۔

"تمہیں بگ باس والا کیس یاد ہو گا۔۔ یہ بھی یاد ہو گا کہ میں نے تمہیں بتایا تھا کہ ساحر تب کسی اور کے مزاج کو اپنائے ہوا تھا، یعنی چنگیزی کا مزاج۔۔۔ اور تب تم نے قریب سے ساحر کو دیکھا تھا کہ اس کا مزاج اور ذہن کس حد تک بدل گیا تھا۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ساحر کا مزاج بدل کر ایسا ہو جاتا ہو کہ وہ ہمارے ساتھ مل کر کام ہی نہ کرنا چاہتا ہو یا پھر ہمارے لئے نقصان دہ ہو؟۔۔" کبیر نے کہا۔

اس کے لئے دلچسپ اور ایکشن سے بھرپور ناول مافیا ملاحظہ فرمائیں۔

"میرے بھائی۔۔ آج کیا کھا آئے ہو؟۔۔ یا بھوکے ہو جو اتنی عقلمندی کی باتیں شروع کر دی ہیں؟۔۔" جبران نے دیدے گھماتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال سے ایسا نہیں ہے۔۔ اگر کوئی بھی انسانی مزاج اتار چڑھاؤ کا شکار ہو تو وہ اچھا ایجنٹ نہیں بن سکتا اور نہ ہی کوئی عقلمند انسان ایسے شخص پہ بھروسہ کرتا ہے کیونکہ ایسے انسان کو ذہنی مریض بھی کہہ سکتے ہو، منحصر ہے کہ کس حد تک مرض کا شکار ہے۔۔ لیکن تم لوگ چیف اور اس کے اختیارات، اس کی طاقت دیکھ چکے ہو، وہ ہم سب سے زیادہ ساحر پہ اعتماد کرتا ہے۔۔

اگر ساحر مزاج کی تبدیلی کے ساتھ بہہ جاتا ہے اور اس وجہ سے ہمیں الگ کر دیا جاتا ہے تو یہ سوچ فضول ہے۔ مزاج کی تبدیلی سے اس کے سوچنے کا انداز بھی تبدیل ہونا چاہیے اور اس سے اس کی ذہانت، منصوبہ سازی اور پھرتی وغیرہ پہ اثر ہونا چاہیے۔۔۔ میں بھی کہوں گی کہ کوئی بھی انسان مکمل طور پہ بدل نہیں سکتا جیسا کہ تم نے کہا کہ کچھ ریفلیکسز بدلتے نہیں۔۔ تو اگر ساحر کسی اور مزاج اور روپ میں سامنے آئے تو

کچھ نہ کچھ رفلیکسیز کی بنیاد پہ ہم اسے پہچان سکیں گے۔۔" ثانیہ نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"بس یہیں سے الجھن مزید الجھ جاتی ہے۔۔ اگر وہ بدلتا ہے تو اتنا تو نہیں بدل سکتا کہ ہم پہچان ہی نہ سکیں۔۔ خیر۔۔ اگر تجسس ختم نہ ہوا تو میں یہ حقیقت جان کر رہوں گا کہ ساحر میں کیا تبدیلی آتی ہے۔۔ اور میرے خیال سے یہ وقت جلد ہی آئے گا۔۔۔" کبیر نے کندھے اچکائے۔

"ایسے وقت میں ساحر اور عباس کی یاد آتی ہے، بوجھل ماحول کو کشت زعفران بنانا تو کوئی ان سے سیکھے۔۔" جبران مسکرایا۔

"ہاں۔۔۔ عباس کی ماں کچھ نہ کچھ تو ضرور کہتی اس بحث کے حوالے سے۔۔" کبیر نے کہا تو دونوں ہنس دیے۔

کبیر کی باتیں، جبران پہ تو اتنا اثر نہ کر سکیں۔۔ مگر ثانیہ۔۔۔ اس کے ذہنی گھوڑے ہنہنانا شروع ہو گئے تھے اور تجسس انگڑائیاں لینے لگا تھا۔۔ کیونکہ ساحر سے پہلی ملاقات سے اب تک۔۔ اس نے ساحر کو

بہت ہی عجیب و غریب پایا تھا۔۔۔ اور یہ بس ایک احساس تھا۔۔ ورنہ اس کا کوئی ظاہری ثبوت نہیں تھا کہ وہ عجیب و غریب ہے۔۔

* * *

فون کی گھنٹی بجی اور بے چینی سے ٹہلتا ہوا سردار منگول تیزی سے چھپٹا۔

"سردار سپیکنگ۔۔۔" اس پہ جھلاہٹ بھی سوار تھی۔

"سس۔ سردار۔۔ باس۔۔ ہیرو۔۔ کا کوئی سراغ نہیں مل رہا۔۔ ایسا لگ رہا جیسے وہ غائب ہی ہو گئے ہوں۔۔"

"اس کی رہائش گاہ سے کوئی سراغ نہیں ملا؟۔۔" سردار نے پوچھا۔

"آخری مناظر میں وہاں بہت سے نقاب پوش دیکھے گئے ہیں، باس ہیرو

ان میں سے دو کے ساتھ لڑتے بھی رہے ہیں۔۔ پھر وہ انہیں بے ہوش کر کے ساتھ لے گئے تھے۔۔۔ صرف ویڈیو ہے خفیہ کیمروں سے بنی ہوئی۔۔"

"اوکے۔۔ وہی بھیج دو۔۔ جلد سے جلد۔۔۔ اور ہیرو کی تلاش جاری رکھو۔۔" اس نے غصیلے لہجے میں کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

"ہیرو تو گیا ہاتھ سے۔۔۔ میری اب تک سب سے اچھی کھوج تھی ہیرو۔۔۔ اب فادر کو پھر آگے کرنا پڑے گا۔۔۔ کس مصیبت میں پھنسا دیا ہے ان الو کے پٹھوں نے۔۔ گھٹیا لینڈ مافیا کو درمیان میں کھینچ کر گدھوں کے ہاتھ اختیارات دیتے رہے یہ لوگ اور اب وہ لارڈ۔۔۔ وہ لوگ اب پاگل کتوں کی طرح ہر طرف ہماری بو سونگھتے پھر رہے ہوں گے۔۔ لیکن ہیرو۔۔ وہ کیسے۔۔ اگر اس سے ہمارے متعلق معلومات لے لی گئیں تو؟۔۔ اگر ہیرو پہ ہاتھ ڈالنے والا بھی لارڈ نامی گروپ یا شخص ہے تو بہت خطرناک ہیں یہ لوگ۔۔ مجھے الرٹ رہنا چاہیے۔۔" وہ شاید اپنی زندگی میں پہلی بار اتنی بے چینی میں مبتلا ہوا تھا

کہ خود سے ہی سوال وجواب کر رہا تھا اور پھر وہ فون کی طرف بڑھا۔

وہ لارڈ نامی عفریت کو روکنے کے لئے فادر، تنظیم کے وسائل اور اپنا سب کچھ داؤ پہ لگانے کا سوچ چکا تھا۔۔ وہ سوچ چکا تھا کہ اب ایک فریق ہی بچے گا۔۔ وہ جو زیادہ طاقتور ہو گا۔۔ اور وہ۔۔ اپنی دانست میں سب سے طاقتور انسان تھا۔۔ اب وہ فادر کو پوری طرح ایکٹو کرنے کے موڈ میں آ گیا تھا۔

"جی سردار۔۔۔"

"فادر۔۔ جلدی ملو مجھ سے۔۔" اس نے سخت لہجے میں کہا اور ریسیور رکھ دیا۔۔۔

دس سے پندرہ منٹ بھی فادر پہنچ چکا تھا، وہ گہری نظروں سے سردار کی بے چینی کا جائزہ لے رہا تھا۔

"ہیرو پکڑا گیا ہے۔۔۔" سردار نے کہا تو فادر کے چہرے پہ حیرت پھیلتی چلی گئی۔

"آپ تو کہہ رہے تھے کہ وہ بہت زیادہ ذہین اور شاطر انسان ہے۔۔ منصوبہ بندی میں اس کا ثانی نہیں۔۔ پھر کیسے ؟۔۔"

"وہاں کوئی اور بھی ہے جو ہیرو جتنا ہی تیز ہے۔۔ شاید اس سے بھی زیادہ تیز ہے۔۔ بلکہ تیز رفتار ہے جس نے آخری لمحات میں سامنے آکر بنا بنایا 'مکان' ہی گرا دیا۔ ہیرو بہت اچھا جا رہا تھا اور جس طرح وہ میدان عمل میں قدم سے قدم بڑھا رہا تھا مجھے تو کوئی جادوگر محسوس ہو رہا تھا لیکن۔۔۔۔

اُس شخص کا اصلی نام تو تم جانتے ہی ہو۔ ساحر علی گردیزی۔ نواب فیملی سے ہے اور جتنا اس کے دماغ سے میں جان پایا ہوں وہ پہلے پولیس میں تھا اور پھر آرمی میں کچھ عرصہ اور پھر بیمار ہونے کی وجہ سے آرمی چھوڑ دی۔۔ اس کا دماغ بہت ہی عجیب تھا، یہ اعتراف کرنے میں مجھے کوئی شرم نہیں کہ جب میں اسے قابو میں لانے کی کوشش کر رہا تھا، مجھے منہ کی کھانی پڑی، بہت ہی الجھا ہوا اور بھول بھلیوں جیسا دماغ تھا۔۔۔ زندگی میں دوسری بار ایسے دماغ سے واسطہ پڑا ہے جو کہ اپنی حفاظت

نیند اور بے ہوشی میں بھی کرتا ہے۔۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے دن میں اور گارڈز حفاظت پہ مامور ہوں اور رات کو اور۔۔ جیسے ہی وہ سوتا یا بے ہوش ہوتا ہے تو دماغ کا ایک حصہ الرٹ ہو جاتا ہے۔۔ جس وجہ سے بہت مشکل پیش آئی۔۔ ایسا ایک بار پہلے ہوا تھا، وہ دماغ مکمل ایسا تو نہ تھا۔۔ لیکن کچھ نہ کچھ ملتا جلتا ضرور تھا۔۔۔" سردار نے کہا۔

"اوہ۔۔۔ تو اسی دماغ کی طرح اس کو بھی قابو کیا آپ نے؟۔۔" فادر چونک گیا۔

"پہلا دماغ ایک پاگل کا تھا۔۔۔" سردار منگول نے کہا تو فادر اچھل پڑا۔

"یعنی یہ بھی پاگل۔۔۔۔" فادر کے منہ سے الفاظ پھسل گئے۔

"کاش میرے پاس ایسے پاگل وافر مقدار میں ہوں۔۔۔ یہ شخص پاگل نہیں۔۔۔ ہیرا ہے۔۔ بس دماغ تھوڑا۔۔۔ یہ شخص ظاہری طور پہ ساحر بن کر رہتا ہے اور ہیرو کے نام سے میدانِ عمل میں۔۔ وہ انٹیلی جنس کا ممبر ہے اور ایسے سیکشن سے تھا جس میں اکیلے ہی آپریٹ کرتا ہے۔

اس کے دماغ کی وجہ سے نہ تو اسے دوہرا مزاج کہہ سکتا ہوں نہ ہی دوہری شخصیت۔۔۔ سمجھ نہیں آئی مجھے اس کی۔۔۔ پھر بھی مجھے ساحر سے زیادہ 'ہیرو' ہم مزاج لگا۔ ساحر سے متعلق بنیادی معلومات لینے کے بعد میں نے تنویمی عمل کی مدد سے ساحر کو سلا دیا اور ہیرو کو مکمل اختیار سے اس پہ حاوی کر دیا۔ ساحر سے متعلق کچھ ہدایات میں نے ہی اس کے دماغ میں بٹھا دی تھیں تاکہ وہ اپنے باپ پہ بھی حملہ کرے اور ہمارے خلاف کام کرنے والے چونک جائیں۔ میں نے اسے ایک مقناطیس بنا کر بھیجا تھا تاکہ اس جیسے اور اس سے متعلق تمام کام کے افراد کو وہ جمع کر لے اور میں ان کے دماغ قبضے میں لے کر اپنے ساتھ ملا لوں۔۔۔ لیکن وہی ہاتھ سے نکل گیا۔۔۔"

"اس سے جو معلومات ملی تھیں، وہ تمہیں بتا دیتا ہوں، اس کے سوچنے کا انداز بھی بتا دیتا ہوں اور کام کرنے کا انداز تم دیکھ چکے ہو۔ ان سب باتوں کے باوجود میں یہ ضرور کہوں گا کہ اس کا دماغ آکٹوپس ہے، وہ خود بھی شاید اپنے آپ کو نہیں جانتا کہ وہ کیا بلا ہے۔۔۔ ایسا شخص ہے جو

کسی بھی وقت رنگ بدل سکتا ہے، وہ کب کیا کر بیٹھے، کب کیسا ہو جائے یہ شاید اس دھرتی کا کوئی باسی بھی نہ بتا سکے۔۔ اپنی تمام تر مہارت کے باوجود میں اس کے اندر مکمل طور پر نہیں جھانک سکا اور تمھیں ایسے شخص کے خلاف ہی کام کرنا ہے۔۔ اسے یقیناً انٹیلی جنس نے ہی پکڑ لیا ہے اور اگر ان میں کوئی ہپناٹزم کا ماہر ہوا یا ان لوگوں نے ہیر و کے دماغ جو چھیڑا تو سمجھ جائیں گے کہ وہ دراصل کون ہے، وہ ہمارے بارے میں بہت کچھ معلوم کر سکیں گے۔۔۔ اور اگر ہپناٹزم والا خیال نہ آیا انہیں تو ہیر و ہمارے لئے پھر سے ہیرا ثابت ہو سکتا ہے۔۔ اور اگر تم اسے زندہ پکڑ سکو تو یہ ہمارے لئے بہت خوش آئند بات ہو گی۔۔ چاہے ساحر کے روپ میں یا ہیر و کے روپ میں۔۔ میں اس کے دماغ کو قابو کر لوں گا اور پھر اس ملک کے علاوہ ہر ملک میں اسے آسانی سے استعمال کر سکیں گے۔۔۔" سردار منگول بولنے پہ آیا تو بولتا ہی چلا گیا۔

"جو حکم سردار۔۔ لیکن یہ زندہ پکڑنا۔۔۔" فادر نے الجھے ہوئے انداز میں کہا۔

"ہاں۔۔ وہ ایک قیمتی سرمایا ہے۔۔ وہ ایک مہلک ہتھیار ہے جو دشمن کے اندر گھس کر، سب کے سامنے رہ کر۔۔۔ ایک فوج کو شکست دینے کی اہلیت رکھتا ہے فادر۔۔ مجھے وہ زندہ چاہیے۔۔" سردار منگول نے اس بار غرا کر کہا تو فادر نے سر جھکا لیا۔

"میرا خیال ہے کہ اس بار دفاع کرنا پڑے گا۔۔ پھر بھی ایسا کچھ سوچنا پڑے گا کہ بیک وقت دفاع اور حملہ کر سکیں۔۔ مجھے یہ قصہ تمام کرنا ہے اب۔۔۔"

سردار کا لہجہ خوفناک ترین ہو چکا تھا اور چہرہ۔۔۔ غیظ و غضب سے بھرا ہوا۔

* * *

سپارک نے اس بار نہایت ہی خطرناک اور رسکی منصوبہ بنایا تھا جس کی بنیاد ساحر اور اس کی صلاحیتوں پہ یقین کے علاوہ ہپناٹزم کا عمل تھا۔ ساحر کو تیار کر کے، جان بوجھ کر دشمن کی کچھار میں بھیجا گیا تھا اور اس کے جسم میں ایسا ٹریکر لگایا گیا تھا جو ٹریس کرنا بہت مشکل تھا۔ بڑی رینج کے اس ٹریکر سے بس لوکیشن معلوم کی جا سکتی تھی ویسے اندھا بہرہ تھا۔

جو حالات چل رہے تھے ان میں فوری ردعمل کا کوئی اور طریقہ نہ تھا۔ ساحر کی لوکیشن سپارک کو ملتی رہی لیکن اچانک لوکیٹر بند ہوا تو وہ سمجھ گیا کہ لوکیٹر ٹریس کر لیا گیا ہے کسی طرح۔۔ تو سپارک بھی بے چین ہو

گیا۔۔۔ اس نے اپنے خفیہ ماتحتوں کو حرکت میں آنے کا حکم دیا اور جہاں سے ساحر کے جسم میں لگا لوکیٹر بند ہوا تھا وہاں سے اس کی تلاش شروع کر دی گئی اور اس تلاش کے ختم ہونے سے پہلے نقلی ساحر، ساحل سمندر پہ ملا تو سپارک الرٹ ہو گیا۔۔ اس کے خیال کے مطابق ساحر سے متعلق افراد کے خلاف کچھ ہونے والا تھا۔۔ اور پھر ہیرو سامنے آیا۔۔

سپارک کو ذرا دیر سے ہی سہی لیکن ہیرو کی نواب مینشن حشمت گردیزی سے ملاقات، مسٹر بی سے زبانی جھڑپ اور پھر سیکشن فائیو کے باری باری غائب ہونے سے لے کر نواز اور سلطان سے متعلق کاروائی کا علم ہوتا چلا گیا اور وہ اس طرح کے بے داغ منصوبے دیکھ کر سمجھ گیا کہ ہیرو دراصل کون ہے۔۔۔ جس کی وجہ سے اسے خود سامنے آنا پڑا کیونکہ یہ نہ صرف ساحر کی زندگی کا سوال تھا بلکہ بہت سے افراد تھے جو ہیرو کے نشانے پہ تھے۔

نقلی ساحر کا جس طرح سے میک اپ کیا گیا تھا، اس کے بعد تو جبران

جیسا شخص بھی فرق نہ کر سکا۔ اس نقلی شخص کا جسم بالکل ساحر جیسا تھا، بس دشمن کو چہرے پہ خصوصی میک اپ کرنا پڑا۔۔

اس کے بعد جلد ہی سپارک جان گیا کہ ساحر کے ہسپتال میں پہنچتے ہی وہاں نقلی ڈاکٹرز بھی پہنچ گئے تھے جو ساحر کی دیکھ بھال اور رپورٹنگ "دشمن" کی ہدایات پہ کرتے رہے اور ساتھ ساتھ، بوقت ضرورت اس شخص کو میک اپ کر کے ذریعے ساحر کے طور پہ قائم رکھے ہوئے تھے۔

سپارک جانتا تھا کہ ہیرو کے شخصیتی پردے کے پیچھے ساحر ہی ہے، وہ اس کے ہر مزاحیہ انداز سے لے کر سوچنے اور لڑنے کے ہر انداز تک سے واقف تھا۔۔۔ اس کے ریلیکس ہونے کی وجہ یہ تھی کہ وہ جانتا تھا کہ ہیرو۔۔۔ چاہے۔۔۔ دشمن کی وجہ سے طاری ہوا تھا، وہ مجرموں کے علاوہ کسی کو قتل نہیں کرے گا۔۔ لیکن راہ میں آنے والی ہر رکاوٹ کو ہلا کرر کھ دے گا۔۔ اور ہوا بھی ایسا ہی۔

ہیرو نے تین قتل کئے تھے، نواز لوہے والا، وہ ملک کا مجرم، جیکب، وہ

قاتل، اور تیسرا۔۔ سلطان۔۔ جسے وہ اٹھا کر لے تو گیا مگر جاتے ہی پہلا کام یہی کیا کہ اس سے معلومات لے کر قتل کر دیا۔

ہیرو۔۔۔ وہ دونوں پارٹیوں کے لئے سود مند رہا۔ ایک طرف اس نے نواز لوہے والے سے نئے پرا جیکٹس اور لنکس لے کر اسے مار دیا اور سردار منگول کو محفوظ کیا، پھر سلطان سے معلومات لے کر مار دیا اور پھر سے سردار منگول کو محفوظ کیا۔۔۔ ان دونوں سے ملنے والی معلومات نہ صرف سردار منگول تک پہنچیں بلکہ وہ لارڈ سپارک تک بھی پہنچ چکی تھیں۔۔ یعنی گرین سروس جو پہلے اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتی پھر رہی تھی، اب انہیں رستہ مل گیا تھا جس پہ چلتے ہوئے وہ سردار منگول کو ڈھونڈ سکتے تھے۔

ہیرو کے طور پہ جتنی معلومات تھیں، وہ سب کی سب سپارک، ساحر کے ذہن سے نکال چکا تھا، اور یہ سب کرنے میں اور ساحر کو واپس لانے کے لئے اسے دو سے تین دن کے مختلف سیشنز کرنے پڑے اور پھر جا کر ہیرو کو سلا پایا تھا۔

ہیرو کی خفیہ رہائش گاہ پہ حملے کے دوران سپارک نے چیک کر لیا تھا کہ سائنسی آلات سے دور سے انہیں چیک کیا جا رہا تھا، اس کے بعد سب کی حفاظت اور بھی ضروری ہو گئی تھی جس کے باعث اس نے سیکشن فائیو کو انڈر گراؤنڈ کرا دیا تھا اور گرین سروس کو تین دن کی چھٹی۔۔ مگر اپنی نگرانی میں۔۔

اس کے علاوہ چنگیزی کو چارے کے طور پہ سامنے رکھتے ہوئے اس نے نگرانی بٹھا دی تھی۔۔ دوسری طرف حشمت گردیزی کو بھی چھپا دیا گیا اور یہ مشہور کر دیا گیا تھا کہ وہ بیرونِ ملک چلے گئے ہیں۔

اب اس کا ایک ہی پلان تھا۔۔۔ سردار منگول۔۔ جو اس سارے مسئلے کی جڑ تھا۔۔ جس نے ساحر کے ذہن کے ساتھ چھیڑ خانی کی تھی۔۔ جس نے فادر کو بھیجا تھا۔۔۔ اور یقیناً ہیرو کے غائب ہونے پہ وہ ردعمل دکھانے والا تھا جس میں فادر کا سامنے آنا طے تھا۔۔۔ وہ اس سب کو ختم کرنا چاہتا تھا۔۔۔ لیکن یہ سب کچھ وہ ٹیم سے ہی کرانا چاہ رہا تھا۔۔ وہ خود پیچھے رہ کر سب کو دیکھنا چاہتا تھا۔۔

اگلا کچھ عرصہ گرین سروس پہ بہت مشکل آنے والا تھا۔۔۔ شاید بہت زیادہ مشکل۔۔۔

+92 343 5941383